OSMANIA UNIVERSITY

طبقات کبیر

جزو سادس

OSMANIA UNIVERSITY
جامعۂ عثمانیہ

سلسلۂ نصابات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

طبقات کبیر

جزو سادس

طبقۂ انصار اولیٰ

تصنیف

محمد بن سعد کاتب الواقدی

ترجمہ

مولانا عبداللہ العمادی صاحب

(سابق رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ)

۱۳۶۳ھ م ۱۳۵۳ف م ۱۹۴۴ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن
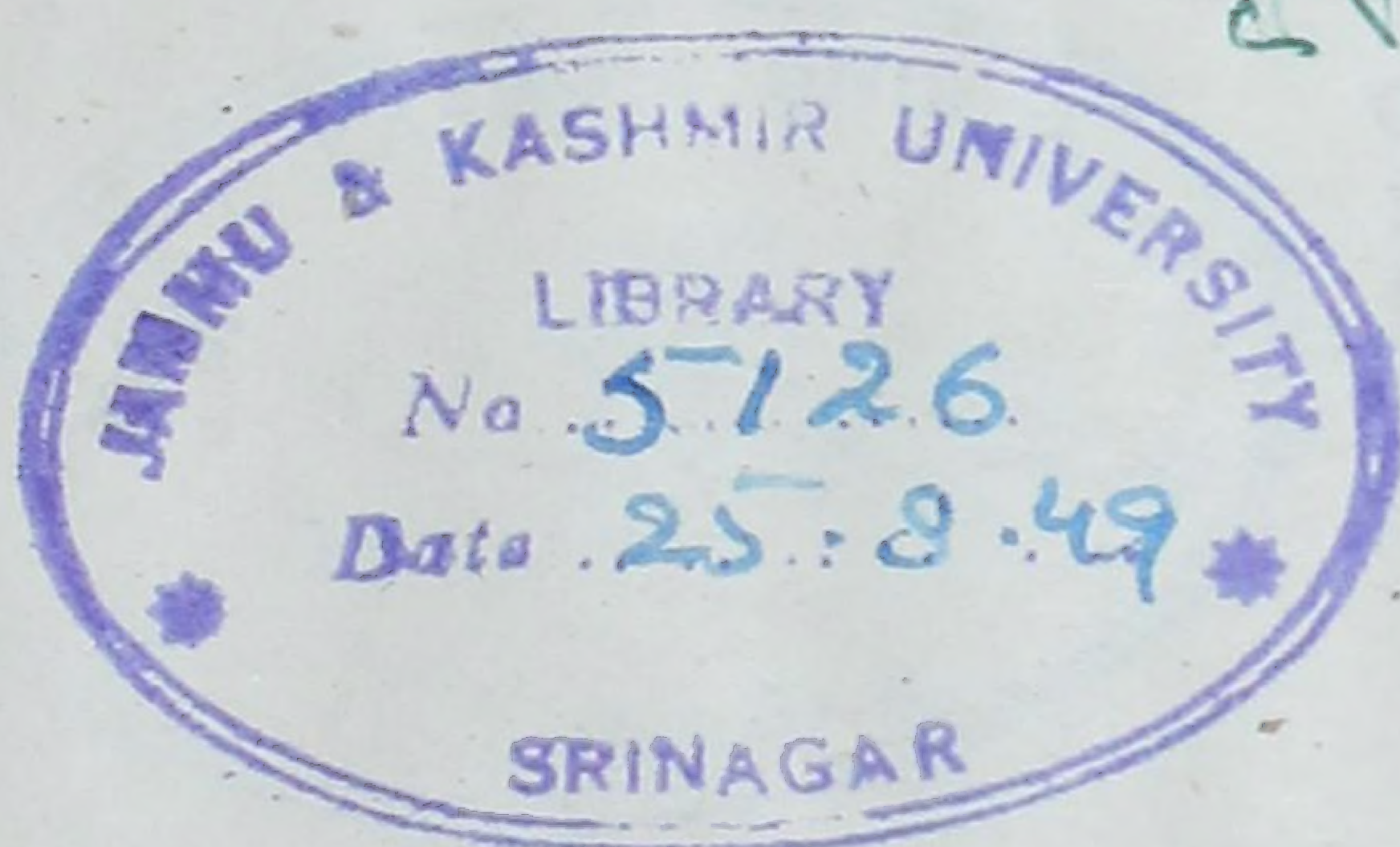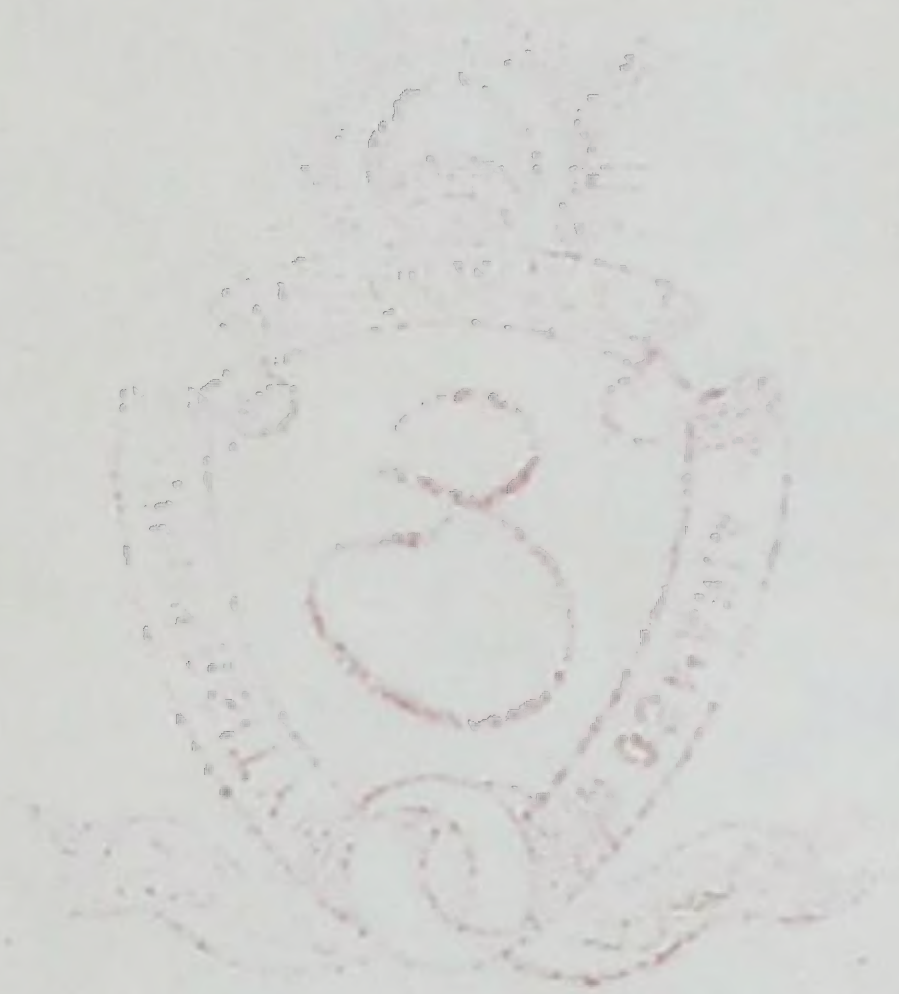
فہرست مضامین

طبقات ابن سعد جزو سادس (طبقۂ انصار اولی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طبقۂ انصار اولیٰ

انصار میں سے جو لوگ بدر میں حاضر ہوئے، وہ اوس و خزرج حارثہ کی اولاد میں سے تھے، حارثہ ہی کو عنقاء کہتے تھے، ابن عمرو مزیقیا، بن عامر، عمرو کا خطاب ماء السماء تھا ابن حارثہ، حارثہ غطریف مشہور تھے، ابن امری القیس بن ثعلبہ بن مازن بن الازد، ان کا نام درہ بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا تھا، عامرہ انھیں کو کہتے تھے، سبا اس لیے نام رکھا گیا کہ وہ سب سے پہلے شخص تھے جنھوں نے قیدی گرفتار کیے۔ جس کی وجہ سے انھیں عبد شمس پکارا جاتا تھا ابن یشجب ابن یعرب جو المرعف بن یقطن کہ قحطان تھے، اور قحطان تک یمن کا اتفاق ہے۔

جو لوگ انھیں اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما الصلاۃ و السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں، قحطان بن الہمیسع بن تیمن بن نبت بن اسماعیل بن ابراہیم، ہشام بن محمد بن السائب الکلبی اسی طرح اپنے والد سے ان کا نسب بیان کرتے اور اپنے والد سے ذکر کرتے کہ اہل علم و اہل نسب قحطان کو اسماعیل بن ابراہیم کی طرف منسوب کرتے تھے۔

جو لوگ کسی اور کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ کہتے ہیں قحطان بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام، اوس و خزرج کی والدہ قیلہ بنت کاہل بن غدرہ بن سعد بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ تھیں، سعد کی پرورش ایک حبشی غلام نے کی جس کا نام ہذیم تھا، وہ ان پر غالب آگیا اور انھیں سعد بن ہذیم کہا جانے لگا۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ میرے والد محمد بن السائب الکلبی اور دوسرے اہل نسب قبیلہ کا نسب اسی طرح بیان کرتے تھے، بدر میں انصار میں سے وہ لوگ حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا غنیمت وثواب میں حصہ مقرر کیا، یہ لوگ اوس کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو میں سے تھے اور وہ النبیت ابن مالک بن اوس تھے۔

سعد بن معاذ

ابن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل کنیت ابو عمرو تھی والدہ کبشہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن ابجر تھیں جو خدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج تھے، کبشہ مبایعات (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے والی عورتوں) میں سے تھیں،

سعد بن معاذ کی اولاد میں عمرو و عبد اللہ تھے، ان دونوں کی والدہ ہند بنت سماک بن عتیک بن امرالقیس بن زید بن عبد الاشہل تھیں، وہ بھی مبایعات میں سے تھیں، سعد نے ان سے اپنے بھائی اوس بن معاذ کے بعد نکاح کیا، وہ اسید بن حضیر بن سماک کی پھوپھی تھیں، عمرو بن سعد بن معاذ کی اولاد میں نو لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں، جن میں سے عبد اللہ بن عمرو یوم حرہ میں شہید ہوئے، آج سعد بن معاذ کی اولاد ہے۔

واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر کا اسلام مصعب بن عمیر العبدری کے ہاتھ پر ہوا، مصعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے، عقبۂ آخرہ کے ستر اصحاب سے پہلے مدینہ آکے، لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور انھیں قرآن پڑھایا، جب سعد بن معاذ اسلام لائے تو اس روز بنی عبدالاشہل میں سے کوئی شخص بغیر اسلام لائے نہ رہا، بنی عبدالاشہل کا مکان انصار کا پہلا مکان ہے جہاں عورت اور مرد سب کے سب اسلام لے آئے، سعد بن معاذ نے

مصعب بن عمیر اور ابو امامہ اسعد بن زرارہ کو اپنے مکان میں منتقل کر لیا، دونوں سعد بن معاذ کے مکان میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے، سعد بن معاذ اور اسعد بن زرارہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے، سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنی عبد الاشہل کے بت توڑتے رہے۔

ابن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد ابن معاذ اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ کیا،

لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ اور ابو عبیدۃ بن الجراح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، بس اللہ ہی زیادہ جانتا ہے کہ ان میں سے کیا تھا۔

عمر بن الحصین سے مروی ہے کہ بدر کے دن اوس کا جھنڈا سعد بن معاذ کے پاس تھا، جنگ احد میں شرف ہمرکابی حاصل تھا، جس وقت لوگ پشت پھیر کے بھاگے تو وہ آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے، غزوۂ خندق میں بھی حاضر ہوئے۔

۳ ابو متوکل سے مروی ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخار کا ذکر کیا اور فرمایا کہ جس کو وہ ہوگا تو دوزخ سے اس کا حصہ ہو جائے گا، سعد بن معاذ نے اُس کو اپنے رب سے مانگا، دعا قبول ہوئی اور بخار انھیں ہو گیا، اور اس وقت تک ان سے جدا نہ ہوا تاوقتیکہ وہ دنیا سے جدا نہ ہوئے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ میں غزوہ خندق میں گھر سے نکل کے لوگوں کے نشان قدم پر چل رہی تھی کہ پیچھے آہٹ سنی، پلٹ کے دیکھا تو سعد بن معاذ تھے، ہمراہ ان کے بھتیجے حارث بن اوس بھی ڈھال لیے ہوئے تھے، میں زمین پر بیٹھ گئی اور سعد رجز پڑھتے اور کہتے ہوئے گزر گئے۔

لَبِّثْ قلیلا یدرک الھیجا حَمَل ما احسن الموتَ اذا حان الاَجَلُ

(اے سعد، تھوڑی دیر ٹھیر جا تو تو جنگ کو برپا پائیگا کیسی اچھی موت ہے جب وقت آجائے)

سعد کے بدن پر ایک زرہ تھی جس سے ہاتھ سر اور پاؤں باہر تھے، مجھے

ان کے ہاتھ اور پاؤں کا اندیشہ تھا، سعد بڑے اور لانبے آدمی تھے، میں کھڑی ہوئی اور ایک باغ میں گھس گئی جس میں مسلمانوں کی ایک جماعت تھی جن میں عمر بن الخطاب رحمہ اللہ اور ایک اور شخص خود پہنے ہوئے تھے، عمر نے پوچھا کہ آپ کو کیا چیز لائی، واللہ آپ بڑی بے خوف ہیں، بھاگنے اور مصیبت کے وقت آپ کو کیا چیز امن دے گی۔

وہ مجھے برابر ملامت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں آرزو کر رہی تھی کہ اسی وقت زمین پھٹ جائے اور اس میں سما جاؤں اس شخص نے اپنے چہرے سے خود ہٹا دیا، دیکھا تو طلحہ بن عبید اللہ تھے انھوں نے کہا کہ اے عمر تم پر افسوس ہے، ملامت آج ضرورت سے زیادہ کردی، سوائے اللہ کے اور کہاں بھاگنا یا بچنا ہے،

مشرکین قریش میں سے ایک شخص جس کا نام ابن العرقہ تھا سعد کو تیر مار رہا تھا، اس نے کہا، اسے لو میں ابن العرقہ ہوں، وہ ان کے ہاتھ کی رگ (اکحل) میں لگا، سعد نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک کہ تو بنی قریظہ سے میرا دل ٹھنڈا نہ کر دے بنی قریظہ جاہلیت میں ان کے موالی و حلفاء تھے۔

سعد کا زخم بند ہو گیا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے مشرکین پر آندھی بھیجدی، جنگ میں مومنین کے لیے اللہ ہی کافی ہو گیا، اور اللہ بڑا زبردست اور بڑی قوت والا ہے، ابو سفیان مع اپنے ہمراہیوں کے تہامہ چلا گیا، عیینہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نجد چلا گیا، اور بنو قریظہ واپس ہو کر اپنے قلعوں میں محفوظ ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے واپس ہوئے، آپ نے خیمہ کا حکم دیا جو مسجد میں سعد بن معاذ کے لیے نصب کیا گیا، آپ کے پاس جبریل آئے جن کے چہرے پر غبار تھا اور کہا کہ کیا آپ نے ہتیار رکھ دیے حالانکہ ملائکہ نے اب تک ہتیار نہیں رکھے، بنی قریظہ کا ارادہ فرمائیے اور اُن سے جنگ کیجئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ پہنی اور لوگوں کو کوچ کا حکم دیا۔

بنی غنم کے پاس تشریف لائے جو مسجد کے پڑوسی تھے، اور پوچھا کہ تمھارے پاس سے کون گذرا، لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس سے وحیہ الکلبی گذرے ہیں، وحیہ کی ڈاڑھی اور اُن کا چہرہ جبریل علیہ السلام کے مشابہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کے پاس آئے اور پچیس دن ان کا محاصرہ کیا، جب محاصرہ شدید ہوگیا اور ان پر سخت مصیبت آگئی تو کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اتر آو، انھوں نے ابو لبابہ بن عبدالمنذر سے مشورہ کیا تو انھوں نے ان سے اشارہ کیا کہ ذبح (طے شدہ ہے، تم لوگ اس سے بچ نہیں سکتے، لہذا قلعہ سے نہ اُترو)، ان لوگوں نے کہا کہ ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اُتریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا سعد بن معاذ ہی کے حکم پر اُترو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو بلا بھیجا، سعد ایک گدھے پر جس پر کھجور کی چھال کا چارجامہ تھا سوار کیے گئے، انھیں ان کی قوم نے گھیر لیا، لوگ کہنے لگے کہ ابو عمرو، بنی قریظہ تمھارے حلفاء و موالی ہیں، مصیبت زدہ ہیں اور وہ لوگ ہیں جنھیں تم جانتے ہو، لہذا ان کے ساتھ رعایت کرنا، مگر وہ کچھ جواب نہ دیتے تھے، جب ان لوگوں کے مکانات کے قریب ہوئے تو قوم کی طرف التفات کیا اور کہا کہ میرے لیے وہ وقت آگیا ہے کہ میں اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کروں۔

ابن سعد نے کہا کہ جب سعد نظر آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اٹھ کر اپنے سردار کی طرف جاؤ اور انھیں اُتار لو عمر نے عرض کی کہ ہمارا سردار اللہ ہے، فرمایا، انھیں اُتار لو فوراً تعمیل ہوئی اور لوگوں نے انھیں اُتار لیا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد سے فرمایا کہ بنی قریظہ کے بارے میں حکم دو، انھوں نے کہا کہ سپاہی قتل کر دیے جائیں، عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کا مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

اس کے بعد سعد نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ اگر تو نے اپنے نبیؐ پر قریش

کی کوئی جنگ باقی رکھی ہو تو مجھے بھی اس کے لیے باقی رکھ، اور اگر تو نے آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان جنگ منقطع کر دی ہو تو مجھے اپنی طرف اٹھا لے پھر ان کا زخم پھٹ گیا، حالانکہ وہ اچھا ہو گیا تھا، اور سوائے خفیف نشان کے کچھ نظر نہیں آتا تھا، وہ اپنے خیمے کی طرف آئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے نصب کر دیا تھا۔

سعد کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ آئے عائشہؓ نے کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے میں ابوبکر کے رونے کو عمر کے رونے سے امتیاز نہ کر سکی حالانکہ میں اپنے حجرے میں تھی، وہ لوگ اسی طرح تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" (آپس میں رحمدل)، راوی نے کہا کہ میں نے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کیفیت تھی، فرمایا، آپ کی آنکھ کسی پر نہ روتی تھی، لیکن جب آپ کو رنج ہوتا تھا تو آپ صرف اپنی ڈاڑھی پکڑ لیتے تھے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ سعد کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، جب آپ بیدار ہوئے تو ایک فرشتہ یا جبریل آئے اور کہا کہ آپ کی امت کا جو آدمی رات کو مر گیا اس کی موت سے اہل سماء خوش ہوئے کہ ان میں ایک ایسا پاکیزہ شخص مل گیا، آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں سوائے سعد کے کسی کو نہیں جانتا جن کی شام بحالت بیماری ہوئی، سعد کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ ان کا تو انتقال ہو گیا، ان کی قوم آئی اور انھیں اپنے مکان اُٹھا لے گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور روانہ ہوئے ہم رکاب اور لوگ بھی تھے، آپ نے لوگوں کو چلنے میں تھکا دیا یہاں تک کہ ان کی جوتیوں کے تسمے پاؤں سے نکلے جاتے تھے اور چادریں شانوں سے گری پڑتی تھیں، ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ، آپ نے تو لوگوں کو تھکا دیا، فرمایا، مجھے اندیشہ ہے کہ ہم سے پہلے ان کے پاس ملائکہ نہ آ جائیں جیسا کہ ہم سے پہلے وہ حنظلہ کے پاس آ گئے تھے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ انھیں مقامات میں سے کہیں اس حالت میں

دیکھے گئے کہ ان کے شانے پر زرہ تھی اور کہہ رہے تھے: لا بأس بالموت اذا حان الاجل، جب وقت آ گیا تو موت کا خوف نہیں۔

ابی میسرہ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ کی اکحل (ہاتھ کی رگ) میں تیر مار اگیا، خون نہ بند ہوتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ نے اُن کی کلائی پکڑ لی، خون اُن کے بازو کی طرف چڑھ گیا، راوی نے کہا، سعد کہہ رہے تھے کہ اے اللہ مجھے موت نہ دے تا وقتیکہ بنی قریظہ سے میرا دل ٹھنڈا نہ کر دے بنی قریظہ کے لوگ ان کے حکم پر قلعہ سے اُترے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد ان کے بارے میں حکم دو، انھوں نے کہا، یا رسول اللہ مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ میں ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو نہ پہنچ سکوں گا، آپ نے پھر فرمایا کہ ان کے بارے میں تمھیں فیصلہ کرو، انھوں نے کہا کہ فیصلہ یہ ہے کہ ان کے سپاہی قتل کیے جائیں اور ذریت قید کی جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو پہنچ گئے، پھر دوبارہ خون جاری ہو گیا جو بند نہ ہوا یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی، رضی اللہ عنہ۔

عبداللہ بن یزید انصاری سے مروی ہے کہ جب یوم قریظہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے سردار کو بلاؤ کہ وہ اپنے غلاموں کے بارے میں حکم دیں، آپ کی مراد سعد بن معاذ سے تھی، وہ آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ حکم دو، انھوں نے کہا کہ مجھے اس امر کا اندیشہ ہے کہ میں ان کے بارے میں اللہ کے حکم کو نہ پہنچ سکوں گا، فرمایا، تمھیں حکم دو، انھوں نے حکم دیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو پہنچ گئے۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ بنی قریظہ جب سعد بن معاذ کے حکم پر اترے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بلا بھیجا، وہ ایک گدھے پر آئے جب قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے سب سے بہتر یا اپنے سردار کی طرف اٹھ کر جاؤ، پھر فرمایا کہ اے سعد یہ لوگ تمھارے حکم پر اترے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں ان لوگوں کے بارے میں یہ حکم دیتا ہوں کہ سپاہی قتل کیے جائیں اور ذریت قید کی جائے، فرمایا، تم نے بادشاہ (اللہ) کے

فیصلے کے مطابق حکم دیا۔

عبدالرحمن بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ بنی قریظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اُترے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کو بلا بھیجا، وہ ایک گدھے پر سوار کرا کے لائے گئے، یوم خندق میں اس زخم کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ کی رگ اکحل میں لگا تھا وہ بالکل صاحب فراش تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کے بیٹھ گئے، آپ نے ان سے فرمایا کہ مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دو، انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ ان کے بارے میں اللہ نے آپ کو جو حکم دے دیا ہے آپ اسی کے مطابق کرنے والے ہیں فرمایا ہاں، لیکن تم ہی ان کے بارے میں مجھے مشورہ دو، انہوں نے کہا کہ اگر ان کا معاملہ میرے سپرد کیا جائے تو میں ان کے سپاہیوں کو قتل، ذریت کو قید، اور اموال کو تقسیم کر دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم نے مجھے ان کے بارے میں وہی مشورہ دیا جس کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ یوم خندق میں سعد کو مصیبت پہنچائی گئی، قریش کے ایک شخص نے جس کا نام حبان بن العرقہ تھا ان کی رگ اکحل میں تیر مار دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ان کے لیے خیمہ نصب کر دیا، کہ قریب سے ان کی عیادت کریں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے واپس آئے تو ہتیار رکھ کے غسل کیا، آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے جو اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے، انہوں نے کہا کہ آپ نے ہتیار رکھ دیئے حالانکہ ہم نے ابھی نہیں رکھے، ان لوگوں کی طرف تشریف لے چلیئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہاں (روانہ ہوں)، انہوں نے کہا، اس مقام پر، اور بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف روانہ ہو گئے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اُترے، آپ نے ان کا فیصلہ سعد بن معاذ کے

سپرد کیا، انھوں نے کہا کہ میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ سپاہی قتل کئے جائیں، بچے اور عورتیں قید کی جائیں، اور ان کے اموال تقسیم کر دیے جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔

سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ جب سعد بن معاذ نے بنی قریظہ کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ وہ لوگ قتل کیے جائیں جو مرد ہیں، اور ان کے مال تقسیم کر لیے جائیں اور ان کی عورتیں بچے قید کیے جائیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھوں نے ان کے بارے میں اللہ کے اس حکم کے مطابق فیصلہ کیا جو اس نے سات آسمانوں کے اوپر سے کیا ہے۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ سعد کا زخم خشک ہو کے اچھا ہو گیا تھا، مگر انھوں نے دعا کی کہ اے اللہ، تو جانتا ہے کہ مجھے اس قوم سے تیری راہ میں جہاد سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں جس نے تیرے رسول کی تکذیب کی اور انھیں (مکے سے) نکالا، اے اللہ میرا گمان ہے کہ تو نے ہمارے اور قریش کے درمیان جنگ موقوف کر دی ہے، اگر قریش سے کوئی جنگ باقی ہو تو مجھے بھی ان کے لئے باقی رکھ کہ تیری راہ میں ان سے جہاد کروں، اور اگر تو نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ موقوف کر دی ہے تو اس زخم کو پھاڑ دے اور میری موت اسی سے کر دے، زخم اسی شب پھٹ گیا، ان کے ہمراہ مسجد میں بنی غفار کے لوگ بھی خیمے میں تھے، خون نے انھیں خوف زدہ کیا جو ان کی طرف بہ رہا تھا تو ان لوگوں نے کہا کہ اے خیمے والو، یہ خون کیسا ہے جو تمھاری طرف سے ہمارے پاس آرہا ہے، دیکھا تو سعد کے زخم سے خون بہ رہا تھا، اسی سے ان کی وفات ہو گئی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب سعد کے ہاتھ کا خون بہنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر ان کی طرف گئے، انھیں گلے سے لگا لیا، حالانکہ خون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ اور ڈاڑھی پر بہ رہا تھا، جس قدر زیادہ کوئی شخص آپ کو خون سے بچانا چاہتا تھا اسی قدر زیادہ آپ ان کے قریب ہوتے جاتے تھے، یہاں تک کہ وہ قضا کر گئے۔

اسماعیل بن ابی خالد نے ایک انصاری سے روایت کی کہ جب سعد نے

بنی قریظہ کا فیصلہ کر دیا اور واپس آئے تو ان کا زخم پھٹ گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ ان کے پاس آئے، اُن کا سر لے کے اپنے آغوش میں رکھ لیا اور انھیں سفید چادر سے ڈھانک دیا گیا، جب وہ ان کے چہرے پر کھینچ دی گئی تو ان کے پاؤں کھل گئے، وہ گورے موٹے تازے آدمی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ، سعد نے تیری راہ میں جہاد کیا، تیرے رسول کی تصدیق کی اور جو ان کے ذمے تھا اُسے ادا کر دیا، لہٰذا ان کی روح کو اُسی خیر کے ساتھ قبول کر جس کے ساتھ تو نے کسی کی روح قبول کی ہے۔

سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا تو اپنی آنکھیں کھول دیں اور کہا، السلام علیک یا رسول اللہ، دیکھئے، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، سعد کے گھر والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ان کا سر اپنے آغوش میں رکھ لیا تو وہ ڈرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا کہ سعد کے گھر والوں نے جب دیکھا کہ آپ نے ان کا سر اپنے آغوش میں رکھ لیا تو وہ اس سے ڈر گئے، فرمایا، جس تعداد میں تم لوگ گھر میں ہو اتنے ہی میں اللہ سے ملائکہ مانگوں گا کہ وہ سعد کی وفات میں حاضر ہوں، ان کی ماں رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں۔

ویل لامک سعدا　　　حزامۃ وجدا

(اے سعد تیری ماں کی خرابی ہے　　　با اعتبار حزم کے بھی اور بلحاظ سنجیدگی کے بھی)

ان سے کہا گیا کہ تم سعد پر شعر کہتی ہو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انھیں چھوڑ دو، کیونکہ ان کے سوا دوسرے شعراء جھوٹے ہیں۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ یوم خندق میں جب سعد کی رگ اکحل میں زخم لگ کر شدید ہو گیا تو انھیں لوگوں نے ایک عورت کے پاس منتقل کیا جس کا نام رُفیدہ تھا اور زخمیوں کا علاج کرتی تھی، نبی علیہ السلام جب ان کے پاس سے گزرتے تو پوچھتے کہ تم نے رات کس طرح گزاری، صبح کے وقت آپ

تشریف لے جاتے تو پوچھتے کہ تم نے کس طرح صبح کی، وہ آپ کو حال بتاتے جب وہ رات ہوئی جس میں ان کی قوم نے انھیں منتقل کیا ان کی تکلیف میں شدت ہو گئی اور لوگ انھیں بنی عبد الاشہل کے مکانوں میں اٹھا لے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح پوچھا کرتے تھے، اسی طرح پوچھنے کے لئے آئے، لوگوں نے کہا کہ بنی عبد الاشہل انھیں لے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے، ہم لوگ بھی ہمرکاب تھے آپ نے اپنی رفتار اس قدر تیز کر دی کہ ہماری جوتیوں کے تسمے ٹوٹ گئے اور چادریں کندھوں سے گر پڑیں، اصحاب نے شکایت کی کہ یا رسول اللہ آپ نے ہمیں چلنے میں تھکا دیا، فرمایا، مجھے اندیشہ ہے کہ ملائکہ ہم سے پہلے ان کے پاس پہنچ کر انھیں غسل نہ دے دیں جیسا کہ انھوں نے حنظلہ کو غسل دے دیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں وہاں پہنچے کہ انھیں غسل دیا جا رہا تھا اور ان کی والدہ کہہ رہی تھیں:

ویل ام سعد سعدا   حزامة وجدا

(سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی آگئی — دور اندیشی کی بنا پر بھی اور سنجیدگی کی حیثیت سے بھی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے ام سعد کے ہر نوحہ کرنے والی جھوٹی ہے۔

آپ انھیں لے کے نکلے، قوم نے، یا ان میں سے کسی نے، جس کو اللہ نے چاہا، آپ سے کہا کہ یا رسول اللہ، ہم نے کوئی میت ایسی نہیں اٹھائی جو سعد سے زیادہ ہلکی ہو، فرمایا، تم پر ہلکا ہونے سے کون روک سکتا ہے، حالانکہ اتنے اتنے ملائکہ اترے ہیں، (آپ نے تعداد کثیر کا نام لیا تھا مگر میں اسے یاد نہ رکھ سکا) جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترے تھے، وہ بھی تمھارے ساتھ اٹھائے ہوئے ہیں،

سلمہ بن اسلم بن حریس سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ ہم لوگ دروازے پر کھڑے ہوئے آپ کے پیچھے اندر جانا چاہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے گئے،

گھر میں سوائے سعد کے کوئی نہ تھا، وہ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے، میں نے آپ کو چلتے ہوئے دیکھا، جب میں نے آپ کو دیکھا تو رک گیا آپ نے بھی میری طرف اشارہ کیا کہ ٹھہرو تو میں ٹھہر گیا اور پیچھے ہٹا، آپ تھوڑی دیر بیٹھے، پھر نکلے تو عرض کی، یا رسول اللہ، میں نے کسی کو نہیں دیکھا حالانکہ آپ چل رہے تھے فرمایا، میں اس وقت تک مجلس پر قادر نہ ہوا تاوقتیکہ ملائکہ میں سے ایک فرشتے نے اپنا ایک بازو میرے لئے نہ اٹھالیا، پھر میں بیٹھ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ اے ابوعمرو تمہیں مبارک ہو، اے ابوعمرو تمہیں مبارک ہو، اے ابوعمرو تمہیں مبارک ہو

عامر بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں پہنچے کہ ام سعد رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں:

ویل ام سعد سعدا جلادۃ وجدا

سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی ہے بہادری و جلاوت کے لحاظ سے بھی اور سنجیدگی کے اعتبار سے بھی

عمر بن الخطاب نے فرمایا، بس کرو، اے ام سعد، سعد کا ذکر نہ کرو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بس کرو اے عمر، کیونکہ سوائے ام سعد کے ہر رونے والی جھوٹی بنائی گئی ہے، وہ جو نیک بات کہیں تو وہ جھوٹی نہیں ہیں۔

جابر سے مروی ہے کہ یوم احزاب میں سعد کو تیر مارا گیا، ان لوگوں نے ان کی رگ اکحل کاٹ ڈالی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آگ سے داغ دیا جس سے ان کا ہاتھ پھول گیا، آپ نے ان کا خون نکالا پھر دوبارہ اسے داغ دیا۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے زخم کو داغ دیا۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ کے پاس گئے جو اپنی جان دے رہے تھے، فرمایا، اے سردار قوم، اللہ تمہیں جزائے خیر دے، تم نے اللہ سے جو وعدہ کیا اسے پورا کر دیا، اللہ بھی تم سے اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ جب سعد کا جنازہ نکالا گیا تو منافقین میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ سعد کے جنازے یا سعد کے تابوت کو کس نے ہلکا کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ستر ہزار فرشتے، کہ آج سے پہلے کبھی انھوں نے زمین پر قدم نہیں رکھا تھا، اترے ہیں اور سعد کے جنازے یا تابوت پر حاضر ہیں۔

جس وقت انھیں غسل دیا جا رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے، آپ نے اپنا گھٹنہ سمیٹ لیا اور فرمایا کہ ایک فرشتہ آیا جس کے لیے جگہ نہ تھی، میں نے اس کے لیے گنجائش کر دی، ان کی والدہ رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں:

ویل أم سعد سعدا ❊ براعة ونجدا ❊ بعد أياديا له ومجدا ❊ مقدما سد به مسدا

(سعد کی وفات سے سعد کی ماں کی خرابی ہوئی۔ اعلیٰ کارگزاری میں بھی اور بہادری میں بھی۔ اس نے کیسے کیسے احسان کیے تھے اور کیسی بزرگ منشی ظاہر کی تھی ان سب کے بعد یہ انجام کتنا افسوسناک ہے۔ وہ ایسا پیشوا و پیش رو تھا کہ اپنے آپ سے ہر ایک خلل کی بندش کر دی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اُم سعد کے تمام رونے والیاں جھوٹی ہیں۔

حسن سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ موٹے تازے اور بھاری بھرکم آدمی تھے، وفات ہوئی تو منافقین جو ان کے جنازے کے پیچھے چل رہے تھے کہنے لگے کہ ہم نے آج کی طرح کسی آدمی کو اس قدر ہلکا نہیں دیکھا، جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہے یہ ان کے بنی قریظہ کے فیصلے کی وجہ سے ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا، قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ان کا جنازہ ملائکہ اٹھائے ہوئے ہیں۔

نافع سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سعد بن معاذ کے جنازے میں ایسے ستر ہزار ملائکہ موجود تھے جو زمین پر کبھی نہیں اترے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی کو دبایا گیا پھر انھیں چھوڑ دیا گیا۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بندۂ صالح

کے لیے فرمایا، جس کے لیے عرش ہل گیا، آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے اور ایسے ستر ہزار ملائکہ نازل ہوئے جو اس سے پہلے زمین پر نازل نہیں ہوئے تھے، کہ اسے دبایا گیا، پھر چھوڑ دیا گیا، یعنی سعد بن معاذ کو۔

سعید المقبری سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو دفن کیا تو فرمایا کہ اگر تنگی قبر سے کسی کو نجات ملتی تو ضرور سعد کو بھی نجات ملتی حالانکہ انھیں پیشاب کے اثر کی وجہ سے (یعنی جو بے احتیاطی سے پیشاب کرنے میں چھینٹیں پڑ جاتی ہیں ان کی وجہ سے) اس طرح دبایا گیا کہ ان کی اِدھر کی پسلیاں اُدھر ہو گئیں۔

جعفر بن برقان سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا آپ جب سعد کی قبر کے پاس کھڑے تھے، کہ انھیں دبایا جارہا ہے"۔ اگر عمل کی وجہ سے کسی کو اس سے نجات ملتی تو سعد کو بھی ضرور ملتی۔

ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کی قبر پر چادر بچھائی یا چادر اس وقت بچھائی گئی کہ آپ موجود تھے۔

عائشہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد بن معاذ کے جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا۔

بنی عبدالاشہل کے شیوخ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کے جنازے کو ان کی کوٹھری سے دو پایوں کے درمیان سے اٹھایا یہاں تک کہ آپ نے اُسے مکان (دار) سے نکالا، محمد بن عمر نے کہا کہ دار تیس ہاتھ کا ہوتا ہے (یعنی پندرہ گز کا)۔

رُبیح بن عبدالرحمن بن ابی سعید الخدری نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنھوں نے بقیع میں سعد کے لیے قبر کھودی تھی، ہم جب مٹی کا کوئی حصہ کھودتے تو مشک کی خوشبو آتی، یہاں تک کہ ہم لحد تک پہونچے۔

محمد بن شرحبیل بن حسنہ سے مروی ہے کہ کسی شخص نے سعد کی قبر کی مٹی میں سے ایک مٹھی لیلی، وہ اسے لے گیا، پھر اسے دیکھا تو وہ مشک تھی۔

محمد بن شرحبیل بن حسنہ سے مروی ہے کہ جس دن سعد دفن کیے گئے تو ایک شخص نے ان کی قبر کی مٹی میں سے ایک مٹھی لے لی بعد کو اسے کھولا تو وہ مشک تھی۔

(تتمہ روایت ابوسعید الخدری) انھوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نظر آئے، ہم اس کے کھودنے سے فارغ ہو گئے تھے، اور کچی اینٹیں اور پانی قبر کے پاس رکھ دیا تھا ہم نے اُروز دار عقیل کے پاس ان کے لیے قبر کھودی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نظر آئے، آپ نے سعد کو ان کی قبر کے پاس رکھدیا اوران پر نماز پڑھی، میں نے اتنے آدمی دیکھے جنھوں نے بقیع کو بھر دیا تھا۔

عبدالرحمن بن جابر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب لوگ سعد کی قبر کے پاس پہنچے تو اس میں چار آدمی اترے، حارث بن اوس بن معاذ، اُسید بن حُضیر، ابونائلہ سِلکان بن سلامہ اور سلمہ بن سلامہ بن وَقش، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قدموں کے پاس کھڑے تھے، جب وہ اپنی قبر میں رکھ دیے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا، آپ نے تین بار تسبیح کہی تو مسلمانوں نے بھی تین مرتبہ تسبیح کہی بقیع گونج گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ تکبیر کہی اور آپ کے اصحاب نے بھی تین مرتبہ تکبیر کہی یہاں تک کہ بقیع آپ کی تکبیروں سے گونج گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ ہم نے آپ کے چہرے میں تغیر دیکھا اور آپ نے تین مرتبہ تسبیح کہی، فرمایا، تمھارے ساتھی پر قبر تنگ ہوگئی اور انھیں دبایا گیا، اگر اس سے کسی کو نجات ہوتی تو سعد کو ضرور ہوتی، پھر اللہ نے اسے کشادہ کردیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد کو حارث بن اوس بن معاذ، اُسید بن حضیر اور سلمہ بن سلامہ بن وقش نے غسل دیا، وہ پانی ڈال رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے، پہلا غسل پانی سے دیا گیا، دوسرا پانی اور بیری سے، اور تیسرا پانی اور کافور سے، انھیں تین صحاری (سوتی) چادروں میں کفن دیا گیا جن میں انھیں لپیٹ دیا گیا، تابوت لایا گیا جو النبیط کے پاس تھا اور مردے اس پر اٹھائے جاتے تھے، انھیں تابوت میں رکھ دیا گیا، جس وقت انھیں مکان سے لے چلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا کہ تابوت کے پایوں کے درمیان سے انھیں اٹھائے ہوئے تھے۔

مسور بن رفاعہ قرظی سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ کی والدہ سعد کو لحد میں دیکھنے آئیں تو لوگوں نے انھیں واپس کردیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھیں چھوڑ دو، وہ آئیں اور قبل اس کے کہ سعد پر اینٹ مٹی لگائی جائے انھیں لحد میں دیکھا تو کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تم اللہ کے پاس ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر اُن سے (والدۂ سعد سے) تعزیت کی، مسلمان قبر کی مٹی ڈالنے لگے اور اُسے برابر کرنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنارے ہٹ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ ان کی قبر برابر کردی گئی اور اس پر پانی چھڑک دیا گیا، آپ آئے اور کھڑے ہوکر ان کے لیے دعا کی، پھر واپس ہوئے۔

معاذ بن رفاعہ بن رافع زُرقی سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ کو عقیل بن ابی طالب کے مکان کی بنیاد میں دفن کیا گیا۔

عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صاحبین (ابوبکرؓ و عمرؓ) یا ان میں سے ایک کے بعد کسی کی جدائی مسلمانوں پر اتنی شاق نہ ہوئی جتنی سعد بن معاذ کی۔

حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ گورے، لانبے، اچھے، خوبصورت، بڑی آنکھ والے اور حسین ڈاڑھی والے آدمی تھے، انھیں غزوۂ خندق ۵ھ میں تیر مارا گیا، جس کے زخم سے انتقال کر گئے، اس روز وہ سینتیس سال کے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر نماز پڑھی اور وہ بقیع میں دفن کیے گئے۔

ابن عمر سے مروی ہے کہ اللہ کی سعد سے ملاقات کی خواہش میں عرش ہل گیا اور تخت کی لکڑیاں ٹوٹ گئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر پر جاکر رُک گئے، جب واپس ہوئے تو پوچھا گیا، یارسول اللہ آپ کو کس چیز نے روکا، فرمایا کہ سعد کو قبر میں دبایا گیا، میں نے اللہ سے دعا کی کہ انھیں کھول دے۔

جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سعد بن معاذ کی موت کی وجہ سے عرش ہل گیا۔

ابی سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

سعدؓ کی موت کی وجہ سے عرش ہل گیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ حج یا عمرہ سے فارغ ہو کے آئے تو ذی الحلیفہ میں ہمارا استقبال کیا گیا، انصار کے لڑکے اپنے عزیزوں کا استقبال کر رہے تھے وہ لوگ اُسیدؓ بن حضیر سے ملے، انھیں ان کی بیوی کی خبر مرگ سنائی، اُسیدؓ نے مُنہ ڈھانک لیا اور رونے لگے، میں نے کہا، اللہ تمھاری مغفرت کرے، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ ہو، تمھیں پہلی اور قدیم صحبت حاصل ہے، یہ کیا ہوا کہ ایک عورت پر روتے ہو، انھوں نے اپنا سر کھول دیا اور کہا کہ میری جان کی قسم آپ نے سچ کہا، حق یہی ہے کہ میں سعدؓ بن معاذ کے بعد کسی پر نہ روؤں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لیے جو کچھ فرمایا ہے وہ فرمایا ہے، میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے کیا فرمایا، انھوں نے کہا آپ نے یہ فرمایا کہ سعدؓ بن معاذ کی وجہ سے عرش ہل گیا، عائشہؓ نے کہا کہ وہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چل رہے تھے۔

اسما بنت یزید بن سکن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعدؓ بن معاذ کی والدہ سے فرمایا کہ کیا اس سے بھی تمھارا غم نہ جائے گا اور تمھارے آنسو نہ تھمیں گے کہ تمھارے بیٹے سب سے پہلے شخص ہیں جن کے لیے اللہ تعالی ہنسا اور عرش ہل گیا۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سعدؓ بن معاذ کی وفات کی وجہ سے ان کی ملاقات کی فرحت میں عرش رحمٰن ہل گیا، فرحًا بہ (فرحت میں) یہ حسن کی طرف سے تفسیر ہے۔

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ جب سعدؓ بن معاذ کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سعدؓ بن معاذ کی روح کے لئے عرش ہل گیا۔

رُمیثہؓ سے مروی ہے کہ جس روز سعدؓ بن معاذ کا انتقال ہوا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے قریب سے سنا کہ اگر میں آپ کے ہاتھ کی مہر کو بوسہ دینا چاہتی تو دے سکتی تھی کہ ان کے لیے عرش رحمٰن ہل گیا۔ ۱۳

یزید بن اصمؒ سے مروی ہے کہ جب سعادؓ بن معاذ کی وفات ہوئی اور اُن کا

جنازہ اٹھایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعدؓ بن معاذ کے جنازے کے لیے عرش ہل گیا۔

براءؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس حریر (ریشم) کی ایک چادر لائی گئی اصحاب اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سعدؓ بن معاذ کے رومال اس سے زیادہ نرم ہیں۔

براءؓ سے مروی ہے کہ حریر کی ایک چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیۃً دی گئی، ہم لوگ اسے چھوتے تھے اور تعجب کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس سے تمھیں تعجب ہے، عرض کی، جی ہاں، فرمایا جنت میں سعدؓ بن معاذ کے رومال اس سے بہت اچھے اور بہت نرم ہیں۔

واقدؓ بن عمروؓ بن سعدؓ بن معاذ سے مروی ہے کہ میں انسؓ بن مالک کے پاس گیا، واقدؓ سب لوگوں سے بڑے اور لانبے تھے، انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو، میں نے کہا، میں واقدؓ بن عمروؓ بن سعدؓ بن معاذ ہوں، انھوں نے کہا، بے شک تم سعدؓ کے مشابہ ہو، پھر روئے اور بہت روئے اور کہا، اللہ سعدؓ پر رحمت کرے، سعد بھی سب سے بڑے اور لانبے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دومہ (کے بادشاہ) اُکیدر کی طرف لشکر بھیجا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دیباج (ریشم) کا جُبّہ بھیجا، جو سونے (کے تار) سے بنا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پہنا تو لوگ چھونے لگے اور اس کی طرف دیکھنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اس جُبّہ سے تم لوگ تعجب کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا، یارسول اللہ ہم نے کبھی اس سے اچھا نہیں دیکھا، فرمایا واللہ جنت میں سعدؓ بن معاذ کے رومال، جو تم دیکھتے ہو، اس سے بہت اچھے ہیں۔

سعدؓ کے بھائی:

عمروؓ بن معاذ

ابن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل، ان کی کنیت ابو عثمان تھی

والدہ کبشہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن ابجر تھیں، ابجر جذرہ بن عوف بن حارث بن خزرج تھے، کبشہ سعدؓ بن معاذ کی بھی والدہ تھیں، عمرو بن معاذ کی بعد کو کوئی اولاد نہ رہی۔

۱۴۱ عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمروؓ بن معاذ اور عمیرؓ بن ابی وقاص کے برادر سعدؓ بن ابی وقاص کے درمیان عقد مواخاۃ کیا

لوگوں نے بیان کیا کہ عمروؓ بن معاذ بدر و احد میں حاضر ہوئے، ہجرت کے بتیسویں مہینے یوم غزوۂ احد میں شہید ہوئے، ضرار بن الخطاب الفہری نے قتل کیا، عمروؓ بن معاذ جس روز قتل کیے گئے بتیس سال کے تھے، عمیرؓ بن وقاص ان سے پہلے بدر میں شہید ہو چکے تھے،

ان دونوں کے بھتیجے۔

حارثؓ بن اوس

ابن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل کنیت ابوالاوس تھی، ان کی والدہ ہند بنت سماک بن عتیک بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل تھیں جو اُسید ابن حضیر بن سماک کی پھپھی تھیں اور مبایعات، میں سے تھیں، حارث بن اوس کی کوئی اولاد نہ تھی۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث ابن اوس بن معاذ اور عامر بن فہیرہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ حارث بن اوس بدر میں حاضر اور ان لوگوں میں تھے جنہوں نے کعب بن الاشرف (یہودی) کو قتل کیا، خود انہیں کے بعض ساتھی کعب پر شب کے وقت تلوار چلا رہے تھے کہ حارث کے پاؤں پر زخم لگا اور خون بہنے لگا اور وہی لوگ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھا لائے۔ حارث غزوۂ اُحد میں بھی شریک ہوئے

اور اسی روز شوال میں ہجرت کے بتیسویں مہینے شہید ہو گئے، اپنی شہادت کے دن اٹھائیس سال کے تھے۔

حارث بن انس

انس وہی ہیں جو ابو الحیسر بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل تھے، ان کی والدہ ام شریک بنت خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ ابن خزرج بن ساعدہ خزرج میں سے تھیں، حارث بن انس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ غزوۂ بدر و احد میں شریک ہوئے، غزوۂ احد میں ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔

ابو الحیسر مکے آئے، ہمراہ بنی عبد الاشہل کے پندرہ نوجوان تھے، جن میں ایاس بن معاذ بھی تھے، ان لوگوں نے عمرے کا ارادہ ظاہر کیا، عتبہ بن ربیعہ کے پاس اترے، اس نے ان کا اکرام کیا، ان لوگوں نے اس سے اور قریش سے درخواست کی کہ وہ ان سے خزرج کے قتال پر معاہدۂ حلف کریں، قریش نے کہا کہ تمہارا شہر ہم سے دور ہے، ہمارے داعی کو تمہاری آواز کہاں جواب دے گی اور تمہارے داعی کو ہماری آواز کہاں جواب دے گی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حارث کے ورود کی اطلاع پر ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کیا تمھیں اس سے بہتر چیز بتائی جائے جس کے لیے تم آئے ہو؟ انھوں نے کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا میں رسول اللہ ہوں مجھے اللہ نے اپنے بندوں کی طرف مبعوث کیا ہے، میں انھیں اس امر کی دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، مجھ پر کتاب بھی نازل ہوئی ہے۔

ایاس بن معاذ نے، جو نوعمر لڑکے تھے، کہا، اے قوم واللہ یہ اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم آئے ہو، ابو الحیسر نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لے کے اپنے منہ پر ماریں اور کہا کہ ہمیں اس سے کس نے غافل کر دیا، اس وقت

(ہم اس مثل کے مصداق ہوں گے کہ) ایک وفد کسی قوم کے پاس جو شر لایا اسے ہم اپنی قوم کے پاس لیجائیں گے، ہم اپنے دشمن کے خلاف قریش سے حلف طلب کرنے نکلے تھے، پھر ہم باوجود خزرج کی عداوت کے قریش کی عداوت لے کے واپس ہوں گے۔

ابو الہیثم بن التیہان وغیرہ سے مروی ہے کہ ایاس جس وقت لوٹے مرنے تک باز نہ رہے، ہم نے انھیں ان کی وفات تک کلمہ پڑھتے سُنا، لوگ بیان کرتے تھے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سنا اس کی وجہ سے وہ مسلمان مرے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو الحیسر اور ان کے ساتھی انصار میں سے سب سے پہلے لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی، آپ کی ان لوگوں سے ملاقات ذی المجاز میں ہوئی تھی۔

سعد بن زید رضؓ

ابن مالک بن عبد بن کعب بن عبد الاشہل، ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی اور والدہ عمرہ بنت مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن نجار خزرج میں سے تھیں اور مبایعات میں سے تھیں، سعد بن زید کی اُس زمانے میں اولاد تھی، وہ عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے، یہ محمد بن عمر کی روایت ہے موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق اور ابو معشر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو عقبہ میں حاضر ہوئے۔

سعد بن زید بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم رکاب رہے، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے المشلل میں مناۃ کی طرف بطور سریہ بھیجا تھا، انھوں نے اس کو منہدم کر دیا یہ رمضان ۸ھ میں ہوا۔

۱۶

سلمہ بن سلامہ رضؓ

ابن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبد الاشہل، کنیت ابو عوف اور والدہ سلمیٰ بنت سلمہ بن سلامہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ اوس میں سے تھیں، یہی محمد بن مسلمہ کی بھتیجی تھیں۔

سلمہ بن سلامہ کی اولاد میں عوف تھے ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

میمونہ ان کی والدہ ام علی بنت خالد بن زید بن تیم بن امیہ بن بیاضہ ان جعادرہ میں سے تھیں جو اوس میں سے راتج میں سکونت رکھتے تھے اور بنی زعوراء بن جشم کے حلفا تھے۔

سلمہ بن سلامہ عقبۂ اولیٰ میں شریک ہوئے اور عقبۂ آخرہ میں بھی ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے، اس پر محمد بن عمر، محمد بن اسحاق، ابو معشر و موسیٰ بن عقبہ کا اتفاق ہے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن سلامہ اور ابی سبرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ العامری عامر بن لوی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن سلامہ اور زبیر بن العوام کے درمیان عقد مواخاۃ کیا واللہ اعلم کہ اس میں سے کیا تھا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سلمہ بن سلامہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے، ۴۵ھ میں بعمر ہفتاد (۷۰) سال وفات ہوئی، مدینے میں مدفون ہوئے۔ ان کی اولاد سب مرچکی، ان میں سے کوئی نہ رہا۔

عبادؓ بن بشر

ابن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبد الاشہل، محمد بن عمر کے مطابق ان کی کنیت ابوالبشر تھی اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کے مطابق ابوالربیع تھی، ان کی والدہ فاطمہ بنت بشر بن عدی بن ابی بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن خزرج بنی عبد الاشہل کی حلیف تھیں۔

عباد بن بشر کی اولاد میں صرف ایک بیٹی تھی جس کے سوا ان کی کوئی اولاد نہ تھی، وہ بھی مر گئی، ان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

عبادہ بن بشر، اسید بن حضیر اور سعدؓ بن معاذ سے پہلے، مصعبؓ بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباد بن بشر اور ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، بروایت محمد بن اسحاق و محمد بن عمر۔

عباد بن بشر بدر میں شریک ہوئے، وہ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا، احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بنی سلیم و مزینہ کے پاس صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا، ان کے پاس دس روز مقیم رہے، واپس ہو کے نبی صلعم سے، جو ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بعد خزاعہ میں سے تھے، صدقہ وصول کرنے گئے، وہاں بھی دس روز مقیم رہے اور خوشی خوشی واپس ہوئے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حنین کے مال غنیمت پر عامل مقرر فرمایا، تبوک آنے اور وہاں سے کوچ کرنے تک اپنے پہرے کا عامل بنایا، وہاں آنحضرتؐ نے بیس دن قیام فرمایا تھا، جنگ یمامہ میں شریک ہوئے، اس روز ان کے لیے آزمائش اور بے پروائی، ارتکاب قتال اور طلب شہادت تھی، اسی روز

سنہ ۱۲ھ میں بعمر چہل و پنج سال شہید ہوئے۔

ربیع بن عبد الرحمن ابی سعید الخدری نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عباد بن بشر کو کہتے سنا کہ اے ابو سعید، میں نے رات کو خواب دیکھا کہ آسمان میرے لیے کھول دیا گیا، پھر ڈھانک دیا گیا، انشاء اللہ مجھے شہادت ہوگی، میں نے کہا، واللہ تم نے بھلائی دیکھی۔

جنگ یمامہ میں دیکھا کہ وہ انصار کو پکار رہے تھے کہ تم لوگ تلواروں کے میان توڑ ڈالو اور لوگوں سے جدا ہو جاؤ اور کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو چھانٹ دو، ہم لوگوں کو چھانٹ دو، انھوں نے انصار میں سے چار سو آدمی چھانٹ دیے جن میں کوئی اور شامل نہ تھا، آگے عباد بن بشر، ابو دجانہ اور براء بن مالک تھے۔

یہ لوگ باب الحدیقہ تک پہنچے اور نہایت سخت جنگ کی، عباد بن بشر رحمۃ اللہ قتل کر دیے گئے، میں نے ان کے چہرے پر تلوار کے اس قدر نشان دیکھے کہ صرف جسم کی علامت سے پہچان سکا۔

سلمہ بن ثابت رضؓ

ابن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبد الاشہل، ان کی والدہ لیلی بنت الیمان تھیں، اور یمان ہی حسیل بن جابر تھے، وہ حذیفہ بن الیمان کی بہن تھیں، یہ بنی عبد الاشہل کے حلیف تھے۔

سلمہ رضؓ بن ثابت بدر میں شریک ہوئے، غزوۂ احد میں بھی تھے اور اسی میں شہید ہوئے، ابو سفیان بن امیہ بن حرب نے شہید کیا، یہ ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال کا واقعہ ہے،

غزوۂ احد میں انکے والد ثابت بن وقش اور چچا رفاعہ بن وقش بھی شہید ہوئے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، سلمہ رضؓ بن ثابت کے کوئی اولاد

نہ تھی، وقش بن زغبہ کے سب لڑکے مر گئے، ان میں سے کوئی نہ رہا۔

۱۸

رافعؓ بن یزید

ابن کرز بن سکن بن زعوراء بن عبد الاشہل، ان کی والدہ عقرب بنت معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل، سعد بن معاذ کی بہن تھیں۔

رافع کی اولاد میں اُسید تھے جو یوم حرہ میں قتل ہوئے اور عبدالرحمٰن تھے، ان دونوں کی والدہ عقرب بنت سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء ابن عبد الاشہل، سلمہ بن سلامہ بن وقش کی بہن تھیں رافع بن یزید اور زعوراء ابن عبد الاشہل کی تمام اولاد مر چکی تھی، ان میں سے کوئی نہ رہا۔

رافع بن یزید بدر و احد میں شریک ہوئے، ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں غزوۂ احد میں شہید ہوئے، محمد بن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ، ابو معشر اور محمد بن عمر ان کا یہی نسب بیان کرتے تھے جو ہم نے بیان کیا،

ابو معشر و محمد بن اسحاق، رافع بن زید کہتے تھے، عبداللہ بن محمد ابن عمارۃ انصاری نے جو نسب انصار کے عالم تھے ان کی مخالفت کی ہے کہ بنی زعوراء میں کوئی سکن نہیں اور سکن صرف بنی امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل میں تھے رافع ابن یزید بن کرز بن زعوراء بن عبد الاشہل نام تھا۔

بنی عبد الاشہل بن جشم کے حلفا

محمدؓ بن مسلمہ بن سلمہ

ابن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو

وہی البنیت بن مالک تھے جو اوس میں سے تھے، ان کی والدہ ام سہم تھیں جن کا نام خلیدہ بنت ابی عبید بن وہب بن نودان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج ابن ساعدہ بن کعب تھا، خزرج میں سے تھیں۔

محمد بن مسلمہ کی اولاد میں دس لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔

عبدالرحمن، انھیں کے نام سے ان کی کنیت تھی، ام عیسیٰ اور ام حارث، ان کی والدہ ام عمرو بنت سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبد الاشہل، سلمہ بن سلامہ کی بہن تھیں،

عبداللہ اور ام احمد، ان دونوں کی والدہ عمرہ بنت مسعود بن اوس ابن مالک بن سواد بن ظفر اور وہ کعب بن خزرج تھے جو اوس میں سے تھیں؛

سعد، جعفر و ام زید، ان کی والدہ قتیلہ بنت الحصین بن ضمضم بنی مرہ بن عوف میں سے تھیں جو قیس عیلان میں سے تھے،

19

عمر، ان کی والدہ زہراء بنت عمار بن معمر بن مرہ میں سے تھیں پھر بنی خصیلہ سے تھیں جو قیس عیلان سے تھے۔

انس و عمرہ، ان کی والدہ الاطبا سے تھیں جو بطون کلب میں سے ایک بطن ہے۔

قیس اور زید اور محمد، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

محمود جن کی کوئی اولاد نہ تھی اور حفصہ، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں محمد بن مسلمہ مدینے میں مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام لائے، اور یہ اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ کے اسلام کے بعد ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ اور ابو عبیدہ بن الجراح کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن مسلمہ بدر و احد میں شریک ہوئے، اس روز جب لوگ بھاگے تو یہ ان لوگوں میں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے، اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے، سوائے غزوۂ تبوک کے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تبوک گئے تو

آپ نے انھیں مدینے پر اپنا جانشین مقرر فرمایا، محمدؐ ان لوگوں میں بھی تھے جنھوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قرطاء کی طرف، جو بنی بکر بن کلاب میں سے تھے، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس سواروں کے ہمراہ بطور سریہ بھیجا، وہ سلامت رہے اور غنیمت لائے، آپ نے انھیں دس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ ذی القصہ بھی بھیجا تھا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۂ قضاء کے لیے روانہ ہوئے اور ذی الحلیفہ تک پہنچے تو آپ نے سواروں کے لشکر کو آگے کیا، جو سو گھوڑے تھے، ان پر محمد بن مسلمہ کو عامل بنایا۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ محمد بن مسلمہ کہا کرتے، اے لڑکو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہد (مقامات تشریف آوری) اور مواطن (مقامات سکونت) کو مجھ سے پوچھو، میں کسی غزوے میں کبھی پیچھے نہیں رہا، سوائے تبوک کے، کہ آپ نے مجھے مدینے پر اپنا جانشین بنا دیا تھا، مجھ سے آپ کے سرایا کو پوچھو، کیونکہ کوئی سریہ ایسا نہیں ہے جو مجھ سے پوشیدہ ہو، یا تو میں خود اس میں ہوتا، یا جس وقت وہ روانہ ہوتا میں اسے جانتا تھا۔

عبایہ بن رفاعہ بن رافع سے مروی ہے کہ محمد بن مسلمہ کالے، لانبے اور بڑے موٹے آدمی تھے، بروایت محمد عمر، معتدل (یعنی نہ موٹے نہ دبلے) تھے، چندیا پر بال نہ تھے۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو ایک تلوار عطا فرمائی اور فرمایا کہ جب تک مشرکین سے قتال کیا جائے تم اس سے لڑنا، جب مسلمانوں کو دیکھنا کہ ایک دوسرے کے مقابلے پر آئے ہیں تو کسی ایک کے پاس یہ تلوار لے کے جانا اور اسے اتنا مارنا کہ تلوار ٹوٹ جائے، پھر اپنے گھر بیٹھ رہنا، یہاں تک کہ کوئی خطاکار ہاتھ تمھارے پاس آئے (اور تمھیں مجبور کر کے نکالے) یا فیصلہ کرنے والی موت۔

ضبیعہ بن حصین ثعلبی سے مروی ہے کہ ہم لوگ حذیفہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

۲۰ انھوں نے کہا کہ میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جس کو فتنہ کچھ کم نہ کرے گا، ہم نے کہا وہ کون ہے، انھوں نے کہا کہ محمد بن مسلمہ انصاری، جب حذیفہ کا انتقال ہو گیا اور فتنہ ہوا تو میں بھی ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا جو روانہ ہوئے، میں منزل پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک کنارے خیمہ نصب ہے جسے ہوا کے تھپیڑے لگ رہے ہیں پوچھا، یہ خیمہ کس کا ہے، لوگوں نے کہا کہ محمد بن مسلمہ کا، میں ان کے پاس آیا، وہ بوڑھے (ہو گئے) تھے، میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے میں آپ کو مسلمانوں کے سب سے بہتر لوگوں میں سمجھتا ہوں، آپ نے اپنا شہر اپنا مکان، اپنے عزیز، اور اپنے پڑوسی چھوڑ دیے، انھوں نے کہا کہ میں نے اسے شر کی کراہت سے چھوڑا، میرے دل میں یہ نہیں ہے کہ میں ان کے شہروں میں سے کسی شہر میں مل کے رہوں، تاوقتیکہ شر وہاں سے دفع نہ ہو جہاں سے میں ہٹ گیا۔

محمد بن مسلمہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تلوار عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے محمد بن مسلمہ، اس تلوار سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، یہاں تک کہ تم مسلمانوں کے دو گروہوں کو آپس میں قتال کرتے دیکھو، اس وقت تم اس تلوار کو پتھر پر اتنا پٹکنا کہ ٹوٹ جائے، پھر تم اپنے ہاتھ اور زبان کو روک لینا، یہاں تک کہ تمھارے پاس فیصلہ کرنے والی موت آئے یا خطاکار ہاتھ، جب عثمان قتل کر دیے گئے اور مسلمانوں کا جو حال ہوا وہ ہوا، تو وہ میدان میں کسی پتھر کے پاس بغیر اس کے نہ نکلتے تھے کہ اس پتھر کو اپنی تلوار سے مارتے تھے، اس طرح انھوں نے اسے توڑ ڈالا۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ نے بھی اسی قسم کی حدیث روایت کی اور کہا کہ محمد بن مسلمہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سوار کہا جاتا تھا انھوں نے لکڑی کی ایک تلوار بنائی تھی اور اسے رندہ کر کے میان میں کر دیا تھا جو گھر میں لٹکی ہوئی تھی، انھوں نے کہا کہ میں نے اسے اس لیے لٹکایا ہے کہ اس سے ڈرنے والے کو ہیبت دلاؤں۔

ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے روایت کی کہ محمد بن مسلمہ کی وفات

مدینے میں ۴۶ھ میں ہوئی، وہ اس زمانے میں ستر سال کے تھے، ان پر مروان بن الحکم نے نماز پڑھی۔

سلمہ بن اسلم رضؓ

ابن حریس بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ، ان کی کنیت ابوسعد اور والدہ سعاد بنت رافع بن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار خزرج میں سے تھیں، بنو حریس بن عدی کی قربت اور ان کے مکان بنی عبدالاشہل میں تھے، وہ لوگ ابتدائے اسلام ہی میں وفات پاگئے، ان میں سے کوئی نہ رہا سلمہ بن اسلم بدرو احد اور خندق اور تمام مشاہدمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے، عراق میں، بعہد خلافت عمرؓ بن الخطاب، ہجرت نبویؐ کے چودھویں سال، جسر ابی عبید الثقفی کی جنگ میں شہید ہوئے، اس وقت ترسٹھ سال کے تھے۔

عبداللہ بن سہل رضؓ

۲۱

ابن زید بن عامر بن عمر بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک ابن اوس، ان کی والدہ صعبہ بنت تیہان بن مالک، ابوالہیثم بن تیہان کی بہن تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ رافع بن سہل کے بھائی تھے، یہی دونوں حمراء الاسد روانہ ہوئے تھے، زخمی تھے اور ایک دوسرے کو اٹھاتا تھا،

کوئی سواری نہ تھی،

عبداللہ بن سہل بدر و احد میں شریک تھے، ان کے بھائی رافع بن سہل بھی ان کے ہمراہ احد میں تھے، دونوں غزوۂ خندق میں بھی شریک تھے، عبداللہ اس غزوے میں شہید ہوئے، انھیں بنی عویف کے ایک شخص نے تیر مار کے قتل کردیا، عبداللہ بن سہل کے کوئی اولاد نہ تھی، نیز عمرو بن جشم بن حارث ابن خزرج کی اولاد بھی بہت زمانے سے مرچکی تھی، وہ لوگ اہل راتج تھے، البتہ اہل راتج میں غسان کی بھی ایک قوم تھی جو علبہ بن جفنہ کی اولاد میں سے تھے، آل ابی سعید ان کے حلیف تھے، اس زمانے میں ان کی اولاد ہے جو مدینے کے کنارے الصفراء میں رہتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ رافع بن سہل کی اولاد سے ہیں، ان کے چچا عبداللہ بن سہل ہیں جو بدر میں شریک ہوئے۔

حارثؓ بن خزمہ

ابن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج القوافلہ میں سے تھے اور بنی عبدالاشہل کے حلیف تھے، ان کا مکان بنی عبدالاشہل ہی میں تھا، حارث کی کنیت ابوبشیر تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن خزمہ اور ایاس بن ابی بکیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، حارث، بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے، ہجرت کے چالیسویں سال، مدینے منورہ میں وفات ہوئی اس وقت سرسٹھ برس کے تھے، ان کی کوئی اولاد باقی نہ تھی۔

ابو الہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ

نام مالک بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ تھا، بنی عبد الاشہل کے حلیف تھے، اس پر موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر کا اتفاق ہے، عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری نے ان لوگوں سے اختلاف کیا اور بیان کیا کہ ابو الہیثم اوس میں سے ہیں، ابو الہیثم بن التیہان بن مالک بن عمرو بن زید ابن عمرو بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو، اور وہ النبیت بن مالک ابن الاوس تھے، ان کی والدہ لیلیٰ بنت عتیک بن عمرو بن عبد الاعلم بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن النبیت، اور وہ النبیت بن مالک بن الاوس تھے، ابو الہیثم کہا کرتے تھے کہ اگر مجھ سے لبید خارج ہوتی تو میں بنی عبد الاشہل کی وجہ سے اپنی زندگی و موت اسی کی طرف منسوب کرتا، وہ شخص جو ان کا اور ان کی اکلوتی بیٹی امیمہ کا وارث ہوا وہ ضحاک بن خلیفہ الاشہلی تھا، جو القعد میں بنی عبد الاشہل پر ان دونوں (ابو الہیثم و امیمہ) کے وارث ہوئے، ابو الہیثم اور ان کے بھائی، عمرو بن جشم کے آخری بیٹے تھے، جو مر گئے اور ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو الہیثم زمانۂ جاہلیت میں بھی بتوں کو ناپسند کرتے اور انھیں برا کہتے تھے، وہ اور اسعد بن زرارہ توحید کے قائل تھے، دونوں ان انصارِ اولیٰ میں سے تھے جو مکے میں اسلام لائے،

اسعد بن زرارہ ان آٹھ انصار میں شمار کیے جاتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکے میں ایمان لائے، یہ لوگ اپنی قوم سے پہلے مسلمان ہوئے، ابو الہیثم بھی ان چھ آدمیوں میں شمار کیے جاتے ہیں جن کے متعلق روایت ہے کہ انصار میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۲

کی قدمبوسی مکے میں حاصل کی، وہ بھی اپنی قوم سے پہلے مسلمان ہوئے۔ پھر مدینے میں آگئے اور وہاں اسلام کو پھیلایا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ چھ آدمیوں کا معاملہ ہمارے نزدیک سب اقوال سے زیادہ ثابت ہے، وہ لوگ انصار میں سے سب سے پہلے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکے میں قدمبوس ہوئے آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہوئے۔ ابوالہیثم ستر انصار کے ہمراہ عقبہ میں بھی شریک تھے وہ بارہ نقبا اور اعلان کرنے والوں میں سے ایک ہیں، اس پر سب کا اتفاق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالہیثم بن التیہان اور عثمان بن مظعون کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ ابوالہیثم بدر و احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کھجوروں کا اندازہ کنندہ بنا کے بھیجا تھا۔ انھوں نے ان لوگوں کی کھجوروں کا اندازہ کیا، یہ اس وقت ہوا کہ عبداللہ بن رواحہ موتہ میں شہید ہوگئے۔

محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ ابوالہیثم بن التیہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کھجور کا اندازہ کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکر رحمۃ اللہ نے انھیں بھیجنا چاہا تو انھوں نے انکار کیا، اور کہا کہ میں رسول اللہ کے لیے اندازہ کرتا تھا، اور جب واپس آتا تھا تو آپ میرے لیے دعا فرماتے تھے۔ ابوبکرؓ نے انھیں چھوڑ دیا۔

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے زمانۂ خلافت میں ابوالہیثم بن التیہان کی وفات ہوئی۔

اشیوخ بنی عبدالاشہل سے مروی ہے کہ ابوالہیثم کی وفات سنہ ۲۰ھ

۲۳

میں مدینے میں ہوئی، محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ اُن لوگوں سے زیادہ ثابت ہے جنھوں نے روایت کی کہ ابوالہیثم علی بن ابی طالب کے ساتھ صفین میں حاضر ہوئے اور اسی روز مقتول ہوئے۔ متقدمین اہل علم میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اسے جانتا ہو اور ثابت کرتا ہو، واللہ اعلم۔

ابوالہیثم کے بھائی۔

عبید بن التیہان

ان کے نسب کا بھی وہی قصہ ہے جو ہم نے ابوالہیثم کے حال میں بیان کیا بقول عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری عبید اور ابوالہیثم کی والدہ لیلیٰ بنت عتیک بن عمرو تھیں، محمد بن اسحاق و محمد بن عمر بھی اسی طرح عبید بن التیہان کہتے تھے، لیکن موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر اور عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ وہ عتیک بن التیہان تھے، عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ میں نے "عتیک بن التیہان" داؤد بن الحصین کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔

محمد بن عمرو وغیرہ نے کہا کہ عبید بن التیہان عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ شریک ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور مسعود بن الربیع القاری کے درمیان جو اہل بدر میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا تھا، عبید بن التیہان بدر واحد میں شریک ہوئے، یوم احد میں شہید ہوئے عکرمہ بن ابی جہل نے شہید کیا، یہ ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوا

عبید بن التیہان کی اولاد میں عبیداللہ تھے جو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ اور عباد تھے، ان دونوں کی والدہ صعبہ بنت رافع بن عدی بن زید بن امیہ علبہ بن جحجبی کی اولاد میں سے تھیں، وہ لوگ ان لوگوں کے حلفاء تھے جو سب کے سب مرگئے، عبید بن التیہان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی (پندرہ آدمی) کل پندرہ اصحاب :-

(منجملہ بنی حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو الخزرج) کہ النبیت بن مالک بن اوس تھے)
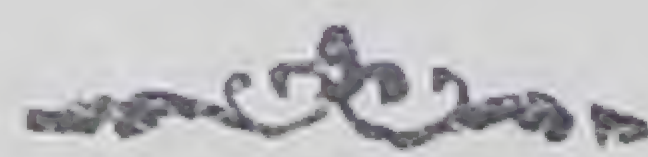
ابو عبس بن جبر

ابن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ، ان کا نام عبدالرحمٰن تھا اور والدہ لیلیٰ بنت رافع بن عمرو بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ تھیں۔

ابو عبس کی اولاد میں محمد و محمود تھے، ان دونوں کی والدہ ام عیسیٰ بنت مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ، محمد بن مسلمہ کی بہن تھیں اور مبایعات میں سے تھیں۔

۲۴

عبیداللہ ان کی والدہ ام حارث بنت محمد بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد ابن عدی بن مجدعہ بن حارثہ تھیں۔

زید و حُمیدہ، ان دونوں کی والدہ کا نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا، ابو عبس کی بہت سی بقیہ اولاد مدینے اور بغداد میں ہے، ابو عبس اسلام سے پہلے عربی لکھنا جانتے تھے حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی، ابو عبس اور ابو بردہؓ نیار جس وقت اسلام لائے تو دونوں بنی حارثہ کے بت توڑ رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی عبس بن جبر اور خنیس بن حذافہ کے درمیان جو اہل بدر میں سے تھے اور حفصہ بنت عمرؓ بن الخطاب کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے شوہر تھے، عقد مواخاۃ کیا۔

ابو عبس بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے، وہ ان لوگوں میں بھی تھے جنھوں نے کعب بن اشرف (یہودی) کو قتل کیا، عمرؓ و عثمانؓ انھیں لوگوں سے صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا کرتے تھے۔

ابی عبس حارثی سے جو اہل بدر میں سے تھے، مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفانؓ ان کی عیادت کے لیے آئے، وہ بیہوشی کی حالت میں تھے، جب افاقہ ہوا تو عثمانؓ نے کہا کہ تم اپنے کو کس حالت میں پاتے ہو، انھوں نے کہا، اچھی حالت میں،

ہم نے اپنی ہر حالت درست پائی سوائے زکواۃ کے ان اونٹوں کے جو ہمارے اور عمال کے درمیان ہلاک ہو گئے، قریب ہے کہ ہم اس سے رہائی نہ پائیں۔

عبدالمجید بن ابی عبس سے مروی ہے کہ ابو عبس کی وفات ۳۴ھ میں بعہد خلافت عثمانؓ بن عفان ہوئی، اس وقت وہ ستر سال کے تھے، ان پر عثمانؓ ابن عفان نے نماز پڑھی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ ان کی قبر میں ابوبردہ بن نیار اور قتادہ بن نعمان اور محمد بن مسلمہ اور سلمہ بن سلامہ بن وقش اترے، یہ سب کے سب بدر میں شریک تھے۔ ابو عبس حنا کا خضاب لگاتے تھے۔

مسعود بن عبد سعد

ابن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ، اسی طرح موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا، محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ مسعود بن سعد تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ وہ مسعود بن عبد ابن مسعود بن عامر تھے، ان کی کوئی اولاد باقی نہ تھی، سب وفات پا چکے تھے، مسعود بدر و احد میں شریک ہوئے۔

حلفائے بنی حارثہ

۲۵

ابوبردہ بن نیار

ابن عمرو بن عبید بن عمرو بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذہل بن ہمیم

ابن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔ ابوبردہ کا نام ہانی تھا۔ ان کی پس ماندہ اولاد تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی براء بن عازب کے ماموں تھے، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق وابی معشر و محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے۔

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ ہم نے جن بنی حارثہ کا ذکر کیا اور وہ بدر میں حاضر ہوئے ان میں سے یہ تین آدمی ہیں، ابوعبس، مسعود، ابوبردہ، ہم نے جو نام و نسب ان کے بیان کئے اس کی بنا پر ثابت ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوبردہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، فتح مکہ میں بنی حارثہ کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ احادیث بھی روایت کیں جنھیں آپ سے یاد کر لیا تھا۔

ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابی حبیبہ کہتے تھے کہ ابوبردہ بن نیار کی وفات خلافت معاویہ میں ہوئی۔

کل تین اصحاب :-

(کعب بن الخزرج بن عمرو من جملۂ بنی ظفر کہ نبیت بن مالک بن الاوس تھے)

قتادہ بن نعمان

ابن زید بن عامر بن سواد بن ظفر، ان کی والدہ انیسہ بنت قیس بن عمرو ابن عبید بن مالک بن عمرو بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار جو خزرج میں سے تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ قتادہ کی کنیت ابوعمر تھی، عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری نے کہا کہ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی،

قتادہ کی اولاد میں عبداللہ اور ام عمرو ان دونوں کی والدہ ہند بنت اوس بن خزمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف قوافل حلفائے بنی عبدالاشہل میں سے تھیں،

۲۶

عمرو حفصہ، ان دونوں کی والدہ خنساء بنت خنیس غسانی تھیں کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ عائشہ بنت جری بن عمرو بن عامر بن عبد رزاح بن ظفر تھیں۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری نے کہا کہ آج قتادہ کی کوئی پس ماندہ اولاد نہیں ہے، ان کی اولاد میں سب سے آخر میں جو لوگ رہ گئے تھے وہ عاصم و یعقوب فرزندان عمر بن قتادہ تھے، عاصم بن عمر علمائے سیرت وغیرہا میں سے تھے، وہ سب وفات پاگئے، کوئی باقی نہیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ قتادہ بن نعمان ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے، موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر کی بھی یہی روایت ہے، لیکن محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

قتادہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیراندازوں میں بیان کیے گئے ہیں، وہ بدر و احد میں حاضر ہوئے، یوم احد میں ان کی آنکھ میں تیر مار دیا گیا جس سے آنکھ کا ڈھیلا بہہ کے رخسارے پر آگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی، یا رسول اللہ میرے پاس ایک عورت ہے جسے میں چاہتا ہوں، اگر وہ میری آنکھ دیکھ لے گی تو اندیشہ ہے کہ مجھ سے نفرت کرے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ڈھیلے کو اپنے ہاتھ سے لوٹا دیا، آنکھ برابر ہوگئی اور بینائی لوٹ آئی، بڑھاپے میں بھی وہ آنکھ زیادہ قوی اور زیادہ صحیح تھی۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ قتادہ بن نعمان کی آنکھ کا ڈھیلا یوم احد میں ان کے رخسارے پر گر پڑا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اسے لوٹا دیا، وہ دوسری آنکھ سے زیادہ اچھی اور تیز ہوگئی وہ خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، غزوۂ فتح میں بنی ظفر کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

احادیث بھی روایت کیں۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ قتادہ بن النعمان نے ۲۳ھ میں انتقال کیا، اس وقت پینسٹھ سال کے تھے ان پر عمرؓ بن الخطاب رحمہ اللہ نے مدینے میں نماز پڑھی، قبر میں ان کے اخیافی بھائی ابو سعید الخدری اور محمد بن مسلمہ اور حارث بن خزمہ اُترے،

عبید بن اوس
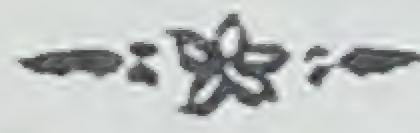
ابن مالک بن سواد بن ظفر، کنیت ابو النعمان اور والدہ لمیس بنت قیس بن قُرَیم بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن سلمہ خزرج میں سے تھیں، ان کی پسماندہ اولاد تھی جو سب کے سب وفات پا چکے عبید بدر میں شریک تھے۔

کہتے ہیں کہ یہ وہی ہیں جنھوں نے عباس اور نوفل اور عقیل کو بدر میں گرفتار کیا اور ایک رسی میں باندھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ان پر ملک کریم نے تمھاری مدد کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نام مقرن (رسی میں باندھنے والا) رکھا، بنوسلمہ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ابو الیسر کعب بن عمرو نے عباس کو گرفتار کیا، ایسا ہی محمد بن اسحاق کہا کرتے تھے، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحق و محمد بن عمر نے بدر میں عبید کے ذکر پر اتفاق کیا، ابو معشر نے انھیں بیان نہیں کیا ہمارے نزدیک یہ ان کا یا جس سے انھوں نے روایت کی اس کا وہم ہے، اس لیے کہ عبید بن اوس کا معاملہ ان کے بدر میں ہونے کے متعلق اس قدر مشہور ہے کہ وہ مخفی نہیں۔

نصر بن حارث

ابن عبد رزاح بن ظفر، ان کی کنیت ابو حارث تھی اور والدہ سودہ بنت سواد بن الہیثم بن ظفر تھیں، ان کے والد حارث بن عبد رزاح کو بھی رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی، ان کی اولاد وفات پا چکی اور جا چکی تھی۔

ابو معشر و محمد بن عمر و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری اور ہشام بن محمد ابن سائب کلبی نے اسی طرح ان کا نام بتایا، ان لوگوں نے ان کے نام و نسب میں، کہ نصر بن حارث تھے، کوئی اختلاف نہیں کیا، محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں روایت کی کہ وہ نمیر بن حارث تھے، یہ غلط ہے، میرا گمان ہے کہ یہ غلطی محمد بن اسحاق کے رواۃ کی طرف سے ہے۔

حلفائے بنی ظفر
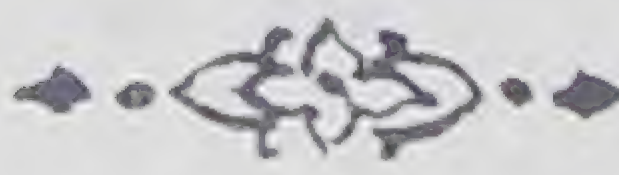
عبد اللہ بن طارق

ابن عمرو بن مالک بن تیم بن شعبہ بن سعد اللہ بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ، ان کے کوئی پسماندہ اولاد نہ تھی، محمد بن عمر نے اسی طرح ان کا اور ان کے اخیافی بھائی معتب بن عبید کا نسب بیان کیا جو ان کے ساتھ

بدر میں شریک تھے۔ لیکن محمد بن اسحاق نے ان لوگوں میں ان دونوں کا نام لیا
جو بدر میں شریک ہوئے اور ان کا نسب نہیں بیان کیا اور کہا کہ وہ معتب
ابن عبدہ تھے، لیکن ہشام بن محمد بن سائب الکلبی نے اپنی کتاب النسب میں
ان دونوں کا کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔

عبداللہ بن طارق بدر و احد میں شریک ہوئے، وہ ان لوگوں میں تھے
جو غزوۃ الرجیع میں روانہ ہوئے۔ بنی لحیان کے مشرکین نے گرفتار کر کے
رسی سے باندھا کہ خبیب بن عدی کے ساتھ لے جائیں، جب وہ مرالظہران میں
تھے تو انھوں نے کہا، واللہ میں تمھارے ساتھ نہ رہوں گا کیونکہ میرے لیے
میرے اُن ساتھیوں میں نمونہ ہے جو اس روز قتل کر دیے گئے، انھوں نے
اپنا ہاتھ رسی سے نکال لیا اور تلوار لے لی، لوگ ان کے پاس سے ہٹ گئے،
یہ ان پر حملہ کرنے لگے اور وہ ان سے چھٹنے لگے، لوگوں نے انھیں پتھر مار کے　۲۸
شہید کر دیا، ان کی قبر مرالظہران میں ہے، یوم الرجیع ہجرت کے چھتیسویں مہینے
صفر میں ہوا۔

ان کے اخیافی بھائی:۔

معتب بن عبید

ابن ایاس بن تیم بن شعبہ بن سعد اللہ بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف
ابن قضاعہ، محمد بن عمر نے اسی طرح کہا، محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ معتب بن
عبدہ تھے، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری نے کہا کہ وہ معتب بن عبید
ابن سواد بن الہیثم بن ظفر تھے،

ان کی والدہ بنی عذرہ کی شاخ بنی کاہل سے تھیں، ان کے اخیافی بھائی
عبداللہ بن طارق بن عمرو البلوی بنی ظفر کے حلیف تھے، بنی ظفر میں ان کا

نسب جسے معلوم نہ تھا اس نے انھیں ان کے بھائی عبداللہ بن طارق کی وجہ سے بلی سے منسوب کردیا۔

معتب بن عبید کے کوئی اولاد نہ تھی، ان کے بھتیجے اُسَیر بن عروہ ابن سواد بن الہیثم بن ظفر ان کے وارث ہوئے، معتب بن عبید بدر و احد میں شریک ہوئے؛ یوم الرجیع میں مرالظہران میں شہید ہوئے۔

کل پانچ اصحاب:۔

(بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس پھر بنی امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے)۔

مُبَشّر بن عبدالمنذر

ابن رفاعہ بن زنبر بن امیہ بن زید، ان کی والدہ نُسَیبہ بنت زید بن ضُبَیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں، ان کے کوئی پس ماندہ اولاد نہ تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبشر بن عبدالمنذر اور عاقل بن ابی البکیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، کہا جاتا ہے کہ عاقل بن ابی بکیر اور مُجذّر ابن ذیاد کے درمیان آپ نے عقد مواخاۃ کیا، مبشر بدر میں شریک ہوئے اور اُسی روز شہید ہوئے، ابوثور نے قتل کیا۔

سائب بن ابی لبابہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبشر بن عبدالمنذر کا حصہ لگایا، اور معن بن عدی ہمارے پاس ان کا حصہ لائے اُن کے بھائی:۔

رفاعہ بن عبدالمنذر

ابن رفاعہ بن زنبر بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف،

ان کی والدہ نسیبہ بنت زید بن ضبیعہ بن زید تھیں، ان کی ایک لڑکی تھی
جس کا نام ملیکہ تھا، اُن سے عمر بن ابی سلمہ بن عبد الاسد المخزومی نے نکاح کیا،
نسیبہ کی والدہ ظبیہ بنت نعمان بن عامر بن مجمعؓ بن العطاف بن ضبیعہ بن زید تھیں
بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق وابی معشر و محمد بن عمرؓ رفاعہ بن
عبد المنذر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے، وہ بدر و احد میں حاضر
ہوئے اور ہجرت کے بتیسویں مہینے ماہ شوال میں یوم احد میں شہید ہوئے،
ان کی کوئی پس ماندہ اولاد نہ تھی۔
اور ان دونوں کے بھائی:۔

ابو لبابہ بن عبد المنذر

ابن رفاعہ بن زنبر بن امیہ، نام بشیر تھا، ان کی والدہ بھی نسیبہ
بنت زید بن ضبیعہ تھیں۔
ابو لبابہ کی اولاد میں سائب تھے، ان کی والدہ زینب بنت خذام
ابن خالد بن ثعلبہ بن زید بن عبید بن امیہ بن زید، اور لبابہ (لڑکی) جن کے
نام سے ان کی کنیت ابو لبابہ تھی اور جن سے عمرؓ بن الخطاب نے نکاح کیا،
ان سے ان کے یہاں ولادت بھی ہوئی۔ اور ان کی والدہ نسیبہ بنت فضالہ
ابن نعمان بن قیس بن عمرو بن امیہ بن زید تھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب بدر کی جانب روانہ ہوئے تو آپ نے ابو لبابہ کو مدینے پر عامل بنا کے
روحاء سے واپس کیا ان کے لیے غنیمت و ثواب میں حصہ مقرر کیا اور وہ
انھیں کے مثل ہو گئے جو بدر میں شریک تھے۔
عبد اللہ بن کنف سے جو حارثہ الانصار میں سے تھے، مروی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو لبابہ کو مدینے پر اپنا جانشین بنایا، اُن کے لیے

غنیمت و ثواب کا حصہ لگایا وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو اس میں شریک ہوئے تھے، ابو لبابہ احد میں بھی حاضر ہوئے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ السویق کے لیے روانہ ہوئے تو ان کو مدینے پر اپنا جانشین بنایا، غزوۂ فتح میں بنی عمرو بن عوف کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا۔

وہ تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بھی روایت کیں۔ ابولبابہ کی وفات عثمانؓ ابن عفان کے قتل کے بعد اور علیؓ بن ابی طالب کے قتل سے پہلے ہوئی۔ اور آج ان کی پس ماندہ اولاد ہے۔

ابو لبابہ نے یوم بنی قریظہ میں جس وقت گناہ کا ارتکاب کیا (بنی قریظہ کو اس راز سے آگاہ کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو ذبح کریں گے) تو وہ مسجد نبی علیہ السلام میں، بمقام اسطوانہ مخلقہ، رسی سے بندھ گئے، یہاں تک کہ اللہ نے ان کی توبہ قبول کی۔

۳۰

سعد بن عبید

ابن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ بن زید، یہ وہی تھے جنھیں سعد القاری کہا جاتا تھا، ان کی کنیت ابوزید تھی، کوفے کے لوگ روایت کرتے ہیں کہ یہ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا، محمد بن اسحاق و ابومعشر اس طرح ان کا نسب بیان کرتے تھے کہ سعد بن عبید بن النعمان بن قیس،

سعد بن عبید بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے، ان کے بیٹے عمیر بن سعد عمرؓ بن الخطاب کے زمانے میں شام کے کسی حصے کے والی تھے، سعد بن عبید ہجرت کے سولھویں سال

جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے اس وقت چونسٹھ سال کے تھے، اپنے بعد کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے سعد بن عبید سے، جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے، اور جس روز ان پر موت کی مصیبت آئی وہ میدان جنگ سے بھاگے اور وہ قاری کہلاتے تھے، ان کے سوا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی قاری نہیں کہلاتا تھا، ان سے عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ ملک شام میں تمہیں جہاد سے دلچسپی ہے، وہاں مسلمانوں کی شدید خونریزی کی گئی اور دشمن ان پر دلیر ہو گئے شاید تم شکست کی بدنامی کا داغ دھو سکو، انہوں نے کہا، نہیں، میں سوائے اس زمین کے اور کہیں نہیں جاؤں گا جہاں سے میں بھاگا تھا اور سوائے ان دشمنوں کے جنھوں نے میرے ساتھ وہ کیا جو کیا میں کسی اور سے نہیں لڑوں گا۔ وہ قادسیہ آئے اور شہید ہوئے۔

سعد بن عبید سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ سنایا کہ کل ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے اور کل ہم شہید ہوں گے، لہٰذا تم لوگ نہ ہمارے بدن سے خون دھونا اور نہ سوائے ان کپڑوں کے جو ہمارے بدن پر ہیں کوئی اور کفن دینا۔

عویم بن ساعدہ

ابن عائش بن قیس بن نعمان بن زید بن امیہ، ان کی کنیت ابو عبد الرحمٰن اور والدہ عمیرہ بنت سالم بن سلمہ بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف تھیں،

عویم کی اولاد میں عتبہ و سوید تھے، سوید یوم جنگ حرہ میں قتل ہوئے،

اور قرظہ، ان کی والدہ امامہ بنت بکیر بن ثعلبہ بن حدیہ بن عامر بن کعب بن مالک بن غضب بن جُشم بن خزرج نہیں، صرف محمد اسحاق نے عُویم بن ساعدہ بن صلعجہ کہا ہے لیکن ہم نے صلعجہ کو نسب میں نہیں پایا، وہ بلی بن عمرو بن الحاف قضاعہ میں سے بنی امیہ بن زید کے حلیف تھے، اسے سوائے محمد بن اسحاق کے اور کسی نے نہیں بیان کیا۔ عویم کی پس ماندہ اولاد مدینے اور ورب الحدث میں تھی،

۳۱

عویم ان آٹھ آدمیوں میں سے تھے جن کے متعلق روایت کی گئی کہ وہ ان انصار اولی میں سے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مکے میں قدمبوس ہوئے اور اسلام لائے، بروایت محمد بن عمر، عویم ہر دو عقبہ میں شریک ہوئے، اور بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر وہ ستر انصار کے ہمراہ عقبۂ آخرہ میں حاضر ہوئے،

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عویم ابن ساعدہ اور عمرؓ بن الخطاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، بروایت محمد بن اسحاق آپ نے عویم بن ساعدہ اور حاطب بن ابی بلتعہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حمزہ بن عبد اللہ بن زبیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ کے بندوں میں اور اہل جنت میں عویم بن ساعدہ کیسے اچھے بندے اور آدمی ہیں،

موسیٰ نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین" (اس (مسجد قباء) میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک رہنا پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ خوب پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان میں سے عویم بن ساعدہ ہیں، موسیٰ نے کہا کہ عویم سب سے پہلے شخص ہیں جنھوں نے اپنا اجابت کا مقام پانی سے دھویا، جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا، واللہ اعلم۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ دو مرد صالح جو اپنی قوم کے ایما سے سقیفۂ بنی ساعدہ کا ارادہ کر رہے تھے، ابو بکرؓ و عمرؓ سے ملے، ان دونوں مرد صالح نے کہا،

اے گروہ مہاجرین کہاں کا قصد ہے ابوبکرؓ و عمرؓ نے کہا کہ برادران انصار سے ملنا چاہتے ہیں، ان دونوں نے کہا کہ تم پر یہ ضروری نہیں کہ ان انصار کے پاس نہ جاؤ، اپنا کام پورا کرو (یعنی جاؤ)۔

ابن شہابؓ نے کہا کہ عروہؓ بن زبیرؓ نے بیان کیا کہ مرد صالح، جو ابوبکرؓ و عمرؓ سے ملے تھے، عویمؓ بن ساعدہؓ اور معنؓ بن عدیؓ تھے عویمؓ بن ساعدہؓ وہی ہیں، جن کے متعلق ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا "فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے عویم بن ساعدہ نہایت خوب آدمی ہیں، ہمیں یہ نہیں معلوم ہوا کہ آپ نے عویم بن ساعدہ کے علاوہ کسی اور کا بھی ذکر کیا تھا۔

عویمؓ بن ساعدہؓ نے خلافت عمرؓ بن الخطاب میں وفات پائی، اس وقت ان کی عمر پینسٹھ یا چھیاسٹھ سال کی تھی۔

۳۲ ثعلبہ بن حاطب

ابن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید، ان کی والدہ امامہ بنت صامت بن خالد بن عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف تھیں۔

ثعلبہ کی اولاد میں عبید اللہ و عبد اللہ و عمیر تھے، ان کی والدہ بنی واقف میں سے تھیں۔

رفاعہ اور عبدالرحمٰن و عیاض و عمیرہ، ان کی والدہ لبابہ بنت عقبہ ابن البشیر، غطفان میں سے تھیں، آج ثعلبہ بن حاطب کی مدینے اور بغداد میں اولاد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن حمراء کے درمیان جو خزاعہ حلیف بنی مخزوم میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا، ثعلبہ بن حاطب بدر و احد میں شریک ہوئے۔

ان کے بھائی:۔

حارث بن حاطب

ابن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید، ان کی والدہ امامہ بنت صامت بن خالد بن عطیہ تھیں۔

حارث کی اولاد میں عبداللہ تھے، ان کی والدہ ام عبداللہ بنت اوس بن حارثہ بنی جحجبا سے تھیں، آج ان کی باقی ماندہ اولاد ہے، ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی،

عبداللہ بن مکنف سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بدر کی طرف روانہ ہوئے تو حارث بن حاطب کو الروحاء سے بنی عمرو بن عوف کی طرف کسی کام سے، جس کا آپ نے انھیں حکم دیا تھا، واپس کر دیا، غنیمت و ثواب میں آپ نے ان کا حصہ بھی لگایا، وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو شریک تھے، محمد بن اسحاق نے اسی طرح بیان کیا، محمد بن عمر نے کہا کہ حارث، احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے، غزوۂ خیبر میں شہید ہوئے، انھیں قلعے کے اوپر سے کسی نے تیر مارا جو دماغ میں لگا۔

رافع بن عنجدہ

عنجدہ ان کی والدہ ہیں، والد عبدالحارث، بلی کے حلیف تھے، اور

بلی قضاعہ میں سے تھے جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ انھیں (بلی) میں سے ہیں، محمد ابن اسحاق بھی اسی طرح کہا کرتے تھے، صرف ابومعشر نے انھیں عامر بن عنجدہ کہا ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رافع بن عنجدہ اور حصین بن حارث بن مطلب بن عبد مناف بن قصی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، رافع بدر و احد و خندق میں شریک تھے، ان کی پسماندہ اولاد نہ تھی۔

عبید بن ابی عبید

۴۳

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے اُس شخص سے سنا، جو کہتا تھا کہ بلی قضاعہ میں سے تھے، کہ عبید انھیں (بلی) میں سے تھے، اسی طرح محمد بن اسحاق نے بھی کہا، بعض لوگ ان کو اور رافع بن عنجدہ کو بنی عمرو بن عوف کی طرف منسوب کرتے ہیں، میں نے ان دونوں کی ولادت اور نسب کو بنی عمرو بن عوف کے انساب میں تلاش کیا مگر نہ ملا۔ ان دونوں کی باقی ماندہ اولاد نہ تھی، عبید بدر و احد و خندق میں شریک تھے۔

کل نو اصحاب:۔

(بنی ضُبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف)

عاصم بن ثابت

ابن قیس، یہ قیس وہی ہیں جو ابوالاقلح بن عصمہ بن مالک بن امہ

ابن ضبیعہ تھے ان کی والدہ شموس بنت ابی عامر بن صیفی بن نعمان بن مالک ابن امۃ بن ضبیعہ تھیں۔

عاصم کی اولاد میں محمد تھے، ان کی والدہ ہند بنت مالک بن عامر بن حذیفہ بنی جحجبا بن کلفہ میں سے تھیں، ان کی اولاد میں سے احوص بن عبداللہ ابن محمد بن عاصم شاعر ہوئے، عاصم کی کنیت ابوسلیمان تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصم بن ثابت اور عبداللہ بن جحش کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، عاصم بدر و احد میں شریک ہوئے، غزوۂ احد میں مسلمان بھاگ گئے تو وہ ثابت قدمی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے، انھوں نے آپ سے موت پر بیعت کی، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامزد تیر اندازوں میں سے تھے۔

احد میں مشرکین کے جھنڈے والوں میں سے حارث اور مسافع فرزندان طلحہ بن ابی طلحہ کو قتل کیا، ان کی والدہ سلافہ بنت سعد بن الشہید بنی عمرو بن عوف میں سے تھی، اس نے نذر مانی کہ عاصم کے کاسۂ سر میں شراب پیے گی اور ان کا سر لانے والے کے لیے سو اونٹنیاں انعام رکھا۔

بنی لحیان، قبیلۂ ہذیل، کے چند آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور درخواست کی کہ آپ ان کے ہمراہ چند ایسے آدمی روانہ کریں جو انھیں قرآن پڑھائیں اور شرائع اسلام سکھائیں، آنحضرت نے ان کے ہمراہ اپنے چند اصحاب کے ساتھ عاصم بن ثابت کو روانہ کر دیا۔

جب وہ لوگ اپنی بستیوں میں پہنچے تو مشرکین نے کہا کہ تم لوگ اسیر (قیدی) بن جاؤ، ہم تمھیں قتل کرنا نہیں چاہتے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تمھیں مکے پہنچائیں اور تمھارے ذریعے سے قیمت حاصل کریں، عاصم نے کہا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ کبھی کسی مشرک کے بڑوس میں نہ آؤں گا۔

وہ ان سے جنگ کرنے لگے اور رجز پڑھنے لگے، انھوں نے انھی

تیر اندازی کی کہ ان کے تیر ختم ہو گئے، پھر نیزہ مارنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھی ٹوٹ گیا تلوار رہ گئی، تب انھوں نے کہا کہ اے اللہ میں نے ابتدائے روز میں تیرے دین کی حمایت کی لہذا آخر روز میں تو میرے گوشت کی حفاظت کر، مشرکین ان کے ساتھیوں میں سے جسے قتل کرتے تھے اس کی کھال اتار لیتے تھے، انھوں نے جنگ کی، مشرکین میں سے دو کو زخمی کیا اور ایک کو قتل کیا، اور کہنے لگے:

۳۴

انا ابو سلیمان مثل راما ورثت مجدی معشرا کراما

(میں ابو سلیمان ہوں، میرے جیسے بہادر مہمات امور کا قصد کرتے ہیں۔ میں نے اپنی بزرگی و برتری ایسوں کے لیے وراثت میں چھوڑی ہے جو شریف و کریم ہیں۔

اصیب مرثد وخالد قیاما

(مرثد و خالد جیسوں کو تو میں کھڑے کھڑے سمجھ لوں گا)

لوگوں نے اتنی نیزہ بازی کی کہ ان کو قتل کر دیا۔ سر کاٹنا چاہا تو اللہ نے ان کے پاس بھڑ (زنبور) بھیج دی جس نے حفاظت کی، شب کو اللہ تعالیٰ نے ایک نامعلوم سیلاب بھیج دیا جو انھیں بہالے گیا۔ وہ لوگ ان کے پاس نہ پہنچ سکے۔ عاصم نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا تھا کہ نہ وہ کسی مشرک کو چھوئیں گے نہ کوئی مشرک انھیں چھوے گا۔ ان کا اور ان کے ساتھیوں کا قتل ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں یوم الرجیع میں ہوا۔

مُعَتّب بن قُشَیر

ابن مُلَیل بن زید بن العطاف بن ضبیعہ۔ ان کی کوئی اولاد باقی

نہ رہی تھی۔ بدر و احد میں حاضر ہوئے تھے۔ محمد بن اسحاق نے اسی طرح تذکرہ کیا ہے۔

ابو نُمَیل بن الازعر

ابن زید بن العطاف بن ضبیعہ ان کی والدہ ام عمرو بنت الاشرف ابن العطاف بن ضبیعہ تھیں کوئی اولاد باقی نہ رہی۔ وہ بدر و احد میں حاضر ہوئے۔ محمد بن اسحاق نے اسی طرح کہا ہے۔

عُمیر بن مَعبد

ابن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ ان کی کوئی اولاد نہ رہی۔ صرف محمد بن اسحاق ان کو عمرو بن معبد کہتے تھے، بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ یوم حنین میں وہ ان سو صبر کرنے والوں میں سے ایک تھے جن کے رزق کا اللہ تعالیٰ کفیل ہوگیا تھا۔ کل چار آدمی۔

بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف

انیس بن قتادہ

ابن ربیعہ بن خالد بن حارث بن عبید محمد بن اسحاق و محمد بن عمر

اسی طرح انیس کو کہتے تھے، موسیٰ بن عقبہ الیاس کہتے تھے، اور ابو معشر انس
کہتے تھے خنساء بنت خذام الاسدیہ کے شوہر تھے، بدر واحد میں حاضر ہوئے ۳۵
ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں، غزوہ احد میں شہید ہوئے ابوالحکم
ابن الاخنس بن شریق الثقفی نے قتل کیا۔ انیس کی کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔
صرف ایک آدمی:

بنی العجلان بن حارثہ، کہ بلی قضاعہ میں سے تھے
اور سب کے سب بنی زید بن مالک بن عوف کے حلفاء تھے

معن بن عدی بن الجد

ابن العجلان بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن جشم بن ودم
ابن ذبیان بن ہمیم بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ،
بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ
عقبہ میں حاضر ہوئے تھے، قبل اسلام عربی خط میں کتابت کرتے تھے، حالانکہ
عرب میں کتابت بہت کم تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معن بن
عدی اور زید بن الخطاب بن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، دونوں کے
دونوں ۱۲ھ میں خلافت ابو بکر میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، آج
معن کی باقی ماندہ اولاد ہے۔ اور معن بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔
ابن عباس سے مروی ہے کہ معن بن عدی ان دو شخصوں میں سے

تھے جو ابوبکرؓ و عمرؓ سے اس وقت ملے جب وہ سقیفۂ بنی ساعدہ کا ارادہ کر رہے تھے، انھوں کہا کہ تم پر ضروری نہیں کہ ان کے پاس نہ جاؤ، اپنا کام پورا کرو۔

عروۃ بن زبیر سے مروی ہے کہ ہمیں معلوم ہوا کہ جس وقت اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی تو لوگ آپ پر روئے اور کہا کہ واللہ ہم یہ چاہتے تھے کہ آپ سے پہلے مرجاتے، اندیشہ ہے کہ ہم آپ کے بعد فتنے میں نہ پڑ جائیں، معن نے کہا کہ واللہ میں نہیں چاہتا کہ آپ سے پہلے مرجاتا تا وقتیکہ میں آپ کی وفات کے بعد بھی تصدیق نہ کر لوں جیسا کہ آپ کی حیات میں کی، معن مسیلمۂ کذاب کی جنگ میں یمامہ میں شہید ہوئے۔

ان کے بھائی:

عاصم بن عدی

ابن الجد بن العجلان، محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی کنیت ابوبکر تھی، اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی، ان کی باقی ماندہ اولاد تھی۔

عاصم بن عدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب روانگی بدر کا ارادہ کیا تو قباء اور اہل عالیہ پر کسی وجہ سے، جو آپ کو ان لوگوں سے پہنچی، عاصم بن عدی کو خلیفہ بنادیا اور ان کے لیے غنیمت و ثواب میں حصہ لگایا، وہ انھیں کے مثل ہوگئے جو اس میں شریک تھے، محمد اسحاق نے بھی اسی طرح کہا، محمد بن عمر نے کہا کہ عاصم بن عدی احد اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے،

۳۲۶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اور ان کے ہمراہ مالک بن الدخشم کو تبوک سے بھیجا، ان دونوں نے مسجد ضرار کو، جو قباء میں بنی عمرو بن عوف میں تھی آگ لگادی، عاصم (قدمیں) مائل بہ پستی تھے، مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔ معاویہ بن ابی سفیانؓ کی خلافت میں ۴۵ھ میں مدینے میں وفات پائی، اُس وقت ایک سو پندرہ سال کے تھے۔

ثابت بن اقرم
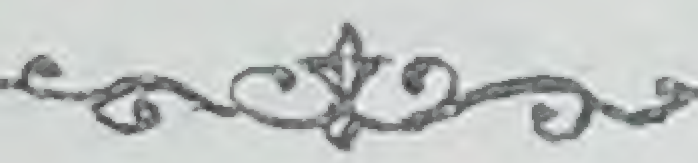
ابن ثعلبہ بن عدی بن العجد بن العجلان، ان کی کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی، بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے، خالد بن الولید کے ساتھ ابوبکرؓ کی خلافت میں مرتدین کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اسی طرح محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

عیسیٰ بن عُمیلہ فزاری نے اپنے والد سے روایت کی کہ خالد بن الولید لوگوں کے مقابلے پر روانہ ہوئے، وقت کی اذان سنتے تو رک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو حملہ کرتے، جب وہ اُس قوم کے قریب پہنچ گئے جو بزاخہ میں تھی تو عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم کو اپنے آگے مخبر بنا کے بھیجا کہ دشمنوں کی خبر لائیں، دونوں سوار تھے، عکاشہ اپنے گھوڑے پر جس کا نام الزرام تھا اور ثابت اپنے گھوڑے پر جس کا نام المحبر تھا، عکاشہ اور ثابت کا سامنا طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ فرزندان خویلد سے ہوا جو انھیں کی طرح اپنے پیچھے والوں کے مخبر تھے، طلیحہ نے تنہا عکاشہ کو گھیر لیا اور سلمہ نے ثابت بن اقرم کو، ذرا دیر بھی نہ گذری کہ سلمہ نے ثابت بن اقرم کو قتل کر دیا، طلیحہ نے سلمہ کو آواز دی کہ اس آدمی پر میری مدد کر یہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے، سلمہ عکاشہ پر پلٹ پڑا اور دونوں نے مل کر ان کو بھی قتل کر دیا، خالد بن الولید

مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لے کے آئے تو ان لوگوں کو سوائے مقتول ثابت ابن اقرم کے اور کسی چیز سے خوف نہ ہوا جن کو سواریاں روند رہی تھیں، یہ مسلمانوں پر گراں گزرا، وہ زیادہ نہ چلنے پائے تھے کہ مقتول عکاشہ کو بھی روندا۔

۳۷ ابی واقد اللیثی سے مروی ہے کہ ہم دو سو سوار مقدمہ تھے، زید بن الخطاب ہمارے امیر تھے، ثابت بن اقرم عکاشہ بن محصن ہمارے آگے تھے، جب ہم لوگ ان دونوں کے پاس سے گذرے تو ہمیں بُرا معلوم ہوا، خالد اور مسلمان اب تک ہمارے پیچھے تھے، ہم اُن دونوں (مقتولوں) کے پاس کھڑے رہے یہاں تک کہ خالد بن الولید آتے ہوئے نظر آئے، ان کے حکم سے ہم نے ثابت اور عکاشہ کو مع ان کے کپڑوں اور خون کے دفن کر دیا، ہم نے عکاشہ پر عجیب زخم پائے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ہم نے ان دونوں کے قتل کے بارے میں جو کچھ سنا یہ اس میں سب سے زیادہ ثابت ہے، ان کو طلیحہ الاسدی نے ۱۲ھ میں بزاخہ میں قتل کیا۔

زید بن اسلم

ابن ثعلبہ بن عدی بن العجد بن العجلان، ان کی باقی ماندہ اولاد نہ تھی، بدر و احد میں شریک تھے، اسی طرح محمد بن اسحاق نے بھی بیان کیا۔

عبداللہ بن سلمہ

ابن مالک بن حارث بن عدی بن الجد بن العجلان، کنیت ابوحارثہ تھی، ان کی باقی ماندہ اولاد ہے، محمد بن اسحاق نے اسی طرح کہا کہ ان کی اولاد میں سے ابوعبدالرحمٰن محمد بن عبدالرحمٰن العجلانی المدنی تھے ان کے پاس چند احادیث لوگوں کے امور کے متعلق تھیں جن کو وہ روایت کرتے تھے، ہشام بن محمد بن سائب الکلبی وغیرہ ان سے ملے ہیں اور ان سے روایت کی ہے، عبداللہ بن سلمہ بدر و احد میں شریک تھے، ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں وہ جنگ احد میں شہید ہوئے، جس نے انھیں قتل کیا وہ عبداللہ بن الزبعری تھا۔

ربعی بن رافع

ابن حارث بن زید بن حارثہ بن الجد بن العجلان، ان کے کوئی باقی ماندہ اولاد نہ تھی، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابومعشر و محمد بن عمر نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا جو بدر میں شریک تھے، ربعی احد میں بھی موجود تھے۔

جملہ چھ آدمی؛

بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف

جبر بن عتیک

ابن قیس بن ہیشہ بن حارث بن امیہ بن معاویہ، ان کی والدہ جمیلہ بنت زید بن صیفی بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن الاوس تھیں، جبر کی کنیت ابو عبداللہ تھی، اولاد میں عتیک اور عبداللہ اور ام ثابت تھے، ان کی والدہ ہضبہ بنت عمرو بن مالک بن سبیع قیس عیلان کے بنی ثعلبہ میں سے تھیں، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ آج سوائے جبر بن عتیک کی اولاد کے بنی معاویہ بن مالک میں سے کوئی باقی نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبر بن عتیک اور خباب بن الارت کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، جبر بن عتیک بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، غزوۂ فتح میں بنی معاویہ بن مالک کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن جبر بن عتیک نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس ان کی عیادت کے لیے آئے تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ جبر بن عتیک کی سنہ ۶۱ھ میں یزید بن معاویہ کی خلافت میں بعمر اکہتر سال وفات ہوئی۔

ان کے چچا:

۳۸

حارث بن قیس

ابن ہیشہ بن حارث بن معاویہ، ان کی والدہ زینب بنت الصیفی بن عمرو ابن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث اوس میں سے تھیں، اسی طرح محمد بن عمر الواقدی اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اپنی کتاب میں ان رجال سے بیان کیا جن کا انھوں نے اول کتاب میں نام لیا ہے کہ جبر بن عتیک اور ان کے چچا حارث بن قیس بدر میں شریک تھے، لیکن موسیٰ ابن عقبہ اور محمد بن اسحاق اور ابو معشر نے حارث بن قیس کو شرکائے بدر میں نہیں شمار کیا، محمد بن اسحاق اور ابو معشر نے کہا کہ وہ جبر بن عتیک بن حارث ابن قیس بن ہیشہ تھے اور محمد بن عمر اور عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ محمد بن اسحاق و ابو معشر نے یا جس سے ان دونوں نے روایت کی انھوں نے جبر بن عتیک کے نسب میں غلطی کی، ان دونوں نے انھیں ان کے چچا حارث کی طرف منسوب کر دیا، ان کے ہمراہ ان کے چچا بدر میں موجود تھے، ان کا نسب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔

حلفائے بنی معاویہ بن مالک

مالک بن نمیلہ

نمیلہ ان کی والدہ تھیں، وہ مالک بن ثابت تھے کہ مزینہ میں سے تھے،

بدر و احد میں شریک ہوئے، جنگ احد میں، جو ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوئی تھی، شہید ہو گئے۔

نعمان بن عصر

ابن عبید بن وائلہ بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن جشم ابن ودم بن ذبیان بن ہمیم بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ، ان کی کوئی پس ماندہ اولاد نہ تھی، محمد بن اسحاق و ابو معشر و موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمر نے کہا کہ نعمان بن عِصر بالکسر ہے، ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ نعمان بن عَصر بالفتح ہے، عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ لقیط بن عِصر بالکسر تھے،

نعمان بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، بزمانۂ خلافت ابوبکر صدیقؓ ۱۲ھ میں وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

بنی حنش بن عوف بن عمرو بن عوف کہ اہل مسجد قبا تھے

سہل بن حُنَیف

ابن واہب بن العکیم بن ثعلبہ بن الحارث بن مجدعہ بن عمرو بن حنش ابن عوف بن عمرو بن عوف، سہل کی کنیت ابو سعد تھی، اور کہا جاتا ہے کہ ابو عبد اللہ تھی، ان کے دادا عمرو بن الحارث تھے جن کو بحزج کہا جاتا تھا،

سہل کی والدہ کا نام ہند بنت رافع بن عمیس بن معاویہ بن امیہ بن زید بن قیس بن عامرہ بن مرہ بن مالک بن الاوس تھا جو جعادرہ میں سے تھیں، ان کے دونوں اخیافی بھائی عبد اللہ و نعمان و فرزندان ابی حبیبہ بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ تھے،

سہل بن حنیف کی اولاد میں ابو امامہ تھے جن کا نام اپنے نانا کے نام پر اسعد تھا اور عثمان تھے، ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت ابی امامہ اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

سعد تھے، ان کی والدہ ام کلثوم بنت عتبہ بن ابی وقاص بن وہیب ابن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھیں، آج سہیل بن حنیف کی بغداد و مدینے میں پس ماندہ اولاد ہے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل بن حنیف اور علی رض ابن ابی طالب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، سہل بدر و احد میں موجود تھے، احد میں جس وقت لوگ بھاگ گئے تو یہ اُن لوگوں میں تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ثابت قدم رہے اور آپ سے موت پر بیعت کی، وہ اس روز تیروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (دشمنوں سے) مدافعت کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سہل کو تیر دو کیونکہ وہ سہل (نرم) ہیں، سہل خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال بنی نضیر میں سے سوائے سہل بن حنیف اور ابو دجانہ سماک بن خرشہ کے کہ دونوں فقیر تھے، انصار میں سے اور کسی کو کچھ نہیں دیا۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میرے لیے سہل بے غم کو بلاؤ یعنی سہل بن حنیف کو، سہل بن حنیف صفین میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

ابو وائل سے مروی ہے کہ یوم صفین میں سہل بن حنیف نے کہا کہ

اے لوگو، تم اپنی رائے کو مشتبہ سمجھو، کیونکہ واللہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی ایسے امر کے لیے اپنی تلواریں اپنے کندھوں پر نہیں رکھیں جس کی ہمیں طاقت نہ ہو، سوائے سہل ترین امر کے جسے ہم جانتے تھے، یہ دوسری بات تھی کہ آپ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہو۔

محمد بن ابی امامہ بن سہل نے اپنے والد سے روایت کی کہ سہل بن حنیف کی وفات ۳۸ھ میں کوفے میں ہوئی اور ان پر علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی۔

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کے ساتھ سہل بن حنیف پر نماز پڑھی، انھوں نے چھ تکبیریں کہیں۔

حَنَش بن المُعتمِر سے مروی ہے کہ جب سہل بن حنیف کی وفات ہوئی تو انھیں الرحبہ میں علی کے پاس لایا گیا، انھوں نے ان پر چھ تکبیریں کہیں، بعض جماعتوں نے اس کا انکار کیا تو کہا گیا کہ وہ بدری تھے، جب وہ الجبانہ تک پہنچے تو ہمیں قرظہ بن کعب اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ملے، انھوں نے کہا کہ یا امیرالمومنین ہم ان کی نماز میں نہ تھے، فرمایا کہ تم لوگ (اب) ان پر نماز پڑھ لو، ان لوگوں نے ان پر نماز پڑھی، ان کے امام قرظہ تھے۔

حنش الکنانی سے مروی ہے کہ علیؓ نے الرحبہ میں سہل بن حنیف پر نماز جنازہ میں چھ تکبیریں کہیں۔

عبداللہ بن معقل سے مروی ہے کہ علیؓ نے اپنے پورے زمانۂ سلطنت میں جنازے پر چار چار تکبیریں کہیں سوائے سہل بن حنیف کے کہ ان پر پانچ تکبیریں کہیں اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ بدری ہیں۔

عمیر بن سعید سے مروی ہے کہ علیؓ نے سہلؓ بن حنیف پر نماز پڑھی جس میں پانچ تکبیریں کہیں، لوگوں نے کہا کہ یہ تکبیر کیسی ہے تو علیؓ نے فرمایا کہ یہ سہل بن حنیف ہیں جو اہل بدر میں سے ہیں، اور اہل بدر کو غیر اہل بدر پر فضیلت ہے، میں نے چاہا کہ تمھیں ان کی فضیلت سے آگاہ کر دوں۔

۱۴

ایک شخص۔

بنی جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف

منذر بن محمد

ابن عقبہ بن اُحیحہ بن الجلاُح بن حریش بن جحجبا، کنیت ابو عبیدہ اور والدہ ہذیل کے آل ابی قردہ میں سے تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن محمد اور طفیل بن حارث بن مطلب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، منذر یوم بیر معونہ میں شہید ہوئے، ان کی کوئی نہیں ماندہ اولاد نہ تھی، احیحہ کی دوسرے بیٹے سے باقی ماندہ اولاد تھی، منذر بدر و احد میں موجود تھے۔

بنی انیف بن جشم بن عائذ اللہ کہ بلی میں سے حلفائے بنی جحجبا بن کلفہ تھے

ابو عقیل

ان کا نام عبد الرحمن الاراشی الانیفی بن عبد اللہ بن ثعلبہ بن بیحان ابن عامر بن الحارث بن مالک بن عامر بن انیف بن جشم بن عائذ اللہ ابن تمیم بن عوذ مناۃ بن ناج بن تیم بن یراش تھا، وہ اراشہ بن عامر بن

عبیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ تھے، ابو عقیل کا نام عبدالعزیٰ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن عدوالاوثان (بتوں کا دشمن) رکھا۔

ہشام بن محمد بن السائب الکلبی اور محمد بن عمر نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا، محمد بن اسحاق و ابومعشر اسی طرح انھیں جشم تک منسوب کرتے تھے اور بقیہ آبا و اجداد میں بلی تک اختلاف کرتے تھے۔

ابوعقیل بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، جنگ یمامہ میں، جو ۱۲ھ میں بزمانہ خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق ہوئی شہید ہوئے، ان کی باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔

جعفر بن عبداللہ بن اسلم الہمدانی سے مروی ہے کہ جب جنگ یمامہ ہوئی اور لوگ جنگ کے لیے صف بستہ ہو گئے تو سب سے پہلے جو شخص زخمی ہوا وہ ابوعقیل الانیفی تھے، ایک تیر شانوں اور دل کے درمیان لگا، وہ مقتل سے ہٹ گئے، تیر نکال دیا گیا، زخم کی وجہ سے ان کا بایاں پہلو کمزور ہو گیا، دن کی ابتدائی ساعت تھی کہ انھیں کجاوے تک پہنچا یا گیا۔

جنگ کی شدت ہو گئی تو مسلمان بھاگ کے کجاووں میں پہنچ گئے، ابوعقیل زخم کی وجہ سے کمزور تھے، انھوں نے معن بن عدی کو سنا کہ وہ انصار کو آواز دے رہے ہیں کہ خدا سے ڈرو اور اپنے دشمن پر حملہ کرو، معن لمبے لمبے قدم اٹھا کر قوم کے پاس آرہے تھے، یہ اس وقت ہوا جب انصار نے آواز دی کہ ہمیں تنہا چھوڑ دو، ہمیں تنہا چھوڑ دو (یعنی دوسرے گروہوں سے ہمیں چھانٹ کر الگ کر دو کہ ہم جنگ کریں)، ایک ایک آدمی کو پہچان پہچان کر لوگوں نے چھانٹ دیا،

عبداللہ بن عمر نے کہا کہ ابوعقیل اپنی قوم کے پاس جانے کے لیے کھڑے ہوئے، میں نے کہا اے ابوعقیل، تم کیا ارادہ کرتے ہو، تم میں جنگ کی طاقت نہیں ہے، انھوں نے کہا کہ منادی نے میرا نام لے کے پکارا ہے میں نے کہا کہ وہ صرف "اے انصار" کہتا ہے، اس کی مراد مجروحین سے نہیں ہے، ابوعقیل نے کہا کہ میں بھی انصار کا ایک شخص ہوں اور میں اسے جواب دوں گا

اگرچہ گھٹنوں ہی کے بل ہو۔

ابوعقیل نے کمر باندھ لی اور برہنہ تلوار داہنے ہاتھ میں لے لی پھر وہ ندا دینے لگے "اے انصار! جنگ حنین کی طرح دوبارہ حملہ کرو"، لوگ جمع ہو کر جراءت کے ساتھ مسلمانوں کے پاس اپنے دشمن کے اس طرف آرہے تھے یہاں تک کہ سب باغ میں دشمن کے پاس گھس پڑے، اور مل گئے اور ہمارے اور ان کے درمیان تلوار چلنے لگی۔

میں نے ابوعقیل کو دیکھا کہ ان کا زخمی ہاتھ شانے سے کاٹ دیا گیا تھا اور وہ زمین پر پڑا تھا، ان کے چودہ زخم تھے کہ ہر زخم مہلک تھا، اور انھوں نے اللہ کے دشمن مسلیمہ کو قتل کر دیا تھا۔

میں تیزی کے ساتھ ابوعقیل کے پاس گیا نزع کا عالم تھا، عرض کی اے ابوعقیل تو انھوں نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے "لبیک کہا"، اور پوچھا کہ کس کو شکست ہوئی۔ میں نے کہا کہ آپ خوش ہوں، آواز کو اور بلند کر کے کہا کہ اللہ کا دشمن قتل ہو گیا، انھوں نے اللہ کی حمد کے ساتھ اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور انتقال کر گئے، (رحمہ اللہ)

آنے کے بعد میں نے ان کا تمام واقعہ عمرؓ سے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ ہمیشہ شہادت کی دعا کیا کرتے تھے اور اسی کو طلب کرتے تھے، اگرچہ میں انھیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منتخب اصحاب اور پرانے اسلام والوں میں نہیں جانتا تھا،

کل دو آدمی:

بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف

عبداللہ بن جبیر

ابن نعمان بن امیہ بن البرک کہ امرائی القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن

عوف تھے، ان کی والدہ بنی عبد اللہ بن غطفان میں سے تھیں، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے،

عبد اللہ بدر و احد میں بھی شریک تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد میں تیر اندازوں، پر جو پچاس تھے، انھیں عامل بنایا، وہ لوگ عینین پر جو قناۃ میں ایک پہاڑ ہے کھڑے ہو گئے اور آپ نے انھیں حکم دیا اس مورچے پر کھڑے رہنا اور ہماری پشت کی حفاظت کرنا، ہمیں فتحمند دیکھنا تب بھی ہماری شرکت نہ کرنا، اور اگر ہمیں مقتول ہوتے دیکھنا تب بھی ہماری مدد نہ کرنا۔

۴۴

جب مشرکین کو شکست ہوئی تو مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے جہاں چاہا انھیں تہ تیغ کرنا، اور لشکر کو لوٹنا اور غنائم کو لینا شروع کر دیا، بعض تیر اندازوں نے کہا کہ تم لوگ یہاں بیکار کیوں کھڑے ہو، اللہ نے دشمن کو شکست دے دی، لہٰذا اپنے بھائیوں کے ساتھ تم بھی غنیمت حاصل کرو،

دوسرے لوگوں نے کہا کہ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہماری پشت کی حفاظت کرنا، لہٰذا تم اپنی جگہ سے مت ہٹو، ان لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مراد نہ تھی، اللہ نے دشمن کو ذلیل کر دیا اور انھیں شکست دے دی،

عبد اللہ بن جبیر، جو ان کے امیر تھے اور اس روز سفید کپڑوں کا علم لیے ہوئے تھے، ان سے مخاطب ہوئے، پہلے اللہ کی حمد و ثنا کی جس کا وہ اہل ہے، پھر اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا اور اس کا کہ کوئی امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ ہو۔

لوگ نہ مانے اور چلے گئے، عبد اللہ بن جبیر کے ساتھ تیر اندازوں کی قلیل جماعت رہ گئی جن کی تعداد دس تک تھی، ان میں حارثہ بن انس ابن رافع بھی تھے۔

خالد بن الولید نے پہاڑ کے خلا، اور وہاں کے لوگوں کی قلت کو دیکھا

تو اس جانب لشکر کو پھیر دیا، عکرمہ بن ابی جہل بھی اس کے ساتھ ہو گیا، دونوں تیر اندازوں کے مقام تک گئے اور بقیہ تیر اندازوں پر حملہ کر دیا اس قوم نے ان کو تیر مارے یہاں تک کہ سب ہلاک ہو گئے۔

عبداللہ بن جبیر نے بھی تیر مارے ان کے تیر ختم ہو گئے، نیزہ بازی کی، وہ بھی ٹوٹ گیا، پھر انھوں نے اپنی تلوار کا میان توڑ ڈالا اور لڑے یہاں تک کہ قتل ہو گئے۔

جب وہ گر پڑے تو لوگوں نے انھیں برہنہ کر کے بہت بری طرح مثلہ کیا (یعنی ناک کان کاٹے) نیزے ان کے پیٹ میں گھسے تھے، انھوں نے ناف سے کولوں تک اور وہاں سے پیڑو تک چاک کر دیا تھا، ان کی آنتیں پیٹ سے نکل پڑی تھیں۔

خوات بن جبیر نے کہا کہ جب مسلمان گھومتے ہوئے اس گذرگاہ پر آئے میں بھی اسی حالت میں ان پر گذرا، میں اس مقام پر ہنستا جہاں کوئی ہنستا، اس مقام پر اونگھتا جہاں کوئی اونگھتا اور اس مقام پر بخل کرتا جہاں کسی نے بخل کیا۔ کہا گیا کہ یہ کیا کیفیت ہے،

میں نے انھیں اٹھایا، دونوں بازو میں نے پکڑے، اور ابو حبۃ نے دونوں پاؤں، اپنے عمامے سے ان کا زخم باندھ دیا، جس وقت ہم انھیں اٹھائے ہوئے تھے مشرکین ایک کنارے تھے، میرا عمامہ ان کے زخم سے کھل کر گر پڑا، آنتیں باہر آ گئیں، میرے ساتھی گھبرائے اور اس خیال سے کہ دشمن قریب ہے اپنے پیچھے دیکھنے لگے، میں ہنسا۔

ایک شیخ نیزہ لے کے بڑھا، اسے میرے حلق کے سامنے لا رہا تھا، مجھ پر نیند غالب آ گئی اور نیزہ ہٹ گیا، جب میں ان کی قبر تک پہنچا تو یہ حالت دیکھی کہ پہاڑ ہم پر سخت ہو گیا،

میرے ساتھ کمان بھی تھی، انھیں میدان میں اتارا اور کمان کے کنارے سے قبر کھودی، کمان میں تانت (وتر) بندھی تھی میں نے کہا کہ میں تانت کو نہ توڑوں گا، اسے کھول ڈالا، اور اس کے کنارے سے قبر کھودی

جب پورے طور پر کھود لی تو انھیں دفن کر دیا،
اس سے فارغ ہو کر واپس ہوئے، مشرکین اب تک کنارے ہی تھے
حالانکہ ہم نے مدافعت کی تھی مگر انھوں نے اپنی واپسی تک تیر اندازی نہیں کی،
جس شخص نے عبداللہ بن جبیر کو قتل کیا وہ عکرمہ بن ابی جہل تھا۔
عبداللہ بن جبیر کی باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔
ان کے بھائی:۔

۴۴

خوّات بن جبیر

ابن نعمان بن امیہ بن البرک، یہی امرئ القیس بن ثعلبہ تھے، ان کی والدہ بنی عبداللہ بن غطفان میں سے تھیں،
خوات کی اولاد میں صالح وجبیب تھے جو جنگ حرہ میں مقتول ہوئے، دونوں کی والدہ بنی قیقیم کی شاخ بنی ثعلبہ میں سے تھیں،
سالم اور ام سالم اور ام قاسم ان کی والدہ عمیرہ بنت حنظلہ بن حبیب بن احمر بن اوس بن حارثہ ابلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ کے بنی انیف میں سے تھیں، حنظلہ بن حبیب بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف کے حلیف تھے،
داؤد وعبداللہ، بروایت عبداللہ بن محمد بن عمارہ انصاری و دیگر اہل علم ان کی کنیت انھیں (عبداللہ) کے نام سے ابوعبداللہ تھی،
محمد بن عمر کہتے تھے خوات کی کنیت ابوصالح تھی۔
قیس بن ابی حذیفہ نے خوات بن جبیر سے روایت کی کہ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔
لوگوں نے بیان کیا کہ خوات بن جبیر جاہلیت میں صاحب ذات النحیین تھے[1]

[1] ذات النحیین: دو مشک والی عورت، جس سے ایک شخص کے فجور کا واقعہ بہت مشہور ہے۔

اسلام لائے تو ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔
عبداللہ بن مکنف سے مروی ہے کہ خوات بن جبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بدر جانے والوں میں شریک ہو گئے۔ پھر جب وہ الروحاء پہنچے تو پتھر کی نوک لگ گئی جس سے وہ معذور ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے واپس کر دیا، اور غنیمت و ثواب میں حصہ لگایا، وہ انھیں کے مثل ہو گئے جو وہاں حاضر تھے۔
لوگوں نے بیان کیا کہ خوات احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔
اعزہ خوات بن جبیر سے مروی ہے کہ خوات بن جبیر کی ۴۰ سنہ میں جب کہ وہ چوہتر سال کے تھے، مدینے میں وفات ہوئی۔ ان کی باقی ماندہ اولاد تھی، وہ مہندی اور نیل کا (سرخ) خضاب لگاتے تھے اور متوسط قد کے تھے۔

حارث بن نعمان

ابن امیہ بن البرک کہ امرئ القیس بن ثعلبہ تھے، وہ خوات اور عبداللہ ابن جبیر کے چچا تھے اور ابوضیاح کے بھی چچا تھے، حارث کی والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ اوس میں سے تھیں، ان کی باقی ماندہ اولاد تھی۔
موسیٰ بن عقبہ اور ابومعشر اور محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی تھے۔

۴۵

ابو ضیّاح

نام نعمان بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن البرک تھا جو امرئ القیس بن ثعلبہ تھے، ان کی والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عدی بن عامر بن خطمہ اوس میں سے تھیں۔

محمد بن اسحاق و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح ابو ضیّاح کہا، ابومعشر جیسا کہ ان سے مروی ہے ابو الضیاح کہتے تھے، لوگ ان سے تعجب کرتے تھے محمد بن عمر نے کہا کہ اہل بدر میں ابو الضیاح نہیں ہیں، بدر و احد و خندق و حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے، خیبر میں شہید ہوئے، اہل خیبر میں سے ایک شخص نے تلوار ماری جس نے ان کے کاسۂ سر کو کاٹ دیا، یہ شہید ہوا، ابو ضیاح کی باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔

نعمان بن ابی خذمہ

ابن نعمان بن ابی حذیفہ بن البرک کہ امرئ القیس بن ثعلبہ تھے،

محمد بن عمر و ابومعشر نے ان کا ذکر اسی طرح کیا، محمد بن اسحاق نے ابن ابی خزمہ کہا، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ابن ابی خذمہ کہا ہم نے انصار کے نسب کی کتاب دیکھی مگر نعمان بن امیہ کے ایسے دو بیٹے نہ پائے جن کی کنیت ابو حذمہ یا خذمہ یا خزمہ ہو اور نہ کوئی لڑکا (اس نام کا پایا)۔

نعمان بن ابی خذمہ، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمر و محمد بن اسحاق و ابومعشر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں موجود تھے، وہ احد میں بھی تھے، ان کی

باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔

ابو حَنّہ
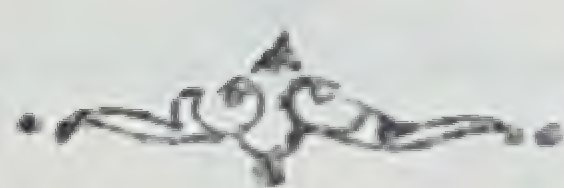
نام مالک بن عمرو بن ثابت بن کُلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف تھا محمد ابن عمر نے اپنی کتاب میں اسی طرح ان کا شرکائے بدر میں ذکر کیا، محمد بن اسحاق و ابو معشر نے بھی ان کا ذکر کیا اور ان دونوں نے "ابو حبّہ" کہا، دونوں نے ان کا نسب نہیں بیان کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ بدر میں ایسا کوئی شخص شریک نہ تھا جس کی کنیت ابو حبہ ہو، ابو حبہ بن غزیہ بن عمرو بنی مازن بن النجار میں سے تھے، وہ یمامہ میں شہید ہوئے، بدر میں شریک نہیں ہوئے،

ابو حیہ بن عبد عمرو المازنی وہ شخص ہیں جو علی بن ابی طالبؓ کے ساتھ صفین میں تھے وہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے،

عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ شخص جو بدر میں موجود تھے ابو حنہ بن ثابت بن النعمان بن امیہ البرک کی اولاد میں سے تھے، ابو ضیاح کے بھائی تھے ان کی والدہ ام ابی ضیاح تھیں، احد میں شہید ہوئے، ان کی باقی ماندہ اولاد نہ تھی، ہم نے کتاب نسب الانصار میں عمرو بن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ کی اولاد میں انھیں نہیں پایا۔

سالم بن عُمیر
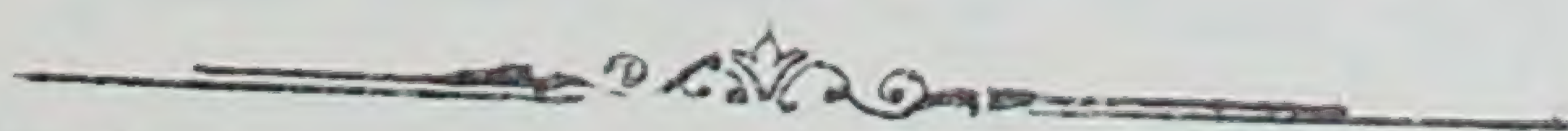
ابن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف، ان کے ایک بیٹے تھے جن کا نام سلمہ تھا، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمر

وعبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری سالم بن عمیر بدر میں شریک تھے۔

ابو مصعب اسماعیل بن مصعب بن اسماعیل بن زید بن ثابت نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہ ابو عفک بنی عمرو بن عوف میں سے تھا اور بہت بوڑھا تھا جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے وہ ایک سو بیس سال کو پہنچ چکا تھا، وہ اپنے شعر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر ابھارتا تھا اور اسلام میں داخل نہیں ہوا، سالم بن عمیر نے اس کے قتل کی نذر مانی اور موقع کی تلاش میں رہے، موقع پاتے ہی اس کو قتل کر دیا، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوا۔

ابن رقیش سے جو بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے مروی ہے کہ ابو عفک ہجرت کے بیسویں مہینے شوال میں قتل کیا گیا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ سالم بن عمیر احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، وہ ان رونے والوں میں سے ایک تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تبوک جانا چاہتے تھے، ان لوگوں نے عرض کی کہ ہمیں سواری دیجئے وہ لوگ فقیر تھے، آپ نے فرمایا، میرے پاس کوئی سواری نہیں جس پر میں تم لوگوں کو سوار کر دوں، وہ لوگ واپس گئے، آنکھوں سے اس غم میں آنسو جاری تھے کہ خرچ کرنے کو کچھ نہ پایا، وہ سات آدمی تھے، ان میں سالم بن عمیر بھی تھے، ہم نے ان سب کو ان کے مقامات میں ناموں کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

سالم بن عمیر معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت تک زندہ رہے، ان کی باقی ماندہ اولاد ہے۔

عاصم بن قیس

ابن ثابت بن کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد ابن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں

شریک تھے احد میں بھی تھے، ان کی پس ماندہ اولاد تھی۔
کل آٹھ اصحاب:۔

بنی غنم بن السّلم بن امرئ القیس

سعد بن خیثمہ

ابن حارث بن مالک بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم کنیت ابو عبداللہ اور والدہ ہند بنت اوس بن عدی بن امیہ بن عامر بن خطمہ بن جشم بن مالک اوس میں سے تھیں، ان کے اخیافی بھائی ابو ضیاح نعمان بن ثابت تھے۔

سعد کی اولاد میں عبداللہ تھے جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آپ کے ہمرکاب حدیبیہ میں شریک ہوئے ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی عامر تھیں، اور ابو عامر، عبد عمرو بن صیفی بن النعمان بن مالک بن آمہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف اوس میں سے تھے، ان کی بقیہ اولاد تھی، سنہ ۲ھ میں ان کا آخری بھی مرگیا، کوئی پس ماندہ نہ رہا۔

محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بھی سعد بن خیثمہ کا یہی نسب بیان کرتے تھے جو ہم نے بیان کیا، ہشام بن محمد بن السائب الکلبی بھی ان کا یہی نسب بیان کرتے تھے، البتہ النحاط میں کہ ان دونوں سے اختلاف کرتے تھے، وہ الخناط بن کعب کہتے تھے، لیکن موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق والو معشر نے بنی غنم بن السلم کے شرکائے بدر کے ناموں اور ان کے باپ کے ناموں پر اضافہ نہیں کیا، ان لوگوں کو ان کا نسب معلوم نہیں ہوا۔

ان سب کی روایت میں سعد بن خیثمہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن خیثمہ و ابی سلمہ بن عبد الاسد کے درمیان عقدِ مواخاۃ کیا۔

سب نے کہا کہ سعد بن خیثمہ انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو قافلۂ قریش کی طرف روانہ ہونے کے لیے بلایا تو لوگوں نے (روانہ ہونے میں) جلدی کی، خیثمہ بن حارث نے اپنے فرزند سعد سے کہا کہ ہم دونوں میں سے ایک کے لیے ضروری ہے کہ وہ مدینے میں مقیم رہے۔ لہٰذا روانگی کے لیے مجھے اختیار کرو اور تم اپنی عورتوں کے ساتھ مقیم رہو، سعد نے انکار کیا اور کہا کہ اگر جنت کے علاوہ کوئی اور معاملہ ہوتا تو میں اس میں تمہیں ترجیح دیتا۔ میں اپنی اسی جہت میں شہادت کی امید کرتا ہوں، دونوں نے قرعہ ڈالا تو سعد کا نام نکلا، وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بدر روانہ ہوئے اور اسی روز شہید ہو گئے، عمرو بن عبدود نے قتل کیا، کہا جاتا ہے کہ طعیمہ بن عدی نے قتل کیا۔

منذر بن قدامہ

ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی تھے اُن کی کوئی پس ماندہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی:-

مالک بن قدامہ
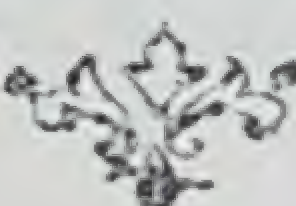
ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد ابن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے اور احد میں بھی حاضر تھے، ان کی کوئی پس ماندہ اولاد نہ تھی۔

حارث بن عرفجہ
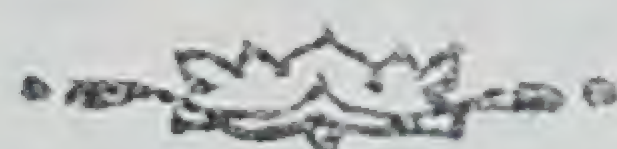
ابن حارث بن مالک بن کعب بن النحاط، بروایت موسیٰ ابن عقبہ و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری بدر میں شریک تھے، محمد بن اسحاق و ابومعشر نے ان کے نزدیک جو شرکائے بدر تھے، ان میں انھوں نے ان کا ذکر نہیں کیا، حارث احد میں بھی حاضر تھے، ان کی پس ماندہ اولاد نہ تھی۔

تمیم مولائے بنی غنم بن السلم
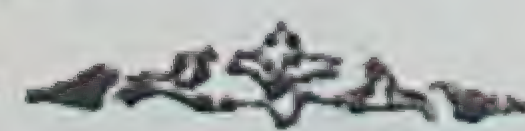
سب کی روایت میں بدر میں شریک تھے، اور احد میں بھی حاضر تھے، ان کی پس ماندہ اولاد نہ تھی۔

یہ پانچ آدمی قبیلۂ اوس میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراکاب بدر میں شریک ہوئے، وہ لوگ جن کا آپ نے غنیمت و ثواب میں حصہ لگایا، موسیٰ ابن عقبہ و محمد بن عمر کے شمار میں، ترسٹھ تھے، محمد بن اسحاق و ابی معشر کے شمار میں اکسٹھ آدمی تھے، اس لیے کہ محمد بن اسحاق و موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے حارث ابن حاطب عمیر جبر بن عتیک کو جو بنی معاویہ بن مالک میں سے تھے شرکائے بدر میں داخل نہیں کیا، محمد بن اسحاق و ابو معشر نے بھی حارث بن عرفجہ بن حارث کو جو بنی غنم ابن السلم میں سے تھے شرکائے بدر میں داخل نہیں کیا۔

خزرج اور بنی نجار میں سے جو لوگ بدر میں شریک ہوئے

یہ تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج تھے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ ان کا نام نجار (بڑھئی) صرف اس لیے رکھا گیا کہ انھوں نے بسولے سے ختنہ کیا تھا، ورنہ ان کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ تھا۔ ۴۹

ہشام بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ (ان کا نام نجار) اس لیے ہوا کہ انھوں نے ایک شخص کے منہ پر بسولہ مارا تھا۔

بنی نجار، بنی مالک بن نجار اور بنی غنم بن مالک بن نجار میں سے جو لوگ بدر میں شریک ہوئے

ابو ایوب

نام خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد بن عوف بن غنم تھا، ان

ان کی والدہ ام حسن بنت زید بن ثابت بن ضحاک بنی مالک بن نجار میں سے تھیں، ان کی اولاد ختم ہوگئی، ہمیں ان کے کسی پس ماندہ کا علم نہیں ہے۔

اور ابوایوب۔

ابوایوب بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے اور بروایت محمد بن اسحاق و محمد ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوایوب و مصعب بن عمیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قباء سے مدینے کی طرف کوچ کیا تو آپ ابوایوب کے پاس اترے،

ابوایوب بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، محمد بن سعد نے شعبہ سے روایت کی کہ میں نے الحکم سے پوچھا کہ ابوایوب علی رضی اللہ عنہ کی کسی جنگ میں موجود نہ تھے، انھوں نے کہا کہ وہ ان کے ہمراہ حروراء میں موجود تھے۔

ابی ایوب الانصاری سے مروی ہے کہ وہ زمانۂ معاویہ رضی اللہ عنہ میں مجاہدین کے نکلے۔

ابوایوب سے مروی ہے کہ میں بیمار پڑا، مرض میں شدت ہوگئی تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر میں مرجاؤں تو مجھے اٹھا لینا اور جب تم لوگ دشمن کے مقابلے میں صف بستہ ہونا تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کر دینا، میں تم سے ایک حدیث بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی، اگر میری وفات قریب نہ ہوتی تو میں اسے نہ بیان کرتا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو اس حالت میں مرے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

محمد سے مروی ہے کہ ابوایوب بدر میں شریک تھے، مسلمانوں کے جہاد میں اگر کسی ایک میں پیچھے رہ گئے تو دوسرے میں ضرور شریک ہوئے، سوائے ایک سال کے کہ لشکر پر ایک نوجوان سپہ سالار بنا دیا گیا تو وہ بیٹھ رہے، اس سال کے بعد وہ افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ

۵۰

مجھ پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا تھا، مجھ پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا تھا مجھ پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا تھا، راوی نے کہا کہ پھر وہ بیمار ہو گئے" لشکر یزید بن معاویہ امیر تھا، وہ ان کے پاس ان کی عیادت کو آیا اور پوچھا کہ آپ کی کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے، انھوں نے کہا کہ ہاں میری حاجت ہے، جب میں مر جاؤں تو مجھے اونٹ پر سوار کرا کے جہاں تک گنجایش ملے دشمن کے ملک میں لے جانا، جب گنجائش نہ پانا تو وہیں دفن کر دینا اور واپس آجانا، جب ان کی وفات ہو گئی تو اس نے انھیں سوار کیا اور جہاں تک گنجایش ملی دشمن کے ملک میں لے گیا اور دفن کر کے واپس آگیا۔

ابو ایوب رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "انفروا خفافا و ثقالا" (فورا نکل پڑو، چاہے ہلکے ہو یا بھاری یعنی سامان کم ہو یا زیادہ میں اپنے آپ کو یا تو سبکبار پاتا ہوں یا گراں بار)۔

اہل مکہ میں سے کسی شخص سے مروی ہے کہ یزید بن معاویہ جس وقت ابو ایوب کے پاس آیا تو انھوں نے اس سے کہا کہ لوگوں سے میرا اسلام کہنا، لوگوں کو چاہئے کہ مجھے لے جائیں اور جتنا دور کر سکیں کر دیں، انھوں نے جو کچھ کہا تھا یزید نے لوگوں سے بیان کر دیا۔ لوگوں نے مانا، ان کے جنازے کو جس قدر لیجا سکتے تھے لے گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ۵۲ھ میں جس سال یزید بن معاویہ نے اپنے والد معاویہ ابن ابی سفیان کی خلافت میں قسطنطنیہ کی جنگ کی اُسی سال ابو ایوب کی وفات ہوئی۔ ان پر یزید بن معاویہ نے نماز پڑھی۔ ان کی قبر روم میں قلعہ قسطنطنیہ کی بنیاد میں ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ روم ان کی قبر کی حفاظت اور مرمت کرتے جب قحط ہوتا تھا تو اس کے توسل سے استسقا کرتے تھے۔

ثابت بن خالد

ابن النعمان بن خنساء بن عسیرہ بن عبد بن عوف بن غنم ان کی ایک لڑکی

دُبیّہ تھی۔ اس کی والدہ ادام بنت عمر بن معاویہ بنی مرہ میں سے تھیں۔ اس لڑکی سے یزید بن ثابت بن الضحاک برادر زید بن ثابت نے نکاح کیا جن کے بعد بنی مالک بن النجار میں سے کسی نے عقد کر لیا۔ ان سے عمارہ پیدا ہوئے۔ ثابت بن خالد کی نسل ختم ہو گئی۔ کوئی باقی نہ رہا، ثابت بدر و احد میں موجود تھے۔

عمارہ بن حزم

ابن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم جو عمرو بن حزم کے بھائی تھے۔ ان دونوں کی والدہ خالدہ بنت ابی انس بن سنان بن وہب ابن لوذان بنی ساعدہ میں سے تھیں۔

عمارہ کی اولاد میں مالک تھے جو لاولد مر گئے ان کی والدہ نوار بنت مالک بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بنی عدی بن النجار میں سے تھیں۔ مالک کے اخیافی بھائی یزید و زید فرزندان ثابت بن الضحاک بن زید بنی مالک ابن النجار میں سے تھے۔

عمارہ، بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمر، عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ (جناب نبوی میں بمقام مکۂ مکرمہ) حاضر ہوئے تھے۔

عمارہ بن حزم اور اسعد بن زرارہ و عوف بن عفراء جس وقت اسلام لائے تو یہ لوگ بنی مالک بن النجار کے اصنام توڑ رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمارہ بن حزم و محرز بن نضلہ کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔ عمارہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، غزوۂ فتح میں بنی مالک بن النجار کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا، خالد بن الولید کے ہمراہ مرتدین کی جانب بھی روانہ ہوئے تھے ۱۲ھ میں جنگ یمامہ میں بزمانۂ خلافت ابی بکر صدیق رض شہید ہوئے ان کی

بقیہ اولاد نہ تھی۔

سراقہ بن کعب
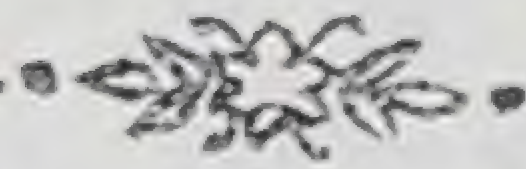
ابن عمرو بن عبد العزیٰ بن غزیہ بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم ان کی والدہ عمیرہ بنت نعمان بن زید بن لبید بن خداش بنی عدی بن النجار میں سے تھیں۔

سراقہ کی اولاد میں زید تھے جو قادسیہ میں جنگ جسر ابی عبید میں شہید ہوئے سعدیٰ جو ام حکیم تھیں، ان دونوں کی والدہ ام زید بنت سکن بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن حارث بن الخزرج تھیں۔

نائلہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

ابو معشر و محمد بن عمر و عبد اللہ بن محمد بن عمارہ انصاری سراقہ کے نسب میں اسی طرح عبد العزیٰ بن غزیہ کہتے تھے، بروایت ابراہیم بن سعد محمد بن اسحاق سے عبد العزیٰ بن عروہ مروی ہے، اور بروایت ہارون بن ابی عیسیٰ محمد بن اسحاق سے عبد العزیٰ بن عزرہ مروی ہے، دونوں روایتیں غلط ہیں، عبد العزیٰ بن غزیہ ہی صحیح ہے۔

سراقہ بن کعب بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، ان کی وفات معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ہوئی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

حارثہ بن نعمان
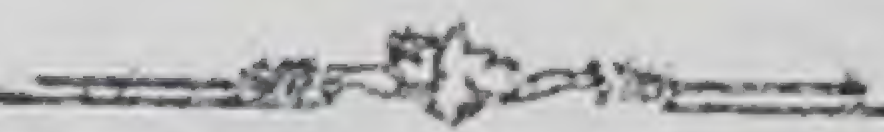
ابن نفیع بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن غنم، ان کی والدہ جعدہ بنت عبید بن

۵۲

ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم تھیں۔
حارثہ کی اولاد میں عبداللہ و عبدالرحمن تھے، سودہ، عمرہ اور ام ہشام مبایعات میں سے تھیں، ان کی والدہ ام خالد بنت خالد بن یعیش بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔
ام کلثوم، ان کی والدہ بنی عبداللہ بن غطفان میں سے تھیں۔
امۃ اللہ، ان کی والدہ بنی جُندع میں سے تھیں۔
ابو حارثہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی، حارثہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔
حارثہ نے کہا کہ میں نے زندگی بھر میں دو مرتبہ جبرئیل کو دیکھا۔ ایک تو یوم الصُّورَین میں، جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوئے اور جبریلؑ دحیہ بن خلیفۃ الکلبی کی شکل میں ہمارے پاس سے گزرے، انھوں نے ہمیں مسلح ہونے کا حکم دیا، دوسرے موضع الجنائز کے دن، جس وقت ہم لوگ حنین سے واپس آئے، میں اس حالت میں گزرا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہے تھے، میں نے سلام نہیں کیا، جبریل نے پوچھا کہ اے محمدؐ یہ کون ہیں، فرمایا حارثہ بن نعمان، انھوں نے کہا کہ کیا یہ یوم حنین میں ان سو صابرین میں سے نہیں ہیں جن کے جنت میں رزق کا اللہ کفیل ہے، اگر یہ سلام کرتے تو ہم انھیں ضرور جواب دیتے۔
محمد بن عثمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ حارثہ بن النعمان کی نظر جاتی رہی تھی، انھوں نے اپنی جانماز سے حجرے کے دروازے تک ایک ڈورا باندھ دیا تھا، پاس ایک ٹوکرا رکھ لی تھی جس میں کھجوریں وغیرہ تھیں، جب کوئی مسکین سلام کرتا تو وہ ان کھجوروں میں سے لیتے، ڈورا پکڑ کے دروازے تک آتے اور مسکین کو دیتے، گھر والے کہتے کہ ہم آپ کے لیے کافی ہیں۔ جواب دیتے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مسکین کو دینا بری موت سے بچاتا ہے۔
محمد بن عمر نے کہا کہ حارثہ بن النعمان کے مکانات مدینے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانات کے قریب تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں سے بات کرتے تو حارثہ بن النعمان ایک مکان کے بعد دوسرے مکان سے منتقل ہو جاتے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حارثہ بن النعمان کا اپنے

مکانات سے ہمارے لیے منتقل ہونا شرمندہ کرتا ہے، حارثہ زندہ رہے یہاں تک کہ معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی، ان کی اولاد باقی ہے، ایک ابو الرجال تھے کہ نام محمد بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن حارثہ بن نعمان تھا، ابو الرجال کی والدہ عمرہ بنت عبد الرحمن ابن سعد بن زرارہ بنی نجار میں سے تھیں۔

سلیم بن قیس

ابن فہد، فہد کا نام خالد بن قیس بن ثعلبہ بن غنم تھا، ان کی والدہ اُم سلیم بنت خالد بن طعمہ بن سحیم الاسود بنی مالک بن النجار میں سے تھیں، بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب حاضر تھے، وفات عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں ہوئی، کوئی اولاد باقی نہ تھی ان کے بھائی قیس بن قیس بن فہد کی اولاد باقی تھی بعض لوگ سلیم کے بدر میں شریک ہونے کی وجہ سے انھیں سلیم کی طرف منسوب کرتے تھے، سلیم کی بھی باقی ماندہ اولاد نہ تھی۔

۵۳

سہیل بن رافع

ابن ابی عمرو بن عائذ بن ثعلبہ بن غنم، سہل بن رافع کے بھائی تھے، یہی دونوں اس میدان کے مالک تھے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد تعمیر کی گئی دونوں اپنے آپ کو ابو امامہ اسعد بن زرارہ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

عبد اللہ بن ابی بن سلول (منافق) نے کہا کہ محمد نے مجھے سہل وسہیل یعنی انھیں دونوں کے میدان سے نکال دیا، سہل بدر میں حاضر نہیں ہوئے۔

سہل وسہیل کی والدہ زغیبہ بنت سہل بن ثعلبہ بن الحارث بنی مالک بن النجار میں سے تھیں،
سہیل بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، ان کی وفات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی اولاد باقی نہ رہی، نیز عائذ بن ثعلبہ بن غنم کی تمام اولاد مرگئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

مسعود بن اوس

ابن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم، ان کی والدہ عمرہ بنت مسعود بن قیس بن عمرو بن زید مناۃ بنی مالک بن النجار میں سے تھیں، اور مبایعات میں سے تھیں؛
مسعود بن اوس کی اولاد میں سعد و ام عمر تھیں، ان دونوں کی والدہ حبیبہ بنت اسلم بن حریس بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث اوس میں سے تھیں۔ محمد بن عمر و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح ان کا نسب بیان کیا۔
بروایت محمد بن اسحاق و ابو معشر، مسعود بن اوس بن اصرم بن زید ہے، ان دونوں نے زید کو اوس کا والد نہیں بیان کیا جیسا کہ محمد بن عمر و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ نے کیا۔
مسعود بن اوس بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، وفات خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میں ہوئی، ان کی اولاد باقی نہ تھی۔
ان کے بھائی:

۵۴

ابوخزیمہ بن اوس

ابن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم، ان کی والدہ عمرہ بنت مسعود ابن قیس بن عمرو بن زید تھیں، بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی، ان کی اولاد باقی نہ بچی اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم کی تمام اولاد بھی وفات پا گئی، ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

رافع بن حارث

ابن سواد بن زید بن ثعلبہ بن غنم، محمد بن عمر نے سواد کو اسی طرح کہا، عبداللہ ابن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ اسود بن زید بن ثعلبہ بن غنم تھے،
رافع کا ایک بیٹا تھا جس کا نام حارث تھا، رافع بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی، اولاد باقی نہ رہی۔

معاذ بن حارث

ابن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم، اُن کی والدہ عفراء بنت

عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں وہ عفراء کی طرف منسوب تھے۔

معاذ بن حارث کی اولاد میں عبید اللہ تھے، ان کی والدہ حبیبہ بنت قیس بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر تھیں، ظفر کا نام کعب بن الخزرج بن عمرو تھا اور وہ النبیت بن مالک بن الاوس تھے۔

حارث، عوف، سلمیٰ، یہی سلمہ ام عبد اللہ تھیں، اور رملہ ان سب کی والدہ ام حارث بنت سبرہ بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

ابراہیم و عائشہ، ان دونوں کی والدہ ام عبد اللہ بنت نمیر بن عمرو بن علی جہینہ میں سے تھیں۔

سارہ، ان کی والدہ ام ثابت تھیں جو رملہ بنت الحارث بن ثعلبہ ابن الحارث بن زید بن ثعلبہ بن غنم ابن مالک بن النجار تھیں۔

محمد بن عمر نے کہا کہ روایت کی جاتی ہے کہ معاذ بن الحارث اور رافع ابن مالک الزرقی وہ پہلے انصار ہیں جو مکے میں اسلام لائے، ان آٹھ آدمیوں میں ان کا شمار ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکے میں اسلام لائے۔ اور ان چھ آدمیوں میں یہ شامل ہیں جن کے متعلق روایت ہے کہ وہ سب سے پہلے انصار ہیں جو مکے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدمبوس ہوئے اور اسلام لائے، ان سے پہلے کوئی اسلام نہ لایا تھا، محمد بن عمر نے کہا کہ چھ آدمیوں کا واقعہ تمام اقوال میں ہمارے نزدیک زیادہ ثابت ہے۔

۵۵

معاذ بن الحارث بالاتفاق سب کی روایت میں دونوں عقبہ میں حاضر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن الحارث بن عفراء اور معمر بن الحارث کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، وفات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بعد علیؓ ابن ابی طالب اور معاویہؓ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں ہوئی آج ان کی نسل باقی و اولاد ہے۔

ان کے بھائی:

مُعَوِّذ بن حارث

ابن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم' ان کی والدہ عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

معوذ کی اولاد میں ربیع بنت معوذ اور عمیرہ بنت معوذ تھیں' ان دونوں کی والدہ ام یزید بنت قیس بن زعوراء بن حرام بن جندب بن عامر ابن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

صرف محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے کہ وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے' بدر میں شریک تھے' یہ وہی تھے کہ خود اور ان کے بھائی عوف بن الحارث نے ابوجہل کو مارا یہاں تک کہ ان دونوں نے اس کو ٹھیرا دیا' ابوجہل لعنہ اللہ نے اسی روز ان دونوں کی طرف پلٹ کر دونوں کو قتل کر دیا' ابوجہل بھی چت گر پڑا' عبداللہ بن مسعود رحمتہ اللہ نے اُسے مار ڈالا' معوذ بن الحارث کی بھی کوئی اولاد نہ بچی۔

ان دونوں کے بھائی۔

عوف بن حارث

ابن رفاعہ بن حارث بن سعد بن مالک بن غنم ان کی والدہ عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

انھیں ان چھ آدمیوں میں شمار کیا جاتا ہے جو انصار میں سے سب سے پہلے مکے میں اسلام لائے' بروایت محمد بن عمر وہ دونوں عقبہ میں حاضر

خدمت نبوی ہوئے، بروایت محمد بن اسحاق وہ عقبۂ آخرہ میں ستر انصار کے ساتھ قدمبوس ہوئے۔

ابو معشر و محمد بن عمر و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کے مطابق وہ اور ان کے دونوں بھائی معوذ و معاذ بدر میں شریک ہوئے، محمد بن اسحاق ان میں ایک اضافہ کرتے تھے، وہ انھیں چار بھائی بتاتے تھے جو بدر میں حاضر ہوئے۔ وہ ان میں رفاعہ بن حارث بن رفاعہ کو بھی ملاتے تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں۔

عوف بن حارث بھی جنگ بدر میں شہید ہوئے، ابو جہل بن ہشام نے، بعد اس کے کہ اُسے اور ان کے بھائی معوذ فرزندان حارث نے تلوار مار کے ٹھیرادیا، قتل کر دیا، عوف کی باقی ماندہ اولاد ہے۔ ۵۶

محمد بن سیرین سے قتل ابو جہل کے بارے میں مروی ہے کہ فرزندانِ عفراء نے اسے قتل کیا، اور ابن مسعود نے پورے طور پر مار ڈالا،

نعمان بن عمرو

ابن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم، ان کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بنی مازن بن النجار میں سے تھیں، وہ نعیمان تصغیر نعمان تھے،

نعمان کی اولاد میں محمد و عامر و سبرہ و لبابہ و کبشہ و مریم و ام حبیب و امۃ اللہ تھیں کہ سب متفرق ام ولد سے تھیں، حکیمہ اور ان کی والدہ بنی سہم میں سے تھیں، صرف محمد بن اسحاق نے روایت کی کہ نعیمان عقبۂ آخرہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے، بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ شراب خواری کے بارے میں نعیمان

یا فرزند نعیمان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، آپ نے انھیں تازیانے مارے، پھر لایا گیا، آپ نے انھیں پھر تازیانے مارے، پھر لایا گیا، آپ نے انھیں پھر تازیانے مارے چار مرتبہ یا پانچ مرتبہ، ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ اس پر لعنت کر کس قدر زیادہ شراب پیتا ہے اور کس قدر زیادہ اسے تازیانے مارے جاتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت نہ کرو وہ اللہ کو اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔

ایوب بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نعیمان کے لیے سوائے خیر کے کچھ نہ کہو کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتے ہیں، محمد بن عمر نے کہا کہ نعیمان بن عمرو زندہ رہے یہاں تک کہ معاویہ بن ابی سفیان کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی، کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

عامر بن مُخلَّاَ

ابن حارث بن سواد بن مالک بن غنم ان کی والدہ عمارہ بنت خنساء ابن عسیرہ بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار تھیں، بدر و احد میں حاضر ہوئے، ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں جنگ احد میں شہید ہوئے ان کی پس ماندہ اولاد نہیں ہے۔

عبداللہ بن قیس

ابن خلدہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم، ان کی اولاد میں عبدالرحمن و عمیرہ تھیں جن کی والدہ سعاد بنت قیس بن مخلد بن حارث بن سواد بن مالک

ابن غنم تھیں، ام عون بنت عبد اللہ ان کی والدہ کو ہم نہیں جانتے۔
عبد اللہ بن قیس بدر و احد میں شریک تھے، عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ وہ جنگ احد میں شہید ہوئے، محمد بن عمر نے کہا کہ وہ جنگ احد میں شہید نہیں ہوئے، وہ زندہ رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تمام مشاہد میں رہے، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی، ان کی پس ماندہ اولاد نہیں ہے۔

عمرو بن قیس

ابن زید بن سواد ابن مالک بن غنم، بروایت ابی معشر و محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں حاضر تھے، موسیٰ بن عقبہ و محمد ابن اسحاق نے جو ان کے نزدیک شرکائے بدر تھے ان میں ان کا ذکر نہیں کیا، سب نے کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے، انھیں نوفل بن معاویہ الدیلی نے قتل کیا، یہ واقعہ ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوا، ان کی پس ماندہ اولاد ہے۔
ان کے فرزند:

قیس بن عمرو

ابن قیس بن زید بن سواد بن مالک بن غنم، ان کی والدہ ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بنی عدی بن النجار میں سے تھیں، بروایت ابی معشر و محمد بن عمرو عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری

قیس بدر میں شریک تھے، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ یہ سب نے کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے، ان کی پس ماندہ اولاد نہیں ہے، ان کے بھائی عبداللہ بن عمرو ابن قیس کی باقی ماندہ اولاد ہے۔

عبداللہ کی کنیت ابو ابی تھی، ان کی باقی اولاد بیت المقدس ملک شام میں ہے۔

ثابت بن عمرو

۸۸ ابن زید بن عدی بن سواد بن مالک بن غنم بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد ابن عمرو ابو معشر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں وہ حاضر تھے، محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک شرکائے بدر تھے، یہ سب نے کہا کہ وہ احد میں تھے اور اسی روز شہید ہوئے، ان کی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

حلفائے بنی غنم بن مالک بن النجار

عدی بن ابی الزغباء

ابو الزغباء کا نام سنان بن سبیع بن ثعلبہ بن ربیعہ بن زہرہ بن بدیل ابن سعد بن عدی بن نصر بن کاہل بن نصر بن مالک بن غطفان بن قیس تھا،

یہ جہینہ میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبس بن عمرو الجہنی کے ساتھ ان کو مخبر بنا کے بھیجا کہ قافلے کی خبر دریافت کریں، یہ دونوں وارد بدر ہوئے، انھیں معلوم ہوا کہ قافلہ گذر گیا اور ان سے بچ گیا، تو واپس آ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔

عدی بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات ہوئی، ان کی اولاد باقی نہیں ہے۔

ودیعہ بن عمرو

ابن جراد بن یربوع بن طحیل بن عمرو بن غنم بن الربعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ، محمد بن اسحاق و محمد بن عمر نے بھی اسی طرح کہا، ابو معشر نے کہا کہ وہ رفاعہ بن عمرو بن جراد تھے جو بدر و احد میں شریک ہوئے۔

عصیمہ

اشجع کے حلیف تھے، محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمرو عبداللہ ابن محمد بن عمارۃ الانصاری نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا، موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر نہیں کیا، احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔

ابو الحمراء

حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے۔

۵۹ ربیع بنت معوذ بن عفراء سے مروی ہے کہ ابو الحمراء مولائے حارث بن رفاعہ بدریین تھے۔

داؤد بن الحصین سے بھی اسی قسم کی روایت مروی ہے، محمد بن عمر نے کہا کہ ابو الحمراء احد میں بھی شریک تھے،

کل تیئیس آدمی:

بنی عمرو بن مالک بن النجار اور بنی معاویہ بن عمرو فرزندانِ حُدیلہ

حُدیلہ ان کی والدہ تھیں

اُبیؓ بن کعب

ابن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار کنیت ابو المنذر اور والدہ صُہیلہ بنت الاسود بن حرام بن عمرو بن مالک

ابن النجار میں سے تھیں۔

ابی بن کعب کی اولاد میں طفیل و محمد تھے ان کی والدہ ام الطفیل بنت الطفیل بن عمرو بن المنذر بن سُبیع بن عبد نُہم قبیلۂ دوس میں سے تھیں۔

ام عمرو بنت ابی، ہیں معلوم نہیں کہ ان کی والدہ کون تھیں۔

باتفاق رواۃ ابی بن کعب عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے، اُبی اسلام کے قبل زمانۂ جاہلیت میں بھی کتابت جانتے تھے حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی، وہ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ آپ اُبی کو قرآن سنائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے سب سے بڑے قاری اُبیؓ ہیں،

سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب و طلحہ بن عبید اللہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، لیکن محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔ اُبیؓ بدر واحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے۔

عیسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ اُبی بن کعب متوسط قامت نہ پست قد نہ دراز قد تھے۔

٦٠　ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابی بن کعب کے سر اور ڈاڑھی کا رنگ سفید تھا، ان میں بڑھاپے کا تغیر نہ تھا۔

ابی نضرہ سے مروی ہے کہ ہم میں سے کسی نے جس کا نام جابر یا جویبر تھا کہا کہ میں نے عمر سے ان کی خلافت میں حاجت طلب کی ان کے پہلو میں ایک شخص تھا جس کا سر اور کپڑے سفید تھے، اس نے کہا کہ دنیا میں ہماری کفایت اور آخرت تک کا ہمارا توشہ ہے اور اسی میں ہمارے وہ اعمال ہیں جن کی ہمیں آخرت میں جزا دی جائے گی، عرض کی یا امیر المومنین

یہ کون ہے، فرمایا کہ یہ سید المسلمین (مسلمانوں کے سردار) ابی بن کعب ہیں۔

عتی بن ضمرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابی بن کعب کو دیکھا ہے اُن کی ڈاڑھی اور سر کا رنگ سفید تھا۔

عتی السعدی سے مروی ہے کہ میں مدینے آیا تو ایک سفید سر اور ڈاڑھی والے شخص کے پاس بیٹھ گیا جو اُبی بن کعب تھے۔

عمران بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ابی بن کعب نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو کیا عذر ہے جو مجھے عامل نہیں بناتے، فرمایا میں تمھارے دین کا آلودہ ہونا پسند نہیں کرتا۔

انس بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ میری امت کے سب سے بڑے قاری ابی بن کعب ہیں۔

انس بن مالک سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو بلا کے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھیں قرآن سناؤں، انھوں نے عرض کی، کیا اللہ نے آپ سے میرا نام لیا ہے، فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے تمھارا نام لیا ہے، ابی فرط مسرت سے رونے لگے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ پھر آپ نے انھیں سورۂ لم یکن سنائی۔

ابی بن کعب سے مروی ہے کہ وہ قرآن آٹھ راتوں میں ختم کرتے تھے تمیم الداری اُسے سات راتوں میں ختم کرتے تھے

ابی بن کعب سے مروی ہے کہ ہم قرآن کو آٹھ دن میں پڑھتے ہیں۔

ابی بن کعب سے مروی ہے کہ میں تو قرآن آٹھ شب میں پڑھتا ہوں۔

61

زر بن جبیش سے مروی ہے کہ ابی بن کعب میں کج خلقی تھی، میں نے اُن سے کہا کہ اے ابوالمنذر اپنی جانب سے میرے لیے نرمی کیجئے کیونکہ میں تو صرف آپ سے فائدہ حاصل کرتا ہوں۔

مسروق سے مروی ہے کہ میں نے ابی بن کعب سے ایک مسئلہ پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اے برادر زادے کیا ایسا ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں،

فرمایا، تو اس وقت تک ہم سے الگ رہو، جب تک ایسا ہو جب ہو گا تو ہم تمہارے لیے اپنی رائے سے اجتہاد کریں گے۔

عتی بن ضمرہ سے مروی ہے کہ میں نے ابی بن کعب سے کہا کہ اے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ لوگوں کو کیا ہوا کہ ہم تو دور سے آپ کے پاس بامید حدیث آتے ہیں کہ آپ ہمیں تعلیم دیں گے، مگر آپ ہمارے معاملے کو ذلیل سمجھتے ہیں گویا ہم لوگ آپ کے نزدیک ذلیل ہیں، فرمایا، واللہ اگر میں اس جمعے تک زندہ رہا تو اس دن میں ایک ایسی بات کہوں گا کہ میں پروانہ کروں گا کہ تم لوگ اس پر مجھے زندہ رہنے دو یا قتل کردو۔

جب روز جمعہ ہوا تو میں مدینہ منورہ آیا، اہل مدینہ کو دیکھا کہ بعض گلیوں میں ایک دوسرے کے پاس دوڑتے پھر رہے ہیں، میں نے کہا کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے، کسی نے پوچھا، کیا تم اس شہر کے باشندے نہیں ہو، میں نے کہا نہیں، اس شخص نے کہا کہ آج سید المسلمین ابی بن کعب کا انتقال ہو گیا، میں نے کہا کہ واللہ آج کے مثل میں نے اس شخص سے زیادہ چھپانے میں کسی کو نہیں دیکھا۔

عتی السعدی سے مروی ہے کہ میں گردو باد کے دن مدینے آیا تو بعض لوگ بعض کے پاس دوڑ رہے تھے، پوچھا یہ کیا ہوا کہ میں دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ بعض کے پاس دوڑتے ہیں، لوگوں نے کہا کہ کیا تم اس شہر کے باشندے نہیں ہو، میں نے کہا نہیں، لوگوں نے کہا کہ آج سید المسلمین ابی بن کعب کی وفات ہو گئی۔

جندب بن عبداللہ البجلی سے مروی ہے کہ میں طلب علم میں مدینے آیا، مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوا، وہاں لوگوں کے حلقے تھے جو باتیں کر رہے تھے، میں بھی حلقوں میں جانے لگا، ایک حلقے میں آیا جس میں ایک دبلا پتلا آدمی تھا، بدن پر دو چادریں تھیں، گویا سفر سے آیا ہے،

میں نے اسے کہتے سنا کہ رب کعبہ کی قسم اصحاب العقدہ (صاحب جائداد و املاک) ہلاک ہو گئے، مجھے اُن پر افسوس نہیں، میرے خیال میں اس نے کئی مرتبہ یہی کہا، میں اس کے پاس بیٹھ گیا، اس سے جو کچھ دریافت کیا گیا بیان کیا۔ پھر کھڑا ہوا اور چلا گیا، اس کے جانے کے بعد میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے، لوگوں نے کہا یہ سید المسلمین ابی بن کعب ہیں،

میں ان کے پیچھے پیچھے چلا یہاں تک کہ وہ اپنے مکان پر آئے، نہایت خستہ حالت میں ایک پرانے مکان میں رہتے تھے، مرد زاہد اور دنیا سے کنارہ کش ان کے مشابہ تھے، میں نے سلام کیا تو انھوں نے سلام کا جواب دیا، مجھ سے دریافت کیا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو؟ میں نے کہا کہ اہل عراق میں سے، انھوں نے کہا کہ اہل عراق بہت سوال کرنے والے لوگ ہیں۔

۶۲

جب انھوں نے یہ کہا تو میں غضب ناک ہو گیا، اور دو زانو بیٹھ کے اپنے ہاتھ اس طرح اٹھائے (انھوں نے منہ کے آگے ہاتھ اٹھا کے بتایا) پھر میں قبلہ رُخ ہو گیا اور کہا کہ اے اللہ ہم تیرے آگے ان کی شکایت کرتے ہیں، ہم لوگ اپنا خرچ کرتے ہیں، اپنے بدن کو تھکاتے ہیں اور طالب علم کے لیے اپنی سواریوں کو سفر کراتے ہیں۔ پھر جب ان لوگوں سے ملتے ہیں تو یہ ہم سے ترش روئی کرتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں۔

ابی روئے اور مجھے راضی کرنے لگے، کہنے لگے کہ تم پر افسوس ہے، میں اس جگہ نہیں گیا، میں اس جگہ نہیں گیا (جہاں تم پہنچ گئے! یعنی میرا یہ مطلب نہ تھا جو تم سمجھ گئے) پھر فرمایا کہ اے اللہ میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے جمعے تک زندہ رکھا تو میں ضرور ضرور وہ بیان کر دوں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا بھی خوف نہ کروں گا۔

جب انھوں نے یہ کہا تو میں ان کے پاس سے واپس آیا اور جمعہ کا انتظار کرنے لگا، پنجشنبہ ہوا تو اپنی کسی ضرورت سے نکلا، اتفاق سے

رستے لوگوں سے بھرے ہوئے تھے، کوئی راستہ ایسا نہ ملتا تھا کہ لوگ بھرے ہوئے نہ ہوں، میں نے کہا کہ لوگوں کی یہ کیا حالت ہے، لوگوں نے کہا کہ ہم تمھیں مسافر سمجھتے ہیں، میں نے کہا، بیشک، لوگوں نے کہا کہ سید المسلمین ابی بن کعب کی وفات ہوگئی۔

جندب نے کہا کہ پھر میں عراق میں ابوموسیٰ سے ملا، ان سے ابی کی حدیث بیان کی، انھوں نے کہا ہائے افسوس، کاش وہ اتنا زندہ رہتے کہ تم ہمیں ان کا کلام پہنچاتے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ احادیث وفات ابی کے بارے میں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کی وفات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی جیسا کہ میں نے ان کے اعزا کو اور اپنے ایک سے زائد اصحاب کو کہتے سنا کہ سنہ ۲۲ھ میں مدینے میں ہوئی۔

میں نے ان لوگوں سے بھی سنا ہے جو کہتے تھے کہ ان کی وفات سنہ ۳۰ھ میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی، ہمارے نزدیک تمام اقوال میں یہی سب سے زیادہ ثابت ہے، اس لیے کہ عثمان بن عفان نے انھیں قرآن جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمان بن عفان نے قرآن جمع کرنے میں قریش اور انصار کے بارہ آدمیوں کو جمع کیا جن میں ابی بن کعب اور زید بن ثابت بھی تھے۔

انس بن معاذ

ابن انس بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک ابن النجار، ان کی والدہ ام اناس بنت خالد بن خنیس بن لوذان بن عبدود بنی ساعدہ کے انصار میں سے تھیں، وہ بدر و احد و خندق اور

تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، وفات عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی، ان کی کوئی اولاد باقی نہ رہی، یہ محمد بن عمر کا قول ہے۔

۶۳ عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ انس بن معاذ بدر و احد میں شریک تھے، ان کے ہمراہ احد میں ان کے حقیقی بھائی ابو محمد بھی حاضر تھے جن کا نام ابی بن معاذ تھا، دونوں کے دونوں غزوۂ بیر معونہ میں بھی تھے اور اسی روز دونوں شہید ہوئے۔

بنی مغالہ کہ بنی عمرو بن مالک بن النجار میں سے تھے

اوس بن ثابت

ابن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن النجار، حسان بن ثابت شاعر کے بھائی اور شداد بن اوس کے والد تھے، اوس بن ثابت کی والدہ سخطی بنت حارثہ بن لوذان بن عبدود بنی ساعدہ میں سے تھیں، ثابت بن المنذر اپنے والد کے بعد سخطی کے دوسرے شوہر تھے، اسلام سے پہلے عرب ایسا کرتے تھے اور اس میں کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے، باتفاق رواۃ اوس ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر خدمت نبوی ہوئے۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس بن ثابت اور عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، محمد بن اسحاق نے بھی اسی طرح کہا، محمد بن عمر نے کہا کہ

اوس بن ثابت بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم
کے ہمرکاب رہے وفات مدینے میں عثمان بن عفان کی خلافت میں ہوئی،
بیت المقدس میں ان کی باقی اولاد ہے عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری
نے کہا کہ اوس ابن ثابت جنگ احد میں شہید ہوئے، محمد بن عمر کو یہ نہیں معلوم ہوا
ان کے بھائی:

ابو شیخ

نام اُبَی بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن
عمرو بن مالک بن النجار تھا، والدہ سخطی بنت حارثہ بن لوذان بن عبدود
بنی ساعدہ میں سے تھیں، وہ اور اوس، قیس بن عمرو النجاری کی خالہ کے اور
سماک بن ثابت کی خالہ کے بیٹے تھے، سماک بن ثابت بنی حارث بن الخزرج
میں سے تھے، ابو شیخ بدر و احد میں شریک تھے، جنگ بیر معونہ میں شہید
ہوئے جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے ماہ صفر میں ہوئی تھی، ان کی اولاد باقی
نہ رہی۔

ابو طلحہ

نام زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو
ابن مالک بن النجار تھا، ان کی والدہ عبادہ بنت مالک بن عدی بن زید مناۃ
ابن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔
ابو طلحہ کی اولاد میں عبداللہ و ابو عمیر تھے، ان دونوں کی والدہ
ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی

بنی النجار تھیں۔

ابوطلحہ سے مروی ہے کہ نام زید تھا، انھیں نے یہ شعر کہا ہے:

انا ابوطلحۃ واسمی زید　وکل یوم فی سلاحی صید

(میں ابوطلحہ ہوں اور میرا نام زید ہے　ہر روز میرا ہتیار شکار کرتا ہے)

محمد بن عمر نے کہا کہ تمام راوی اس بات پر متفق ہیں کہ ابوطلحہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر خدمت نبوی ہوئے، بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ اور ارقم بن الارقم المخزومی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

ابی طلحہ سے مروی ہے کہ میں احد میں اپنا سر اٹھا کے دیکھنے لگا تو قوم میں سے کسی کو نہ دیکھا جو نیند کی وجہ سے اپنی ڈھال کے نیچے نہ ہو گیا ہو۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوطلحہ نے کہا کہ یوم احد میں میں بھی اُن لوگوں میں تھا جن پر نیند نازل کی گئی، یہاں تک کہ میری تلوار میرے ہاتھ سے کئی مرتبہ گری۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لشکر میں ابوطلحہ کی آواز ہزار آدمی سے بہتر ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بلند آواز تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب میں سے تھے جو تیر انداز بیان کیے گئے ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم حنین میں فرمایا کہ جو شخص کسی کو قتل کرے تو اس کا اسباب اسی قاتل کے لئے ہے، ابوطلحہ نے اس روز بیس آدمیوں کو قتل کیا اور سب کا سامان لے لیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں جب سر منڈوایا تو آپ نے اپنی داہنی جانب سے شروع کیا، انھوں نے کہا اس طرح، اور آپ نے ان بالوں کو لوگوں میں تقسیم فرما دیا، ہر شخص کو ایک یا دو بال

یا اس سے کم یا زیادہ پہنچے، اپنی بائیں جانب بھی اسی طرح فرمایا، پھر فرمایا کہ ابوطلحہ کہاں ہیں، وہ سب بال آپ نے انھیں دیدیے، محمد نے کہا کہ میں نے عبیدہ سے بیان کیا کہ اس میں سے کچھ آل انس کے پاس موجود ہے، عبیدہ نے کہا کہ اس میں سے ایک بال کا میرے پاس ہونا روئے زمین کے تمام سونے چاندی سے زیادہ پسند ہے۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو آپ نے سر منڈایا، سب سے پہلے جس نے کھڑے ہو کے آپ کے بال لیے وہ ابوطلحہ تھے، پھر اور لوگ کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی لیے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے پاس آئے، آپ نے ان کے بیٹے کو جن کی کنیت ابوعمیر تھی غمگین دیکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب انھیں دیکھتے تو مزاح فرماتے، فرمایا مجھے کیا ہوا اے ابوعمیر کہ تمھیں غمگین دیکھتا ہوں، لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ ان کی وہ چڑیا مر گئی جس سے یہ کھیلا کرتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے "اباعمیر ما فعل النغیر" (اے ابوعمیر چڑیا کیا ہوئی)۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوطلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں روزہ کثرت سے رکھا کرتے تھے، انھوں نے آپ کے بعد سوائے سفر یا بیماری کے کبھی روزہ ترک نہیں کیا، یہاں تک کہ اللہ سے مل گئے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابوطلحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چالیس سال تک برابر روزہ رکھتے رہے، سوائے عید فطر و اضحی یا بیماری کے روزے ترک نہیں کرتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ یوم احد میں، ابوطلحہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تیر اندازی کر رہے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے آڑ میں تھے، وہ تیر انداز تھے جب اپنا سر اٹھا کر دیکھتے تھے کہ ان کا تیر کہاں گرا تو ابوطلحہ بھی اپنا سر اٹھاتے تھے اور کہتے تھے اسی طرح (دیکھتے رہیے) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یا رسول اللہ

آپ کو کوئی تیر نہیں لگے گا، میرا سینہ آپ کے سینے کے آگے ہے، ابو طلحہ اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیش کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول اللہ میں طاقتور ہوں، اپنی ضروریات میں مجھے بھیجا کیجئے، اور آپ جو چاہیں مجھے حکم دیا کیجئے۔

انس سے مروی ہے کہ ابو طلحہ نے لقوہ کی وجہ سے اپنے بھی داغ لیا اور انس کو بھی داغ دیا۔

۶۶ ابو طلحہ سے مروی ہے کہ جنگ خیبر میں میں (اونٹ پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نشین تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو طلحہ متوسط قامت کے اور گندم گوں رنگ کے تھے، ان میں بڑھاپے کا تغیر نہ تھا، وفات ۳۴ھ میں مدینے میں ہوئی، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی، وہ اس روز ستر برس کے تھے، اہل بصرہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے دریائی سفر کیا، اسی میں ان کی وفات ہوگئی، لوگوں نے انھیں کسی جزیرے میں دفن کر دیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ابو طلحہ نے یہ آیت پڑھی "انفروا خفافا وثقالا" تم لوگ (جہاد میں) جاؤ تھوڑے سامان کے ساتھ یا بہت سامان کے ساتھ، تو انھوں نے کہا کہ میری رائے میں ہمارا رب ہمارے بوڑھوں اور جوانوں کا (راہ خدا میں) سفر چاہتا ہے، اے لڑکو مجھے سامان دیدو، مجھے سامان دیدو، ان کے لڑکوں نے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکرؓ وعمرؓ رضی اللہ عنہما کے ساتھ جہاد کیا ہے، اب ہم لوگ آپ کی طرف سے جہاد کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ مجھے سامان دیدو، وہ دریا میں سوار ہوئے، پھر ان کی وفات ہوگئی، لوگوں کو سات دن سے پہلے (دفن کے لئے) کوئی جزیرہ نہ ملا، (سات دن کے بعد جب جزیرہ ملا) تو لوگوں نے انھیں دفن کیا، ان میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا، (جسم بالکل صحیح و سالم تھا)۔

محمد بن عمر و عبد اللہ بن محمد ابن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ مدینے اور

بقر میں ابوطلحہ کی بقیہ اولاد تھی، عبداللہ بن محمد بن عمارہ نے کہا کہ آل ابی طلحہ اور آل نُبیط بن جابر اور آل عُقبہ بن کُدیم سوائے بنی مغالہ و بنی عدیلہ کے باہم وارث ہوتے تھے۔
کل تین اصحاب:

بنی مبذول میں سے کہ عامر بن مالک بن النجار تھے

ثعلبہ بن عمرو

ابن محصن بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول، وہ عامر بن مالک بن النجار تھے، ان کی والدہ کبشہ بنت ثابت المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ ابن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار حسان بن ثابت شاعر کی بہن تھیں۔
ثعلبہ کی اولاد میں ام ثابت تھیں، ان کی والدہ کبشہ بنت مالک ابن قیس بن محرث بن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار تھیں،
ثعلبہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔
محمد بن عمر نے کہا کہ ان کی وفات مدینے میں عثمان بن عفان کی خلافت میں ہوئی، ان کی کوئی بقیہ اولاد نہ تھی۔
عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ ثعلبہ نے عثمانؓ کو نہیں پایا، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ جسر ابی عبیدہ میں شہید ہو گئے۔

حارث بن الصمہ

ابن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول، کنیت ابو سعد تھی، ان کی والدہ تماضر بنت عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ قیس عیلان میں سے تھیں۔

حارث بن الصمہ کی اولاد میں سعد تھے جو جنگ صفین میں علی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے مقتول ہوئے، ان کی والدہ ام الحکم خولہ بنت عقبہ بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم، اوس میں سے تھیں۔

ابوالجہیم بن الحارث، جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے اور آپ سے روایت کی ہے، ان کی والدہ عُتیلہ بنت کعب بن قیس بن عبید ابن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن الصمہ اور صُہیب بن سنان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبداللہ بن مکنف سے مروی ہے کہ حارث بن الصمہ بدر کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب روانہ ہوئے، الروحاء پہنچے تو تھک گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بدلے سے واپس کردیا، غنیمت وثواب میں ان کا حصہ لگایا، وہ انھیں کے مثل ہوگئے جو اس میں حاضر تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حارث احد میں شریک تھے، اس روز جب کہ لوگ بھاگ گئے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ثابت قدم رہے انھوں نے آپ سے موت پر بیعت کی، عثمان بن عبداللہ بن المغیرۃ المخزومی کو

قتل کیا اور اس کا اسباب لیا، جو زرہ اور خود اور عمدہ تلوار تھی، اس روز ہم نے سوائے ان کے کسی کو نہیں سنا کہ اس نے اسباب چھین لیا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا۔ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے اسے (عثمان بن عبد اللہ کو) ہلاک کیا، یوم احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ میرے چچا کیا ہوے، حمزہ کیا ہوئے، حارث بن الصمہ ان کی تلاش میں نکلے، دیر کی تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے حارث رجز پڑھتے تھے اور یہ شعر کہتے تھے:

یا رب ان الحارث بن الصمہ — کان رفیقا وبنا ذا ذمہ

اے پروردگار حارث بن الصمہ — رفیق تھا اور ہمارا ذمہ دار تھا

قد ضل فی مہامۃ مہمہ — یلتمس الجنۃ فیما ثمہ

جو خطرناک مقام میں مارا مارا پھرتا ہے — جہاں وہ جنت تلاش کرتا ہے

یہاں تک کہ علی بن ابی طالب حارث کے پاس پہنچے تو انھوں نے ان کو بھی پایا اور حمزہ کو مقتول پایا، دونوں نے واپس آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، حارث جنگ بیر معونہ میں بھی شریک تھے، جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوئی، وہ اسی روز شہید ہوئے، آج حارث بن الصمہ کی بقیہ اولاد مدینے اور بغداد میں ہے۔

سہل بن عتیک

ابن النعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول۔

ان کی والدہ جمیلہ بنت علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مبذول تھیں، سہل کے ایک بھائی تھے جن کا نام حارث بن عتیک تھا، ان کی

کنیت ابواخزم تھی، وہ بدر میں حاضر نہ تھے، ان کی والدہ بھی جمیلہ بنت علقمہ تھیں جو سہل کی والدہ تھیں، تنہا ابومعشر سہل بن عبید کہتے تھے، حالانکہ یہ ان کی یا ان کے راوی کی خطا ہے۔

سہل بن عتیک بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابومعشر و محمد بن عمر ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے، سہل بن عتیک بدر و احد میں شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، ان کے بھائی ابواخزم جنگ جسر ابی عبیدہ میں شہید ہوئے، انھوں نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔

تین آدمی۔

بنی عدی بن النجار

حارثہ بن سراقہ

ابن الحارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار ان کی والدہ ام حارثہ تھیں، نام ربیع بنت النضر بن ضمضم بن زید بن حرام ابن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس بن مالک بن النضر کی پھوپی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارثہ بن سراقہ اور السائب بن عثمان ابن مظعون کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب بدر میں شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے، حبان بن العرقہ نے تیر مارا جو ان کے حلق میں لگا اور انھیں قتل کیا، حارثہ کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ (بدر میں) حارثہ بن سراقہ دیکھنے کے لیے نکلے، ان کے پاس ایک تیر آیا جس نے انھیں قتل کر دیا، ان کی والدہ نے کہا یا رسول اللہ آپ کو حارثہ سے میرا تعلق معلوم ہے، اگر وہ جنت میں ہوں تو میں صبر کروں ورنہ آپ کی جو رائے ہو وہ کروں، فرمایا، اے والدۂ حارثہ ایک جنت نہیں ہے بلکہ بہت سی جنتیں ہیں، اور حارثہ اس کے افضل یا اعلیٰ فردوس میں ہیں۔

عمرو بن ثعلبہ

۶۹ ابن وہب بن عدی بن مالک بن عدی ابن عامر بن غنم بن عدی بن النجار کنیت ابو حکیم تھی، والدہ ام حکیم بنت النعمٰن بن ضمضم بن زید بن احرام بن جندب بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار، انس بن مالک اور عمرو بن ثعلبہ کی ہمجولی تھیں، عمرو بن ثعلبہ حارثہ بن سراقہ کی خالہ کے بیٹے تھے، عمرو کی اولاد میں حکیم تھے جن سے ان کی کنیت تھی، دوسرے عبدالرحمٰن تھے، دونوں لاولد مر گئے، دونوں کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

مُحرِز بن عامر

ابن مالک بن عدی ابن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔
ان کی والدہ سعدیٰ بنت خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط ابن کعب بن مالک بن حارثہ بن غنم بن السلم اوس میں سے تھیں اور سعد بن خیثمہ کی بہن تھیں۔

محرز کی اولاد میں اسماء اور کلثم تھے، ان کی والدہ ام سہل بنت ابی خارجہ

عمرو بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں، محرز بدر میں شریک تھے، ان کی وفات اس صبح کو ہوئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد روانہ ہوئے، انھیں شرکائے احد میں شمار کیا جاتا ہے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سلیط بن قیس

ابن عمرو بن عبید بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

ان کی والدہ زغیبہ بنت زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار، ابی امامہ اسعد بن زرارہ کی بہن تھیں۔

سلیط کی اولاد میں ثبیتہ تھیں، ان کی والدہ سخیلہ بنت الصمہ بن عمرو ابن عتیک بن عمرو بن مبذول حارث بن الصمہ کی بہن تھیں،

سلیط بن قیس اور ابو صرمہ جب اسلام لائے تو دونوں بنی عدی بن النجار کے بت توڑ رہے تھے۔ سلیط بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، جنگ جسر ابی عبیدہ میں سنہ ۱۴ھ میں شہید ہوئے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابو سلیط

ان کا نام اُسیرۃ بن عمرو تھا، عمرو کی کنیت ابو خارجہ بن قیس بن مالک ابن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھی۔ ان کی والدہ آمنہ بنت اوس ابن عُجرہ تھیں بلی میں سے تھیں جو بنی عوف بن الخزرج کے حلیف تھے۔

ابو سلیط کی اولاد میں عبد اللہ اور فضالہ تھے، ان دونوں کی والدہ

عمرہ بنت حیہ بن ضمرہ بن الخیار بن عمرو بن مبذول تھیں۔
ابو سلیط بدر و احد میں شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عامر بن امیہ
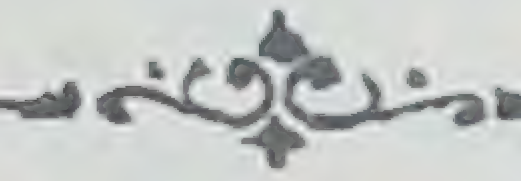
ابن زید بن الحسحاس بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار،
عامر کی اولاد میں ہشام بن عامر تھے جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
صحبت پائی تھی اور بصرے میں مقیم ہو گئے تھے، ان کی والدہ بہراد میں سے تھیں،
عامر بدر و احد میں شریک تھے، جنگ احد میں شہید ہوئے، ان کی
بقیہ اولاد نہ تھی۔

ثابت بن خنساء
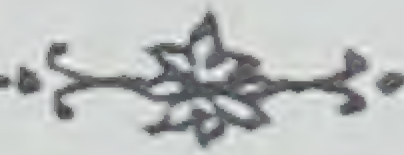
ابن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار، ان کی
بقیہ اولاد نہ تھی بروایت محمد بن عمر الاسلمی بدر میں شریک تھے، کتاب نسب الانصا
میں جو ہم نے عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری سے لکھی ہے عمرو بن مالک
ابن عدی کے یہاں کوئی ولادت نہیں پائی۔

قیس بن السکن
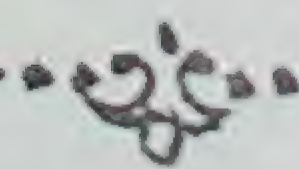
ابن قیس بن زعورا بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار،
ان کی کنیت ابو زید تھی، لوگ بیان کرتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن جمع کیا تھا۔
قیس بن السکن کی اولاد میں زید اور اسحاق اور خولہ تھے، ان کی والدہ ام خولہ بنت سفیان بن قیس بن زعوراء بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار تھیں۔
قیس بن السکن بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، جنگ جسر ابی عبیدہ میں شہید ہوئے۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابو الاعور

نام کعب بن الحارث بن ظالم بن عبس بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھا، ان کی والدہ ام نیار بنت ایاس بن عامر بن ثعلبہ بلی میں سے تھیں، جو قبیلۂ اوس کے بنی حارثہ بن الحارث کے حلفاء تھے۔
ابو الاعور بدر و احد میں شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔ ۱۷
عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ ابو الاعور کا نام حارث ابن ظالم بن عبس تھا، کعب کی جو کتابوں میں مذکور ہیں ابو الاعور کے چچا تھے، جو نسب انہیں جانتا تھا اس نے ان کا وہی نام رکھ دیا حالانکہ یہ خطا ہے۔

حرام بن ملحان

ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار تھا، ان کی والدہ ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید مناۃ ابن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں، بدر و احد و بیر معونہ میں شریک تھے،

بیر معونہ میں، جو ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا شہید ہوئے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ ایسے آدمیوں کو بھیجئے جو ہمیں قرآن وحدیث کی تعلیم دیں، آپ نے انصار کے ستر آدمی بھیجے جو قاری کہلاتے تھے، ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے، یہ لوگ قرآن پڑھتے رات کو باہم درس دیتے اور سیکھتے دن کو پانی لاکر مسجد میں رکھتے، لکڑیاں جنگل سے چنتے اور بیچ کر اہل صُفّہ وفقراء کے لیے غلہ خریدتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں لوگوں کو ان کے پاس بھیجا، ان لوگوں نے انھیں روکا اور منزل پہنچنے سے پہلے ہی سب کو قتل کر دیا، ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ ہمارے نبی کو ہماری طرف سے پہنچا دے کہ ہم تجھ سے مل گئے، ہم تجھ سے راضی ہوگئے اور تو ہم سے راضی ہوگیا۔

انس کے ماموں حرام کے پاس ایک شخص پیچھے سے آیا اور نیزہ مارا جو ان کے پار ہوگیا، حرام نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھائیوں سے فرمایا کہ تمھارے بھائی قتل کر دیے گئے، انھوں نے یہ کہا کہ اے اللہ ہماری طرف سے ہمارے نبی کو پہنچا دے کہ ہم لوگ تجھ سے ملے، ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سُلیم کے بھائی حرام کو ستر آدمیوں کے ساتھ بنی عامر کی طرف بھیجا، جب وہ لوگ آئے تو میرے ماموں نے ان سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھے اس دو تو میں تمھارے آگے آؤں تاکہ تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پہنچاؤں، ورنہ تم لوگ مجھ سے قریب رہو، وہ آگے بڑھے، ان لوگوں نے انھیں امن دیدیا، جس وقت وہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کر رہے تھے تو انھوں نے کسی کو اشارہ کیا جس نے ان کے نیزہ مار کے پار کر دیا، انھوں نے

کہا اللہ اکبر، رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا، وہ لوگ ان کے بقیہ ساتھیوں پر پلٹ پڑے اور قتل کر دیا، سوائے ایک لنگڑے آدمی کے جو پہاڑ پر چڑھ گیا تھا۔

انس سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور خبر دی کہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے ملے، وہ ان سے راضی ہوا اور اس نے انہیں راضی کر دیا۔

انس نے کہا کہ ہم لوگ (قرآن میں) پڑھتے تھے "بلغو قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا وارضانا" (ہماری قوم کو پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے مل گئے، وہ ہم سے راضی ہوا اور اس نے ہمیں راضی کر دیا) اس کے بعد یہ (آیت) منسوخ ہو گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس صبحوں کو رعل و ذکوان و بنی لحیان اور عصیہ کے لیے جنہوں نے اللہ کی اور رحمٰن کی نافرمانی کی تھی بد دعا کی۔ ۷۳

عاصم بن بہدلہ سے مروی ہے کہ ابن مسعود نے فرمایا کہ جس کو اس قوم کے پاس آنا پسند ہو جنہوں نے مشاہدہ (جمال رب) کیا تو وہ ان لوگوں کے پاس آئے۔

ان کے بھائی:

سُلَیم بن مِلحان

ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار تھا، ان کی والدہ ملیکہ بنت مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار تھیں، یہ دونوں زوجۂ ابو طلحہ والدۂ انس بن مالک ام سلیم بنت ملحان کے بھائی تھے، ام حرام زوجۂ عبادہ بن الصامت کے بھی بھائی تھے۔

سلیم بدر و احد اور یوم بیر معونہ میں شریک تھے، وہ اسی روز شہید ہوئے

انصار کے ساتھ شہید ہوئے، یہ واقعہ ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں ہوا، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، خالد بن زید بن حرام کی اولاد بھی تمام ہو چکی تھی، ان میں سے کوئی نہ رہا

حلفائے بنی عدی بن النجار

سواد بن غَزِیّہ

ابن وہب بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ، بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، یہ وہی شخص ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لاٹھی بھونکی، پھر انھیں دے دی اور فرمایا کہ انتقام لے لو، ایلیاء (بیت المقدس) میں ان کی بقیہ اولاد ہے۔

حسن سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواد بن عمرو کو چادر اوڑھے ہوئے دیکھا (اسماعیل راوی نے اسی طرح کہا، یعنی بجائے سواد ابن غزیہ سواد بن عمرو کہا) تو فرمایا "حظ حظ ورس ورس"! پھر آپ نے لکڑی یا مسواک ان کے شکم میں بھونکی، وہ کھسک گئی اور ان کے شکم میں نشان پڑ گیا، عرض کی یا رسول اللہ قصاص لوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قصاص لے لو، آپ نے اپنا شکم مبارک ان کے لیے کھول دیا، انصار نے کہا کہ اے سواد، رسول اللہؐ سے انتقام لو گے؟) انھوں نے کہا کہ کسی کی جلد کو میری جلد پر فضیلت نہیں ہے، آپ نے ان کے لیے اپنا شکم کھول دیا، انھوں نے اسے بوسہ دیا اور کہا کہ میں اسے چھوڑتا ہوں تاکہ آپ اس کے بدلے قیامت میں میری شفاعت کریں، حسن نے کہا کہ اس وقت انھیں ایمان نے پا لیا۔

جملہ بارہ آدمی:

۷۳

بنی مازن بن النجار

قیس بن ابی صعصعہ

نام عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمر بن غنم بن مازن تھا، ان کی والدہ شیبہ بنت عاصم بن عمر بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار تھیں۔

قیس کی اولاد میں الفاکہ اور ام الحارث تھیں، ان کی والدہ امامہ بنت معاذ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن غنم بن کعب بن سلمہ ابن الخزرج تھیں، آج قیس کی بقیہ اولاد نہیں ہے۔

قیس کے تین بھائی تھے جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی، وہ لوگ بدر میں شریک نہ تھے ان میں سے حارث بن ابی صعصعہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، ابو کلاب وجابر فرزندان ابی صعصعہ غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے، ان سب کی والدہ ام قیس تھیں جو شیبہ بنت عاصم ابن عمرو بن عوف بن مبذول تھیں۔

بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابی معشر و محمد بن عمر قیس بن ابی صعصعہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے، قیس بدر و احد میں بھی شریک تھے۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں قیس بن ابی صعصعہ کو ساقۂ لشکر یعنی فوج پیادہ پر عامل بنایا تھا۔

عبداللہ بن کعب

ابن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن، کنیت ابوالحارث تھی، ان کی والدہ رباب بنت عبداللہ بن حبیب بن زید بن ثعلبہ بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج تھیں۔

عبداللہ بن کعب کی اولاد میں حارث تھے، ان کی والدہ زغیبہ بنت اوس بن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول تھیں، حارث بن عبداللہ کے بیٹے عبداللہ یوم الحرہ میں مقتول ہوئے۔

عبداللہ بن کعب بدر میں شریک تھے، یوم بدر میں مغانم پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل تھے، احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے، وفات عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں ہوئی بقیہ اولاد مدینے و بغداد میں تھی۔

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے بعض انصار سے سنا کہ عبداللہ بن کعب کی کنیت ابویحییٰ تھی اور وہ ابولیلی المازنی کے بھائی تھے۔

ابوداؤد

۴۷

نام عمیر بن عامر بن مالک بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن تھا، ان کی والدہ نائلہ بنت ابی عاصم بن غزیہ بن عطیہ بن خنساء ابن مبذول بن عمرو تھیں۔

ابوداؤد کی اولاد میں داؤد اور سعد اور حمزہ تھے، ان کی والدہ نائلہ بنت سراقہ بن کعب بن عبدالعزیٰ بن غزیہ بن عمرو بن عبد بن عوف

ابن غنم بن مالک بن النجار تھیں، جعفر تھے، ان کی والدہ کلب میں سے تھیں، ابوداؤد کی بقیہ اولاد تھی مگر زمانۂ قریب میں ختم ہوگئی، ان میں سے کوئی نہ رہا۔

ابوداؤد بدر و اُحد میں شریک تھے۔

سراقہ بن عمرو

ابن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن، ان کی والدہ عُتیلہ بنت قیس بن زعوراء بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی ابن النجار تھیں۔

بدر و اُحد و خندق و حُدیبیہ و خیبر و عمرۂ قضاء و غزوۂ موتہ میں شریک تھے، دیگر انصار کے ساتھ غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے، یہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

قیس بن مُخلّد

ابن ثعلبہ بن صخر بن حبیب بن حارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار، ان کی والدہ غیطلہ بنت مالک بن صِرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم ابن عدی بن النجار تھیں۔

قیس بن مخلد کی اولاد میں ثعلبہ تھے، ان کی والدہ زغیبہ بنت اوس ابن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار تھیں۔

قیس بن مخلد بدر و اُحد میں شریک تھے، احد میں شہید ہوئے

جو ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں ہوا تھا، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، حبیب ابن حارث بن ثعلبہ بن مازن کی اولاد بھی ہلاک ہوگئی، ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

حلفائے بنی مازن بن النجار

عُصَیمہ

بنی اسد بن خُزیمہ بن مدرکہ کے حلیف تھے، بدر میں شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی،
کل چھ آدمی:

بنی دینار بن النجار

نعمان بن عبد عمرو

ابن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار، ان کی والدہ سُمَیراء بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار تھیں۔ بدر و اُحد میں شریک تھے، احد ہی میں شہید ہوئے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی:

ضحّاک بن عبد عمرو

ابن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار، ان کی والدہ بھی سمیرا بنت قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل تھیں۔

بدر و احد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

نعمان اور ضحاک کے ایک حقیقی بھائی تھے جن کا نام قُطْبہ بن عبد عمرو بن مسعود تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی اور بیر معونہ میں شہید ہوئے۔

جابر بن خالد

ابن مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار، اولاد میں عبد الرحمٰن ابن جابر تھے، ان کی والدہ عُمَیرہ بنت سُلَیم بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب ابن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار تھیں۔

جابر بن خالد بدر و احد میں شریک تھے، وفات اس حالت میں ہوئی کہ بقیہ اولاد نہ تھی۔

کعب بن زید

ابن قیس بن مالک بن کعب بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار،

ان کی والدہ لیلیٰ بنت عبداللہ بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم بنی الحبلی
میں سے تھیں۔

کعب کی اولاد میں عبداللہ اور جمیلہ تھیں، ان کی والدہ ام رباع
بنت عبدعمرو بن مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار تھیں، یہ نعمان
وضحاک وقطبہ فرزندان عبدعمرو کی بہن تھیں۔

کعب بن زید بدر واحد وبیر معونہ میں شریک تھے، اس روز وہ
زخمی اٹھا کر لائے گئے، خندق میں شریک ہوئے اور اسی روز شہید ہو گئے،
ضرار بن الخطاب الفہری نے قتل کیا، یہ واقعہ ذوالقعدہ ۵ھ میں ہوا کعب
ابن زید کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سُلیم بن حارث

ابن ثعلبہ بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار، نعمان وضحاک
وقطبہ فرزندان عبدعمرو بن مسعود کے ان کی والدہ سمیرا بنت قیس بن
مالک بن کعب بن عبدالاشہل کے ذریعے سے اخیافی بھائی تھے۔

سُلیم بن حارث کی اولاد میں حکم وعمیرہ تھیں، ان کی والدہ سہیمہ
بنت ہلال بن اوارم بنی سلیم بن منصور میں سے تھیں۔

سلیم بن حارث بدر واحد میں شریک تھے، احد میں ہجرت کے
بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے ان کی بقیہ اولاد تھی۔

سعید بن سہیل

ابن مالک بن کعب بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار، موسی بن

عقبہ و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا' نسب الانصار میں بھی وہ سعید بن سہیل ہیں' لیکن محمد بن اسحاق و ابو معشر نے کہا کہ وہ سعد بن سہیل تھے۔
بدر و احد میں شریک تھے' وفات کے وقت ان کی کوئی اولاد نہ تھی' ان کی ایک بیٹی ہزیلہ تھیں جو مر چکی تھیں۔

حلفائے بنی دینار بن النجار

بُجیر بن ابی بُجَیر

بلی کے حلیف تھے اور کہا جاتا ہے کہ جہینہ کے حلیف تھے' بنی دینار ابن النجار کہتے تھے کہ وہ ہمارے مولیٰ تھے۔
بجیر بدر و احد میں شریک تھے' ان کی بقیہ اولاد نہ تھی' ان سب لوگوں کی اولاد ہلاک ہو چکی تھی سوائے سلیم بن حارث کی اولاد کے۔
جملہ سات آدمی:

بنی حارث بن الخزرج اور بنی کعب بن حارث بن الخزرج

سعد بن الربیع

ابن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر

ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج، ان کی والدہ ہزیلہ بنت عنبہ بن عمرو بن خدیج ابن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج تھیں۔

سعد کی اولاد میں ام سعد تھیں جن کا نام جمیلہ تھا، وہ خارجہ بن زید بن ثابت بن ضحاک کی والدہ تھیں، جمیلہ کی والدہ عمرہ بنت حزم بن زید بن لوذان ابن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن النجار، عمارہ و حزم فرزندان حزم کی بہن تھیں۔

تمام راوی متفق ہیں کہ سعد بن الربیع عقبہ میں موجود تھے، وہ بارہ نقباء میں سے ایک تھے، سعد جاہلیت میں بھی لکھتے تھے حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن الربیع اور عبد الرحمٰن بن عوف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب عبد الرحمٰن بن عوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینے میں آئے تو آپ نے ان کے اور سعد ابن الربیع کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، سعد انھیں اپنے گھر لے گئے، کھانا منگایا اور دونوں نے کھایا، انھوں نے ان سے کہا کہ میری دو بیویاں ہیں، تم اللہ کی راہ میں میرے بھائی ہو، تمھارے کوئی عورت نہیں ہے، میں ایک کو چھوڑ دیتا ہوں، تم اس سے نکاح کر لو، انھوں نے کہا واللہ نہیں، سعد نے کہا میرے باغ چلو کہ اس کا آدھا حصہ میں تمھیں دے دوں، انھوں نے کہا کہ نہیں، اللہ تمھارے مال اور اہل و عیال میں برکت کرے، مجھے بازار کا راستہ بتا دو، وہ بازار گئے، گھی اور پنیر خریدا اور فروخت کیا، مدینے کے کسی راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قدمبوس ہوئے، بدن پر زردی کا دھبا تھا، فرمایا ٹھیرو، عرض کی، یا رسول اللہ میں نے انصار کی لڑکی سے گٹھلی بھر سونے پر نکاح کیا ہے، فرمایا ولیمہ کرو خواہ ایک ہی بکری پر ہو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد بن الربیع بدر و اُحد میں شریک تھے، غزوۂ

احد میں شہید ہوئے، بقیہ اولاد نہ تھی، عمرو بن ابی زہیر بن مالک کی اولاد بھی ہلاک ہو چکی تھی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے یوم احد میں سعد بن الربیع کو اس طرح دیکھا کہ ان کے بارہ نیزے لگے تھے۔

۷۸　یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب یوم احد ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سعد بن الربیع کی خبر کون لائے گا ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ، میں، وہ گیا اور مقتولین میں گھومنے لگا، سعد بن الربیع نے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہے، اس نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ تمھاری خبر لاؤں، انھوں نے کہا کہ خدمت نبوی میں جاؤ، میرا سلام کہو اور خبر دو کہ مجھے بارہ نیزے مارے گئے ہیں جو قتل کی حد تک پار ہو گئے ہیں، قوم کو آگاہ کر دو کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں قتل کر دیے گئے کہ ان میں سے ایک بھی زندہ رہا تو ان کے لیے اللہ کے نزدیک کوئی عذر نہ ہوگا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ سعد بن الربیع کی انھیں زخموں سے وفات ہو گئی، اسی روز خارجہ بن زید بن ابی زہیر بھی شہید ہوئے، دونوں ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے، معاویہؓ نے نہر کظامہ جاری کی تو ان کے منادی نے مدینے میں ندا دی کہ احد میں جس کا کوئی شہید ہو تو وہ حاضر ہو، لوگ اپنے شہدا کے پاس گئے، انھوں نے ان کو اس طرح تروتازہ پایا کہ کوئی تغیر نہ ہوا تھا، سعد بن الربیع اور خارجہ بن زید کی قبر کنارے تھی وہ چھوڑ دی گئی اور اس پر مٹی ڈال دی گئی۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ سعد بن الربیع کی بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کو جو سعد سے تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں اور عرض کی، یا رسول اللہ، یہ دونوں سعد کی بیٹیاں ہیں، ان کے باپ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے، چچا نے مال لے لیا اور ان دونوں کے لیے کچھ نہ چھوڑا، واللہ ان کے لیے مال نہ ہوگا تو ان کی شادیاں نہ ہوں گی، فرمایا،

اس معاملے میں اللہ فیصلہ کرے گا، اللہ نے آیت میراث نازل فرمائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کو بلایا اور فرمایا کہ سعد کی بیٹیوں کو دو ثلث دو ان کی والدہ کو آٹھواں حصہ دو اور جو بچے وہ تمہارا ہے۔

خارجہ بن زید

ابن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ ابن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج، کنیت ابو زید تھی، اور والدہ السیدہ بنت عامر بن عبید بن غیان بن عامر بن خطمہ اوس میں سے تھیں،

خارجہ کی اولاد میں زید بن خارجہ تھے، یہ وہی ہیں جن سے عثمانؓ بن عفان کے زمانے میں ان کی موت کے بعد کلام سنا گیا، حبیبہ بنت خارجہ جن سے ابو بکر صدیقؓ نے نکاح کیا، ان سے ان کے یہاں ام کلثوم پیدا ہوئیں، ان دونوں کی والدہ ہزیلہ بنت عنبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم بن الحارث بن الخزرج تھیں، اور وہ دونوں سعد بن الربیع کے اخیافی بھائی تھے۔

خارجہ بن زید کی بقیہ اولاد تھی جو سب مر گئی، زید بن ابی زہیر ابن مالک کی بھی سب اولاد مر گئی، ان میں سے کوئی باقی نہ رہا، خارجہ بن زید ابن ابی زہیر بالاتفاق سب کی روایت میں عقبہ میں آئے تھے۔

۷۹ سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجہ بن زید بن ابی زہیر اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا، خارجہ بن زید بدر واحد میں شریک تھے، غزوۂ احد میں شہید ہوئے، وہ نیزوں کی گرفت میں آ گئے

دس سے زائد زخم لگے، ان کے پاس سے مروان بن امیہ گذرا، اس نے انھیں پہچانا، اور حملہ کر کے قتل کر دیا، پھر انھیں مثلہ کیا، اور کہا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے بدر میں میرے باپ علی پر برانگیختہ کیا، یعنی امیہ بن خلف پر، اب میں اس قابل ہوا کہ اپنا دل ٹھنڈا کروں، جب کہ اصحاب محمدؐ کے منتخب لوگوں کو قتل کر لیا، میں نے ابن قوقل کو قتل کیا، میں نے ابن ابی زہیر یعنی خارجہ بن زید کو قتل کیا، اور میں نے اوس بن ارقم کو قتل کیا۔

عبداللہ بن رواحہ

ابن ثعلبہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک الاغر ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج، ان کی والدہ کبشہ بنت واقد بن عمرو بن الالطنابہ بن عامر بن زید مناۃ بن مالک الاغر تھیں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ کی کنیت ابو محمد تھی، محمد بن عمرؒ نے کہا کہ میں نے کسی کو کہتے سنا کہ ان کی کنیت ابو رواحہ تھی، ممکن ہے کہ ان کی دونوں کنیتیں ہوں، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، وہ نعمان بن بشیر بن سعد کے ماموں تھے۔

عبداللہ بن رواحہ جاہلیت کے زمانے میں لکھتے تھے، حالانکہ (اس زمانے میں) عرب میں کتابت بہت کم تھی۔

بالاتفاق سب کی روایت میں عبداللہ عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے، انصار کے بارہ نقباء میں سے ایک (نقیب) تھے، بدر و احد وخندق و حدیبیہ و خیبر و عمرۂ قضا میں شریک تھے، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے اہل عالیہ کو اس فتح کی خوشخبری دینے کے لیے آگے بھیج دیا تھا جو آپ کو اللہ نے عطا فرمائی تھی، عالیہ بنی عمرو بن عوف و خطمہ و وائل دکی آبادی) ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (احد کے بعد) موعودہ غزوۂ بدر کے لئے روانہ ہوئے تو مدینے میں انھیں اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خیبر میں تیس سواروں کے ہمراہ بطور سریہ اُسیر بن رازم یہودی کی طرف بھیجا، جس کو انھوں نے قتل کردیا، پھر انھیں خارص (کھجوروں کا اندازہ کرنے والا) بنا کے خیبر بھیجا، جہاں غزوۂ موتہ میں شہید ہونے تک برابر ان لوگوں کی پیداوار کا اندازہ کرتے رہے۔

الشعبی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو اہل خیبر کے پاس بھیجا تھا، انھوں نے ان لوگوں کی کھجوروں کا اندازہ کیا۔ ۸۰

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں اونٹ پر داخل ہوئے، آپ عصا سے حجر اسود کو بوسہ دے رہے تھے، ہمراہ عبداللہ بن رواحہ بھی تھے جو آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑے ہوئے تھے اور یہ (اشعار) کہہ رہے تھے

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ ۔ نحن ضربناکم علی تاویلہ ۔ ضربا یزیل الھام عن مقیلہ

اے اولاد کفار آپ کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ ہم نے آپ کے رجوع کرنے پر تمھیں ایسی مار ماری جو سروں کو مقام استراحت سے ہٹا دے۔

ہمارے اشیاخ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ناقہ عضباء پر اس طرح طواف کیا کہ آپ کے پاس ایک عصا تھا، جب آپ حجر اسود پر گذرتے تھے اس سے (مس کرکے) حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے، عبداللہ بن رواحہ رجز پڑھتے تھے کہ

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ ۔ خلوا فان الخیر مع رسولہ ۔ قد انزل الرحمٰن فی تنزیلہ

ضربا یزیل الھام عن مقیلہ　　ویذھل الخلیل عن خلیلہ

اے اولاد کفار آپ کا راستہ خالی کردو۔ کیونکہ خیر اس کے رسول کے ساتھ ہے۔ اللہ نے قرآن میں نازل کردیا ہے ایسی مار جو سروں کو مقام استراحت سے ہٹا دے۔ اور دوست سے دوست کو بھلا دے۔

قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ سے فرمایا کہ اترو اور ہمارے اونٹوں کو حرکت دو

(یعنی رجز پڑھو)، عرض کی، یارسول اللہ میں نے یہ کلام (یعنی رجز کہنا) ترک کر دیا ہے، عمرؓ نے کہا سنو اور اطاعت کرو، اور یہ کہتے ہوئے (اپنے اونٹ سے اترے):

یارب لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

اے پروردگار اگر تو نہ ہوتا تو ہم لوگ راستہ نہ پاتے ۔ نہ تو خیرات کرتے نہ نماز پڑھتے

فانزلن سکینۃً علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

ان الکفار قد بغوا علینا

ہم پر سکینہ (سکون و اطمینان) نازل فرما ۔ اور جب ہم (دشمن کا) مقابلہ کریں تو ہمارے قدم ثابت رکھ
کیونکہ کفار نے ہم پر بغاوت کی ہے

وکیع نے کہا کہ دوسرے راوی نے اتنا اور اضافہ کیا ع

وان ارادوا فتنۃً ابینا۔ (جب انھوں نے فتنے کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا)

راوی نے کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ان پر رحمت کر، اس پر عمرؓ نے کہا کہ (رحمت) واجب ہو گئی۔

محمد بن عبید کی حدیث میں یہ ہے ع اللھم لولا انت ما اھتدینا (اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے)۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ نے صرف عمرۂ قضا میں ۷ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیت اللہ کا طواف کیا تھا، اور عبداللہ بن رواحہ شاعر تھے۔

مدرک بن عمارہ نے عبداللہ بن رواحہ سے روایت کی کہ میں مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس وقت گذرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، اصحابؓ میں سے کچھ لوگ کنارے پر تھے، جب انھوں نے مجھے دیکھا تو پکارا کہ اے عبداللہ بن رواحہ، اے عبداللہ بن رواحہ، مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا ہے، میں آپ کی

۸۱

طرف گیا تو آپ نے فرمایا، یہاں بیٹھو، میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا، فرمایا کہ جب تم شعر کہنا چاہتے ہو تو کیوں کر کہتے ہو، گویا آپ اس سے تعجب فرمارہے تھے، عرض کی: غور کرلوں تو کہوں (یعنی کوئی کلام موزوں کرلوں تو سناؤں)، فرمایا مشرکین ہی کو اختیار کرنا، حالانکہ میں نے کچھ طیار نہ کیا تھا، پھر بھی غور کیا اور یہ شعر سنائے ؎

خبرونی اثمان العباء متی　　کنتم بطاریق او دانت لکم مضر

(یعنی اے اثمان عباء (عباء کی قیمتو) مجھے اس وقت کی خبر دو جب تم لوگ بطریق (پادری) تھے یا قبیلۂ مضر کے لوگ تمھارے نزدیک رہتے تھے)۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے میرے کلام کو ناپسند فرمایا، اس لیے کہ میں نے آپ کی قوم کو اثمان عباء کردیا تھا، پھر عرض کی: ؎

۱ یا هاشم الخیر ان اللہ فضلکم　　علی البریۃ فضلا ما لہ غیر

اے ہاشم خیر، اللہ نے تم کو مخلوق پر وہ فضیلت دی ہے جو تمھارے اغیار کے لیے نہیں ہے

۲ انی تفرست فیک الخیر اعرفہ　　فراسۃ خالفتہم فی الذی نظروا

میں نے آپ کے اندر اپنی فراست سے خیر دریافت کرلی۔ جیسے میں نے ایسی فراست سے معلوم کیا جو نظر کرنے والوں کے مخالف ہے۔

۳ ولو سألت او استنصرت بعضہم　　فی جل امرک ما آووا ولا نصروا

اور اگر آپ طلب کریں ان میں سے کسی سے مدد چاہیں۔ کسی اپنے امر عظیم میں تو نہ وہ ٹھکانا دیں یا مدد کریں

۴ فثبت اللہ ما آتاک من حسن　　تثبیت موسی ونصرا کالذی نصروا

اللہ نے جو نیکیاں آپ کو دیں انھیں اس طرح قائم رکھے جس طرح موسیٰ کی اور ان کی مدد کہ جن کی مدد کی گئی (قائم رکھی)

آپ مسکراتے ہوئے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمھیں بھی اللہ ثابت قدم رکھے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "الشعراء یتبعہم الغاوون" (گمراہ لوگ شعراء کی پیروی کرتے ہیں) تو عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ اللہ کو معلوم ہے کہ میں انھیں (شعراء) میں سے ہوں، پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی "الا الذین آمنوا وعملوا الصلحت" ختم آیت تک، (مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیئے)۔

عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کی عیادت فرمائی، مگر وہ اپنے بستر سے نہ ہٹے، فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میری امت کے شہداء کون ہیں، لوگوں نے عرض کی کہ مسلم کا قتل شہادت ہے، فرمایا تب تو میری امت کے شہدا کم ہیں، قتل مسلم شہادت ہے، مرض شکم شہادت ہے، غرق شہادت ہے، جس عورت کو اس کا بچہ حمل میں قتل کردے تو یہ بھی شہادت ہے۔

نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ ہائے پہاڑ، ہائے یہ، ہائے وہ، اور ان کی خوبیاں شمار کرنے لگیں، جب افاقہ ہوا تو ابن رواحہ نے کہا کہ تم نے جو کچھ کہا (اس سے) سوائے اس کے کہ مجھے کہا جائے کہ تم ایسے ہو (اور کیا فائدہ)۔

حسن سے مروی ہے کہ ابن رواحہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی عورتوں میں سے کسی نے کہا کہ ہائے پہاڑ، ہائے عزت، ان سے کہا گیا کہ تم اس کے پہاڑ ہو، تم اس کی عزت ہو، جب افاقہ ہوا تو انھوں نے کہا کہ تم نے جو کچھ کہا اس کی مجھ سے بازپرس کی جائے گی۔

۸۲

ابوعمران الجونی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ پر غشی طاری ہوئی تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور

فرمایا، اے اللہ، اگر ان کی موت آگئی ہے تو ان پر آسان کر دے، اور اگر ان کی موت نہ آئی ہو تو انھیں شفا دے، جب کچھ آرام محسوس ہوا تو عرض کی، یارسول اللہ، میری والدہ کہتی تھیں، ہائے پہاڑ، ہائے پشت، اور فرشتہ لوہے کا گرز اٹھا کر کہتا تھا کہ تم ایسے ہو، اگر میں کہدیتا کہ ہاں تو وہ اس سے مجھے پارہ پارہ کر دیتا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ نے کسی جنگ کے موقع پر یہ شعر کہے:

یانفس الا اراک تکرھین الجنہ ۔ احلف باللہ لتنزلنہ ۔ طائعۃ او لتکرھنہ

(اے نفس کیا میں تجھے نہیں دیکھتا کہ تو جنت کو ناپسند کرتا ہے۔ بخدا تو اس میں نازل ہوگا۔ خوشی سے یا اسے ناپسند کر کے)

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ جب موتہ میں جعفر بن ابی طالب شہید ہو گئے تو ان کے بعد جھنڈا عبداللہ ابن رواحہ نے لے لیا، وہ بھی شہید ہو گئے، اور آگے بڑھ کے جنت میں داخل ہو گئے، انصار پر یہ شاق گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ان کے زخم لگا تو بزدلی کی، بعد کو اپنے نفس پر عتاب کیا اور بہادری کی، وہ اسی روز شہید ہو گئے، موتہ کے امرا میں سے تھے، جنت میں داخل ہو گئے، اور اپنی قوم کے آگے ہو گئے، غزوۂ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا تھا۔

خلاد بن سوید

ابن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس بن مالک الاغر بن ثعلبہ ابن کعب۔

ان کی والدہ عمرہ بنت سعد بن قیس بن عمرو بن امرئ القیس بنی حارث ابن الخزرج میں سے تھیں۔

خلاد سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے، ان کی اولاد میں السائب بن خلاد تھے، جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی، اور عمر بن الخطاب رضؓ نے یمن پر عامل بنایا تھا، دوسرے حکم بن خلاد تھے ان دونوں کی والدہ لیلیٰ بنت عبادہ بن ولیم، سعد بن عبادہؓ کی بہن تھیں، ان دونوں کی اولاد ختم ہوچکی تھی، حارثہ بن امرئ القیس بن مالک الاعز کی اولاد بھی ختم ہوچکی تھی، ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

۸۳ خلاد بدر و احد و خندق اور یوم بنی قریظہ میں شریک تھے، اسی روز شہید ہوئے، بنی قریظہ کی ایک عورت بنانہ نے ان پر چکی گرادی، جس نے ان کا سر پھاڑ دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لیے دو شہیدوں کا ثواب ہے، ان کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو قتل کردیا بنانہ حکم القرظی کی بیوی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵ھ میں ذوالقعدہ کے اواخر سے ذی الحجہ کے اوائل تک پندرہ دن بنی قریظہ کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اُترے۔

عبد الخبیر بن اسماعیل بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ یوم قریظہ میں انصار کے ایک شخص شہید ہوئے جن کا نام خلاد تھا، ان کی ماں کو لایا گیا اور کہا گیا کہ اے والدۂ خلاد، خلاد قتل کردیے گئے، وہ نقاب ڈالے ہوئے آئیں تو ان سے کہا گیا کہ خلاد تو قتل کردیے گئے اور تم نقاب ڈالے ہوئے ہو، انھوں نے کہا کہ اگر مجھ سے خلاد کم کردیے گئے تو میں اپنی حیا کو کم نہ کروں گی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو، ان کے لیے دو شہیدوں کا اجر ہے، کہا گیا کہ یا رسول اللہ یہ کس لیے، تو آپ نے فرمایا اس لیے کہ اہل کتاب نے انھیں قتل کیا۔

بشیر بن سعد

ابن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک الاعز بن ثعلبہ بن کعب، ان کی والدہ انیسہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک الاعز تھیں،

بشیر کی اولاد میں نعمان تھے، انھیں سے ان کی کنیت (ابو النعمان) تھی، اور اُبَیّہ، ان دونوں کی والدہ عمرہ بنت رواحہ، عبد اللہ بن رواحہ کی بہن تھیں، بشیر کی بقیہ اولاد تھی،

بشیر جاہلیت میں بھی عربی لکھتے تھے، حالانکہ کتابت عرب میں بہت کم تھی، بشیر سب کی روایت میں عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ حاضر ہوئے تھے۔ بدر و اُحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

عبد اللہ بن الحارث بن الفضیل نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان ۷ھ میں بشیر بن سعد کو فدک میں بنی مرہ کی جانب تیس آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ بھیجا، ان سے مرّیین نے مقابلہ کیا اور بہت سخت قتال کیا، بشیر کے ساتھیوں کو مصیبت پہنچائی اور ان میں سے جو بھاگا وہ بھاگا، بشیر نے نہایت سخت قتال کیا، یہاں تک کہ ان کے ٹخنے میں تلوار لگ گئی اور کہا گیا کہ وہ مر گئے، جب شام ہوئی تو وہ بمشکل فدک تک آئے، اور وہاں چند روز تک ایک یہودی کے یہاں رہے، پھر مدینے واپس آ گئے،

بشیر بن محمد بن عبد اللہ بن زید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر بن سعد کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ بطور سریہ فدک و وادی القریٰ کے درمیان یمن و جبار کی جانب بھیجا، وہاں کچھ آدمی غطفان کے تھے

جو عیینہ بن حصین الفزاری کے ساتھ جمع ہو گئے تھے' بشیر ان سے ملے' ان کی جماعت کو منتشر کر دیا' ان پر فتحمند ہوئے' اور قتل کیا' قید کیا اور غنیمت حاصل کی' عیینہ اور اس کے ساتھی ہر طرف بھاگے' یہ سریہ شوال ۷ھ میں ہوا تھا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرۂ قضا کے لیے ذی القعدہ ۷ھ میں روانہ ہوئے تو ہتھیار آگے بھیج دیے اور اُس پر بشیر بن سعد کو عامل بنایا' بشیر عین التمر میں خالد بن ولید کے ساتھ تھے اور اسی روز شہید ہوئے' یہ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں ہوا۔

ان کے بھائی:

سماک بن سعد

ابن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک الاعز' ان کی والدہ انیسہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن امرئ القیس تھیں۔

بدر و احد میں شریک تھے' جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

سُبیع بن قیس

ابن عبسہ بن امیہ بن مالک بن عامرہ بن عدی بن کعب بن الخزرج ابن الحارث بن الخزرج' ان کی والدہ خدیجہ بنت عمرو بن زید بن عبدہ ابن عبید بن عامرہ بن عدی بنی حارث بن الخزرج میں سے تھیں۔

سبیع کی اولاد میں عبداللہ تھے' ان کی والدہ بنی جدارہ میں سے

تھیں، وہ مر گئے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔
سبیع بدر و احد میں شریک تھے، عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کہتے تھے کہ وہ سبیع بن قیس بن عائشہ بن امیہ تھے۔
اُن کے بھائی:

عبادہ بن قیس

ابن عبسہ بن امیہ بن مالک بن عامرہ بن عدی بن کعب یہ دونوں ابوالدرداء کے چچا تھے، عبادہ کی بقیہ اولاد نہ تھی۔
عبادہ بدر و احد و خندق و حدیبیہ و خیبر و جنگ موتہ میں شریک تھے اور اُسی روز جمادی الاولی ۸ھ میں شہید ہوئے۔
عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ سبیع بن قیس کے ایک حقیقی بھائی تھے جن کا نام زید بن قیس تھا، وہ بدر میں شریک نہ تھے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی۔ ۸۵

یزید بن الحارث

ابن قیس بن مالک بن احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج ابن الحارث بن الخزرج، ان کی والدہ فسحم قبیلۂ قضاعہ کے بلقین بن جسر میں سے تھیں، وہ (یزید) انھیں کی طرف منسوب تھے، یزید فسحم اور یزید بن فسحم کہا جاتا تھا، یزید کی اولاد تمام ہو چکی تھی، آج ان کا کوئی نہیں ہے۔
حارثہ بن ثعلبہ بن کعب کی اولاد بھی تمام ہوگئی، ان میں سے بھی کوئی باقی نہ رہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید بن الحارث اور

ذو الیدین عمیر بن عبد عمرو الخزاعی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، یہ دونوں بدر میں شریک تھے اور اسی روز دونوں شہید ہو گئے، جس نے یزید بن الحارث کو شہید کیا وہ نوفل بن معاویہ الدیلی تھا، بدر کا غزوہ ہجرت کے اٹھارہ مہینے کے بعد ۱۷ رمضان کو جمعے کے دن صبح کے وقت ہوا تھا۔

بنی جُشَم وزیدُ فرزندانِ حارث بن الخزرج جنھیں توأم (جوڑواں) کہا جاتا تھا

دیوان میں اُن دونوں کی ولدیت ایک ہی تھی یہ اس مسجد کے لوگ تھے جو السنح میں تھی

خصوصیت کے ساتھ وہی اصحاب السُنح تھے

خبیب بن یساف

ابن عنبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جُشَم بن الحارث بن الخزرج ان کی والدہ سلمٰی بنت مسعود بن شیبان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ تھیں۔

خُبیب کی اولاد میں ابو کثیر تھے، ان کا نام عبد اللہ تھا، ان کی والدہ جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی بن سلول بنی عوف بن الخزرج کے بنی الحبلیٰ میں سے تھیں۔

عبدالرحمن ام ولد سے تھے۔
انیسہ، ان کی والدہ زینب بنت قیس بن شماس بن مالک تھیں،
ان سب کی اولاد تھی، مگر سب ہلاک ہو گئے۔
خُبیب بن عبدالرحمن بن خُبَیب نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوے کا ارادہ فرما رہے تھے کہ میں اور میری قوم کا ایک شخص آپ کے پاس آیا، ہم نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، ہم نے کہا کہ ہم اس سے شرماتے ہیں کہ کسی مشہد میں ہماری قوم حاضر ہو اور ہم ان کے ساتھ نہ ہوں، فرمایا، تم دونوں اسلام لائے ہو؟ عرض کی، نہیں، فرمایا، تو ہم مشرکین سے مشرکین پر مدد نہیں چاہتے، ہم لوگ اسلام لائے اور ہمرکاب ہو گئے، میں نے ایک شخص کو قتل کیا، اس نے مجھے ایک تلوار ماری، اس کے بعد میں نے اس کی بیٹی سے نکاح کیا تو وہ مجھ سے کہا کرتی تھی کہ وہ شخص مجھ سے جدا نہ کیا گیا جس نے تمھیں یہ تلوار پہنائی، میں اس سے کہا کرتا تھا کہ وہ شخص تجھ سے جدا نہ ہو جس نے تیرے باپ کو عجلت کے ساتھ دوزخ کی طرف بھیج دیا۔

۸۶

عائشہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے، جب حَرّۃ الوبرہ پہنچے تو ایک ایسا شخص ملا جس کی بہادری و جرات بہت مشہور تھی، اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو خوش ہوئے، قریب پہنچا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ کی پیروی کروں اور آپ کے ساتھ جان دوں، فرمایا، کیا اللہ اور اس کے رسول پر تیرا ایمان ہے عرض کی نہیں، فرمایا، واپس جا، ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ لیں گے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے، الشجرہ میں تھے کہ وہی شخص پھر ملا، اس نے سابق کی طرح گفتگو کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُسے وہی جواب دیا جو پہلے فرمایا تھا اس نے کہا نہیں، فرمایا واپس جا، ہم ہرگز کسی مشرک سے مدد نہ لیں گے، وہ لوٹ گیا، پھر اس نے آپ کو

البیداء میں پایا اور وہی کہا جو پہلی مرتبہ کہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے وہی جواب دیا جو پہلی مرتبہ دیا تھا کہ آیا اللہ اور اس کے رسول پر تیرا ایمان ہے، اس نے کہا جی ہاں، فرمایا (میرے ساتھ) چلو۔

محمد بن عمر نے کہا کہ وہ خبیب بن یساف تھے، جن کے اسلام میں اتنی دیر ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہو گئے، وہ آپ سے ملے اور راستے میں اسلام لائے، بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے، عثمانؓ بن عفان کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی، وہ خبیب بن عبد الرحمن بن خبیب بن یساف کے دادا تھے، عبید اللہ بن عمر اور شعبہ وغیرہما نے روایت کی ہے خبیب کی تمام اولاد ہلاک ہو گئی، کوئی باقی نہیں رہا۔

سفیان بن بشر

ابن عمرو بن الحارث بن کعب بن زید بن الحارث بن الخزرج، محمد بن عمر اور عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر سے جو روایت ہے اس میں سفیان بن نشر ہے، ممکن ہے کہ ان کے راویوں نے ان سے اس نام کو یاد نہ رکھا ہو، سفیان بدر و احد میں شریک تھے، ان کی اولاد تھی جو سب مر گئے۔

عبد اللہ بن زید

ابن عبد ربہ بن ثعلبہ بن زید بن الحارث بن الخزرج، عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ ان کے آباؤ اجداد میں ثعلبہ نہیں ہے، ہم نے

بلکہ وہ عبداللہ بن زید بن عبد ربہ بن زید بن الحارث تھے، ثعلبہ بن عبد ربہ زید کے بھائی اور عبداللہ کے چچا تھے، لوگوں نے انہیں ان کے نسب میں داخل کر دیا، حالانکہ یہ خطا ہے۔

عبداللہ بن زید کی اولاد میں محمد تھے، ان کی والدہ سعدہ بنت کلیب ابن یساف بن عنبہ بن عمرو، خبیب بن یساف کے بھائی کی بیٹی تھیں، اور ام حمید بنت عبداللہ، ان دونوں کی والدہ اہل یمن میں سے تھیں، عبداللہ ابن زید کی باقی اولاد مدینے میں تھی اور بہت کم تھی۔

محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ ان کے والد کی کنیت ابو محمد تھی، وہ ایسے آدمی تھے جو نہ پست قامت تھے نہ بلند بالا، محمد بن عمر نے کہا کہ عبداللہ بن زید اسلام کے قبل ہی عربی لکھتے تھے حالانکہ اس وقت عرب میں کتابت بہت کم تھی۔

عبداللہ بن زید سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، غزوۂ فتح میں بنی حارث بن الخزرج کا جھنڈا انہیں کے پاس تھا، یہ وہی شخص ہیں جن کو خواب میں اذان کا طریقہ دکھایا گیا۔

عامر الشعبی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان سنی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔

محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ ان کے والد (منیٰ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قربانی کے وقت حاضر تھے، ہمراہ انصار کے ایک اور شخص بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیاں تقسیم کر دیں اور ان کے ساتھی کو کچھ نہیں ملا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر میں اپنا سر منڈایا، اور بال لوگوں کو تقسیم کیے، اپنے ناخن کٹوائے وہ انہیں اور ان کے ساتھی کو دیے، انہوں نے کہا کہ وہ ہمارے پاس ہیں جو مہندی اور نیل میں رنگے ہوئے ہیں (یعنی سرخ ہیں)۔

محمد بن عبداللہ بن زید سے مروی ہے کہ میرے والد عبداللہ بن زید

کی وفات مدینے میں ۳۲ھ میں ہوئی، اس وقت وہ چونسٹھ سال کے تھے،
عثمانؓ بن عفان نے ان کے جنازے کی نماز پڑھی۔
ان کے بھائی:

حُرَیث بن زید
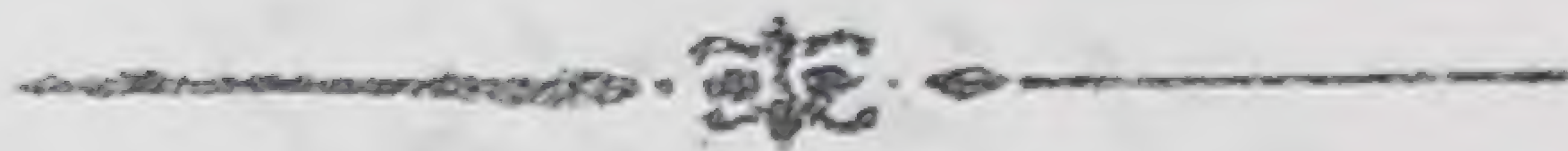
ابن عبدربہ۔
بشیر بن محمد بن عبداللہ بن زید نے اپنے والد سے روایت کی کہ
حریث بن زید بدر میں شریک تھے، محمد بن عمر اور ہمارے تمام اصحاب
اس کے قائل ہیں، ایسا ہی موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابومعشر نے بھی
کہا کہ حریث کے متعلق کسی نے اختلاف نہیں کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے،
احد میں بھی حاضر تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔
کل چار اصحاب:

بنی جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج
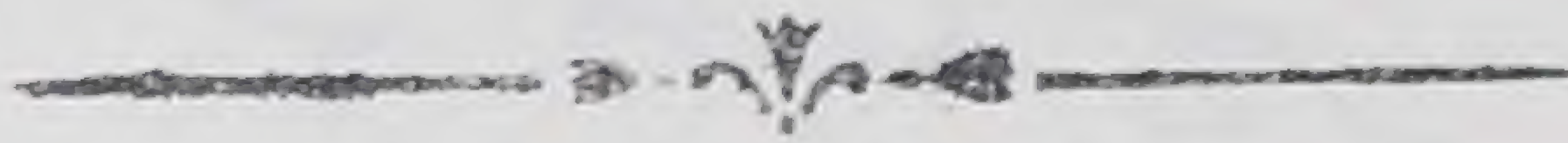
تمیم بن یعار

ابن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج،
ان کی والدہ زُغَیبہ بنت رافع بن معاویہ بن عبید بن الابجر تھیں، ابجر
خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے، زغیبہ سعد بن معاذ اور اسعد

ابن زرارہ کی خالہ تھیں۔

تمیم کی اولاد میں ربعی اور جمیلہ تھیں، ان دونوں کی والدہ بنی عمرو بن وقش شاعر میں کیا سے تھیں،

تمیم بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی اولاد نہ تھی۔

یزید بن المزین
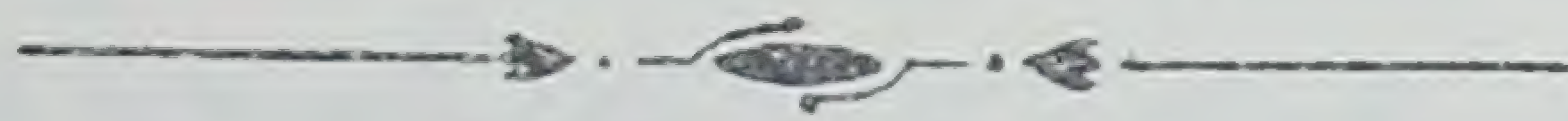
ابن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ، محمد بن عمر نے اسی طرح بیان کیا ہے، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ زید بن المزین تھے، ابو معشر نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر نہیں کیا، ان کی اولاد میں عمرو اور رملہ تھے، دونوں لاولد مر گئے، ان کی بقیہ اولاد نہ رہی، عدی بن امیہ بن جدارہ کی اولاد بھی ختم ہو گئی، ان میں سے بھی کوئی نہ رہا۔

یزید بن المزین بدر و احد میں شریک تھے۔

عبد اللہ بن عمیر

ابن حارثہ بن ثعلبہ بن خلاس بن امیہ بن جدارہ، جن کو موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر نے شرکائے بدر میں بیان کیا ہے، عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا ذکر نہیں کیا، ان کا نسب بھی معلوم نہیں ہوا۔

کل تین اصحاب:

۸۹
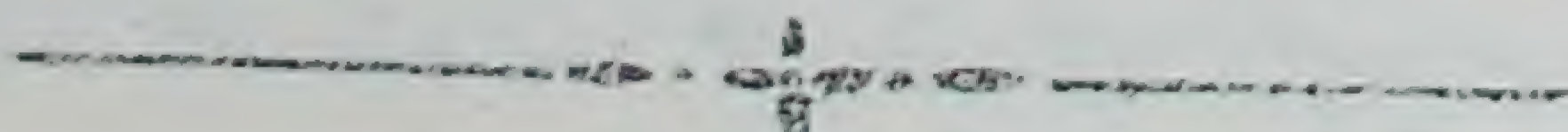
بنی الابجر خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج

عبداللہ بن الربیع

ابن قیس بن عامر بن عباد بن الابجر، ان کا نام خدرہ بن عوف بن الحارث ابن الخزرج تھا، بعض نے کہا کہ خدرہ الابجر کی والدہ ہیں، واللہ اعلم۔

عبداللہ بن الربیع کی والدہ فاطمہ بنت عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار تھیں، عبداللہ کی اولاد میں عبدالرحمن اور سعد تھے، ان دونوں کی والدہ قبیلۂ طے میں سے تھیں، ان کی بقیہ اولاد ختم ہو گئی تھی، کوئی پس ماندہ نہ تھا، عباد بن الابجر کی اولاد بھی ختم ہو گئی تھی، کوئی باقی نہ تھا،

عبداللہ بن الربیع سب کی روایت میں، ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے، بدر و احد میں بھی شریک تھے،

حلفائے بنی الحارث بن الخزرج

عبداللہ بن عبس

ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابومعشر و محمد

بن عمر نے ان کا ذکر شرکائے بدر میں کیا ہے، ان کا نسب ہم سے نہیں بیان کیا گیا، لوگوں نے کہا وہ حلیف تھے۔

عبداللہ بن عُرفُطَہ

ان کے حلیف تھے، محمد بن اسحاق وموسیٰ بن عقبہ وابومعشر ومحمد بن عمر نے ان کا ذکر شرکائے بدر میں کیا ہے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری کہا کرتے تھے کہ یہ دونوں حلیف ایک ہی تھے، ان کا نام عبداللہ بن عمیر تھا جو ان کے حلیف تھے۔ دو آدمی بنی الحارث بن الخزرج کے حاضرین بدر نو آدمی تھے۔

بنی عوف بن الخزرج اور بنی الحُبلیٰ جو سالم بن غنم بن عوف بن الخزرج تھے

ان کا پیٹ بڑا ہونے کی وجہ سے نام الحُبلیٰ (حاملہ) ہوا

عبداللہ بن عبداللہ

۹۰ ابن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم کہ الحبلی تھے، ان کی والدہ خولہ بنت المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار بنی مغالہ میں سے تھیں، عبداللہ بن ابی الخزرج کا سردار تھا جاہلیت کے آخر زمانے میں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت میں مدینے آیا تھا، عبداللہ بن ابی کی قوم نے اس کے لیے جواہرات جمع کیے تھے کہ اسے تاج پہنائیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے اور اسلام ظاہر ہو گیا تو تمام قومیں آپ کی طرف بڑھ گئیں، عبداللہ بن ابی نے حسد و بغاوت اور نفاق کیا، اس کی بزرگی جاتی رہی، وہ ابن سلول تھا،

سلول خزاعہ میں سے ایک عورت تھی جو ابی بن مالک بن الحارث اور عبداللہ بن ابی کی ماں تھی، وہ ابو عامر راہب کی خالہ کا بیٹا تھا،

ابو عامر بھی ان لوگوں میں تھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا تھا، آپ پر ایمان لاتا تھا اور لوگوں سے آپ کے ظاہر ہونے کا وعدہ کرتا تھا، زمانۂ جاہلیت میں عابد بن گیا تھا، اس نے ٹاٹ پہن لیا تھا، اور رہبانیت اختیار کر لی تھی، جب اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر دیا تو اس نے حسد کیا، بغاوت کی اور اپنے کفر پر قایم رہا، مشرکین کے ساتھ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فاسق (بدکار و گناہگار) رکھا۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول سے جس کا نام حباب تھا فرمایا کہ تم عبداللہ ہو کیونکہ حباب شیطان کا نام ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص کا نام حباب تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا کہ حباب شیطان کا نام ہے۔

ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حباب شیطان ہے۔

الشعبی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حباب شیطان ہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم جب کوئی برا نام سنتے تھے تو اسے بدل دیتے تھے۔

عبداللہ بن عبداللہ ابی کی اولاد میں عبادہ، جلیحہ، خیثمہ، خولی اور امامہ تھے، ہم سے ان کی ماؤں کا نام بیان نہیں کیا گیا، عبداللہ اسلام لائے ان کا اسلام اچھا تھا، بدرو احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، انہیں اپنے باپ کے حال کا غم تھا اس کا منافقین کے ساتھ رہنا ان پر گراں تھا۔

ان کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبوک کی واپسی پر مرا تو رسول اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے، آپ اس کے پاس گئے، اس پر نماز پڑھی، اس کی قبر پر کھڑے ہوئے اور قبر کے پاس عبداللہ بن عبداللہ سے باپ کی تعزیت کی،

عبداللہ بن عبداللہ یمامہ میں بھی موجود تھے، یوم جوا ثا میں شہید ہوئے، جو ۱۲ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوا تھا ان کی بقیہ اولاد ہے۔

اوس بن خولی

ابن عبداللہ بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی، ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی بن مالک بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی، عبداللہ ابن ابی بن سلول کی بہن تھیں۔

اوس بن خولی کی اولاد میں ایک بیٹی تھی جس کا نام فسحم تھا، وہ مرگئی، اس کی بقیہ اولاد نہ تھی، حارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی کی اولاد بھی مرچکی تھی، ان میں سے مدینے میں سوائے ایک یا دو آدمیوں کے کوئی نہ رہا یہ عبداللہ ابن ابی بن سلول کی اولاد میں تھے۔

اوس بن خولی کاملین میں سے تھے، جاہلیت اور ابتدائے اسلام میں

کامل ان لوگوں کے نزدیک وہ ہوتا تھا جو عربی لکھتا تھا اور تیر اندازی اور پیرنا اچھا جانتا تھا، یہ سب باتیں اوس بن خولی میں جمع تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس بن خولی اور شجاع بن وہب الاسدی کے درمیان جو اہل بدر میں سے تھے عقد مواخاۃ کیا تھا، اوس بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے۔

ابی الحویرث سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرۂ قضاء کے لیے مکے میں داخل ہوئے تو آپ نے ہتھیاروں پر دوسو آدمیوں کو چھوڑا جن پر اوس بن خولی امیر تھے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور انھوں نے آپ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو انصار آئے اور دروازے پر ندا دی "اللہ، اللہ، ہم لوگ آپ کے ماموں ہیں، لہذا ہم میں سے بھی کسی کو آپ کے پاس حاضر ہونا چاہئے" ان سے کہا گیا کہ تم لوگ اپنے میں سے کسی ایک شخص پر اتفاق کرلو، انھوں نے اوس بن خولی پر اتفاق کیا، وہ اندر آئے اور آپ کے غسل و کفن و دفن میں اہل بیت کے ہمراہ موجود رہے۔

اوس بن خولی کی وفات مدینے میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا، اور کہا کہ اے بھائی کے بیٹے جب میں مر جاؤں تو تم اپنے ماموؤں کے پاس آجانا جو بنی النجار میں سے ہیں، کیونکہ جو کچھ ان کے مکانات میں ہے اس کی وجہ سے وہ سب سے زیادہ حفاظت کرنے والے ہیں۔

زید بن ودیعہ

ابن عمرو بن قیس بن جزّی بن عدی بن مالک بن سالم الحبلی، ان کی والدہ ام زید بنت حارث بن ابی الجرباء بن قیس بن مالک بن سالم الحبلی تھیں۔

زید بن ودیعہ کی اولاد میں سعد و امامہ و ام کلثوم تھیں، ان کی والدہ زینب بنت سہل بن صعب بن قیس بن مالک بن سالم الحبلی تھیں۔

سعد بن زید بن ودیعہ عمرؓ بن الخطاب کی خلافت میں عراق آ گئے تھے اور عقر قوف میں اترے، ان کی اولاد بھی وہیں چلی گئی، جن کو بنو عبدالولید ابن بشیر بن محمد بن موسیٰ بن سعد بن زید بن ودیعہ کہا جاتا تھا، ان میں سے مدینے میں کوئی نہ تھا۔

زید بن ودیعہ بدر و احد میں شریک تھے۔

رفاعہ بن عمرو

ابن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم الحبلی، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمر نے اسی طرح روایت کی ہے۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ رفاعہ کی کنیت ابو الولید تھی، محمد بن عمر نے کہا کہ رفاعہ کے دادا زید کی کنیت ابو الولید تھی، اسی لیے رفاعہ بن ابو الولید کہا جاتا تھا جو اپنے دادا کی طرف منسوب تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ رفاعہ بن ابی الولید تھے، ابی الولید کا نام عمرو بن عبداللہ بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک

ابن سالم الحبلی تھا، ان کی والدہ ام رفاعہ بنت قیس بن مالک بن ثعلبہ ابن جشم بن مالک بن سالم الحبلی تھیں، رفاعہ بن عمرو کی اولاد مر چکی تھی۔

ابو معشر کی روایت میں اور محمد بن عمر کے بعض نسخوں میں رفاعہ بن الحارث ابن عمرو بن زید ہے، واللہ اعلم۔

رفاعہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے، بدر و احد میں شریک تھے،

معبد بن عُبادہ
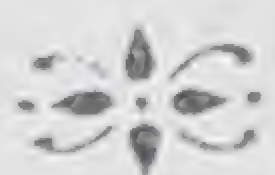
ابن قُشغر بن القدم بن سالم بن مالک بن سالم الحبلی، ان کی کنیت ابو خمیصہ تھی، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا ہے، ابو معشر نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عصیمہ تھی،

معبد بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی لقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی سالم الحبلی بن غنم

عقبہ بن وہب

ابن کلدہ بن الجعد بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بہثہ بن عبداللہ بن غطفان جو مضر کے قیس عیلان میں سے تھے

عقبہ سب سے پہلے اسلام لانے والے انصار کے ساتھ اسلام لائے، بالاتفاق سب کی روایت میں وہ دونوں عقبہ میں حاضر ہوئے، مکے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ہو گئے اور آپ کے ہمراہ وہیں رہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو وہ بھی آپ کے ہمرکاب رہے، اسی وجہ سے عقبہ کو انصاری مہاجری کہا جاتا ہے

ان کی بقیہ اولاد تھی جو سعد بن زید بن ودیعہ کی اولاد کے ساتھ تھے عفر قوف میں تھے۔

عقبہ بدر و احد میں شریک تھے، کہا جاتا ہے کہ عقبہ بن وہب وہ شخص ہیں جنھوں نے یوم غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارے سے خود کی کڑیاں کھینچی تھیں، ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابو عبیدہ ابن الجراح نے کھینچی تھیں، جس سے ان کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔

محمد بن عمر نے عبدالرحمن بن ابی الزناد سے روایت کی کہ ہماری رائے ہے کہ دونوں نے ملکے انھیں کھینچا اور نکالا۔

عامر بن سلمہ

ابن عامر بن عبداللہ جو اہل یمن کے حلیف تھے، بدر و احد میں شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عاصم بن العکیر

مزینہ کے حلیف تھے، بدر و احد میں شریک ہوئے ان کی بقیہ اولاد

نہ تھی ۔
کل آٹھ آدمی :

قواقلہ جو بنو غنم و بنو سالم فرزندان عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھے

عبادہ بن الصامت

ابن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن الخزرج، کنیت ابو الولید تھی۔

۹۴

ان کی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان ابن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔

عبادہ بن الصامت کی اولادیں ولید تھے، ان کی والدہ جمیلہ بنت ابی صعصعہ تھیں، ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم ابن مازن بن النجار تھے۔

محمد ان کی والدہ ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھیں۔

عبادہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے وہ بارہ نقباءمیں سے ایک تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادہ ابن الصامت اور ابی مرثد الغنوی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، عبادہ بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، عبادہ عقبی، نقیب، بدری، انصاری تھے۔

عبادہ بن الولید بن عبادہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عبادہ

ابن الصامت لمبے موٹے خوبصورت آدمی تھے، ملک شام میں رملہ میں ۳۴ھ میں ان کی وفات ہوئی، اس وقت بہتر سال کے تھے، ان کی بقیہ اولاد تھی، محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے کسی کو کہتے سنا کہ وہ زندہ رہے یہاں تک کہ شام میں خلافت معاویہؓ بن ابی سفیان میں ان کی وفات ہوئی۔
ان کے بھائی:

اوس بن الصامت

ابن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم، ان کی والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان تھیں۔

اوس کی اولاد میں الربیع تھے، ان کی والدہ خولہ بنت ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف تھیں، وہی وہ جھگڑنے والی تھیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے قرآن میں نازل کیا" قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا" (اللہ نے اس عورت کا قول سنا جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کرتی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس بن الصامت اور مرثد بن ابی مرثد الغنوی کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، اوس بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زمانہ دراز تک زندہ رہے، بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے عثمانؓ ابن عفان کو پایا۔

عبد الحمید بن عمران بن ابی انس نے اپنے والد سے روایت کی کہ اسلام میں سب سے پہلے جس نے ظہار کیا وہ اوس بن الصامت تھے (ظہار کے معنی یہ ہیں کہ اپنی بیوی کو کسی ایسی عورت کے (جو اس شخص پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جیسے ماں بیٹی بہن وغیرہ ہیں) کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا

جس کی طرف بلاضرورت نظر کرنا حرام ہے، مثلاً پشت و شکم اور ران وغیرہ)۔

انھیں خفیف سا جنون تھا، کبھی افاقہ بھی ہو جاتا تھا، انھوں نے ہوش کی حالت میں اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ سے جھگڑا کیا اور کہا کہ تم مجھ پر ایسی ہو جیسی میری ماں کی پیٹھ، پھر نادم ہوئے اور کہا کہ میری رائے میں تم مجھ پر حرام ہو گئیں، انھوں نے کہا کہ تم نے طلاق کا تو ذکر نہیں کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ آئیں اور جو کچھ انھوں نے کہا تھا اس سے آپ کو خبر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی مرتبہ جھگڑا کیا، پھر کہا کہ اے اللہ میں اپنی تنہائی کی شدت کی اور مجھ پر ان کے فراق کی مشقت کی تجھ سے شکایت کرتی ہوں، عائشہؓ نے کہا کہ میں بھی روئی اور گھر میں جو لوگ تھے وہ بھی ان پر رحم کر کے اور ترس کھا کے روئے۔

۹۵

اللہ نے اپنے رسول پر وحی نازل، آپ کا غم دور ہوا اور آپ مسکرا رہے تھے، فرمایا اے خولہ اللہ نے تمھارے معاملے میں وحی نازل کی جس میں یہ ہے "قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا"۔

آپ نے فرمایا کہ اپنے شوہر کو حکم دو کہ وہ ایک غلام آزاد کریں، عرض کی ان کے پاس نہیں ہے، فرمایا کہ انھیں حکم دو کہ مسلسل دو مہینے تک روزے رکھیں، عرض کی انھیں اس کی بھی طاقت نہیں، فرمایا کہ انھیں حکم دو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائیں، عرض کی یہ بھی ان کے پاس کہاں ہے، فرمایا کہ انھیں حکم دو کہ ام المنذر بنت قیس کے پاس آئیں اور ان سے نصف وسق کھجور لیں اور ساٹھ مسکینوں کو خیرات دیں۔

وہ اوس کے پاس واپس گئیں، انھوں نے دریافت کیا کہ تمھارے پیچھے کیا ہے (یعنی کیا حکم لائیں)، انھوں نے کہا خیر ہے، تم برے آدمی ہو پھر انھیں خبر دی۔ وہ ام المنذر کے پاس آئے اور ان سے لے کر ہر مسکین کو دو دو مد کھجور دینے لگے۔

نعمان بن مالک

ابن ثعلبہ بن دعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن الخزرج۔

ثعلبہ بن دعد وہ ہیں جن کا نام قوقل تھا، قوقل کے لیے غلبہ تھا، خائف جب ان کے پاس آتا تھا تو اس سے کہتے تھے کہ تو جہاں چاہے چڑھ جا تجھے امن ہے، بنو غنم و بنی سالم کا نام اس وجہ سے قواقلہ ہو گیا، اسی طرح وہ دیوان میں بھی بنی قوقل پکارے جاتے تھے۔

نعمان بدر و احد میں شریک تھے، اسی روز شہید ہوئے، صفوان ابن امیہ نے شہید کیا، نعمان بن مالک کی بقیہ اولاد نہیں تھی، یہ محمد بن عمر کا قول ہے۔

لیکن عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ بدر میں جو شریک تھے، وہ نعمان الاعرج بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم تھے، احد میں شہید ہوئے، ان کی والدہ عمرہ بنت زیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمرو ابن عمارۃ بن مالک بنی غضینہ میں سے تھیں جو بلی کے حلیف تھے، وہ المجذر ابن ذیاد کی بہن تھیں۔

وہ شخص جن کو قوقل پکارا جاتا تھا نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن دعد ابن فہر بن ثعلبہ بن غنم تھے جن کا محمد بن عمر نے ذکر کیا، اور یہ بدر میں شریک نہ تھے، نہ ان کی بقیہ اولاد تھی۔

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کتاب نسب الانصار میں نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن دعد کا نسب اور نعمان الاعرج بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم کا نسب بیان کیا ہے، ان کی اولاد کا اور اولاد کی اولاد کا بھی ذکر

کیا ہے۔

مالک بن الدخشم

ابن مالک بن الدخشم بن مرضخہ بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج، ان کی والدہ عمیرہ بنت سعد بن قیس بن عمرو بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب ابن الخزرج بن حارث بن الخزرج تھیں۔

مالک بن الدخشم کی اولاد میں الفریعہ تھیں، ان کی والدہ جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی بن غنم تھیں، اور وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔

مالک بن الدخشم بروایت موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و محمد بن عمر عقبہ میں حاضر ہوئے تھے، لیکن ابومعشر نے کہا کہ مالک عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ مالک بن الدخشم عقبہ میں حاضر نہیں ہوئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ مالک بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک سے انھیں عاصم بن عدی کے ساتھ بھیجا، ان دونوں نے مسجد ضرار کو جو بنی عمرو بن عوف میں تھی آگ لگادی، مالک کی وفات جب ہوئی تو ان کی اولاد نہ تھی۔

نوفل بن عبداللہ

ابن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو

ابن عوف بن الخزرج۔

مالک بن العجلان اپنے زمانے میں الخزرج کے سردار تھے، وہ اُحیحہ ابن الجلاح کی خالہ کے بیٹے تھے، نوفل بن عبد اللہ بدر و احد میں شریک تھے، احد میں شہید ہوئے، جو ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں پیش آیا۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عِتبان بن مالک

ابن عمرو بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف، ان کی والدہ مزینہ میں سے تھیں۔

عتبان کی اولاد میں عبد الرحمن تھے، ان کی والدہ لیلیٰ بنت رئاب ابن حنیف بن رئاب بن امیہ بن زید بن سالم بن عمرو بن عوف بن الخزرج تھیں۔

عبد الواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبان بن مالک اور عمرؓ بن الخطاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، ایسا ہی محمد بن اسحاق نے بھی کہا۔

عتبان بن مالک بدر و احد و خندق میں شریک تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان کی نظر جاتی رہی تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ آپ ان کے پاس آئیں اور ان کے گھر کے کسی مقام میں نماز پڑھیں تاکہ وہ اسے جائے نماز بنالیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

انس بن مالک محمود سے مروی ہے کہ عتبان بن مالک الانصاری کی نظر جاتی رہی تھی، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز جماعت میں شریک نہ ہونے کو پوچھا فرمایا کہ آیا تم اذان سنتے ہو، عرض کی، جی ہاں، آپ نے

انھیں اجازت نہیں دی۔

عتبان بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی، یارسول اللہ، رات تاریک ہوتی ہے بارش اور آندھی ہوتی ہے، اس لیے اگر آپ میرے مکان پر تشریف لاتے اور اس میں نماز پڑھتے (تو کیسا اچھا ہوتا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا کہ تم کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں، تو میں نے آپ سے گھر کے ایک کنارے اشارہ کر دیا، آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے پڑھی۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ آج تک مدینے میں اس مکان میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔

عتبان بن مالک کی وفات وسط خلافت معاویہؓ بن ابی سفیان میں، ہوئی، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، عمرو بن العجلان بن زید کی اولاد بھی لاولد مرگئی، ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

مُلیل بن وَبَرہ

ابن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم۔

ملیل کی اولاد میں زید اور حبیبہ تھیں، ان دونوں کی والدہ ام زید بنت نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم، عباس بن عبادہ بن نضلہ کی پھوپی تھیں۔

ملیل بدر و احد میں شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عصمۃ بن الحُصَین

ابن وَبَرہ بن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم۔

عصمہ کی اولاد میں دو بیٹیاں جن کا نام عفراء و اسماء تھا، دونوں کی شادی انصار میں ہوئی تھی۔

عصمہ بروایت محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے، اگرچہ محمد بن اسحاق و ابومعشر نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک شرکائے بدر میں تھے لوگوں نے بیان کیا کہ وہ احد میں شریک تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی، خالد بن العجلان بن زید کی اولاد بھی لاولد مر گئی، ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

۹۸

ثابت بن ہزّال

ابن عمرو بن قربوس بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم بن عوف بن عمرو ابن عوف بن الخزرج۔

ثابت بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو ۱۲ھ میں ابوبکر صدیق رض کی خلافت میں ہوئی تھی، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی جو سب مر گئے، لوذان بن سالم ابن عوف کی اولاد بھی لاولد مر گئی، ان میں سے کوئی باقی نہیں ہے۔

ربیع بن ایاس

ابن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف ابن الخزرج۔

بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی:

وذفہ بن ایاس

ابن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم۔
بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، جنگ یمامہ میں جو ۱۲ھ میں ابوبکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوئی تھی شہید ہوئے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کتاب نسب الانصار میں ربیع اور وذفہ فرزندان ایاس کا ذکر نہیں کیا، نہ عمرو بن غنم بن امیہ کی کوئی اولاد تھی۔

القواقلہ کے وہ حلفا جو بنی غضینہ میں سے تھے کہ بنو عمرو بن عمارہ تھے

غضینہ ان کی والدہ تھیں جن کی طرف وہ منسوب ہوئے، وہ بلی میں سے تھیں

مجذر بن ذیاد

ابن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن عمرو بن بشیرہ بن مشنوٴ ابن القسر بن تمیم بن عوذ مناۃ بن ناج بن تیم بن اراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسمیل ابن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

مجذر کا نام عبداللہ تھا انھوں نے جاہلیت میں سوید بن الصامت کو قتل کر دیا تھا، ان کے قتل نے جنگ بعاث کو برانگیختہ کیا، مجذر بن ذیاد اور حارث بن سوید بن الصامت اسلام لے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجذر بن ذیاد اور عاقل بن ابی البکیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

حارث بن سوید مجذر بن ذیاد کی غفلت کی تلاش میں تھے کہ اپنے والد کے عوض انھیں قتل کریں، دونوں احد میں شریک ہوئے، جب لوگ اس جولانگاہ میں دوبارہ حملہ آور ہوئے تو حارث بن سوید ان کے پاس پیچھے سے آئے اور گردن مار کے انھیں دھوکے سے قتل کر دیا۔

جبرئیلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور خبر دی کہ حارث ابن سوید نے مجذر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا انھوں نے آپ کو حکم دیا کہ آپ انھیں ان کے بدلے قتل کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن سوید کو مجذر بن ذیاد کے بدلے کر دیا۔

جس شخص نے مسجد قباء کے دروازے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے گردن ماری وہ عویم بن ساعدہ تھے، مجذر بن ذیاد کی مدینے اور بغداد میں بقیہ اولاد ہے۔

ابی وجزہ سے مروی ہے کہ مقتولین احد کے جو تین آدمی ایک قبر میں دفن کئے گئے وہ مجذر بن ذیاد، نعمان بن مالک اور عبدہ بن الحسحاس تھے،

عبدۃ بن الحسحاس

ابن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارۃ بن مالک۔

مجذر بن ذیاد کے چچازاد بھائی اور ان کے اخیافی بھائی تھے، محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ انصاری نے اسی طرح عبدۃ بن الحسحاس کہا، لیکن محمد بن اسحاق و ابو معشر نے عبدۃ بن الخشخاش کہا۔

بدر و احد میں شریک تھے، ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں غزوۂ احد میں شہید ہوئے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

بحاث بن ثعلبہ

ابن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارۃ بن مالک۔
بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن ثعلبہ

ابن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک۔
بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عتبہ بن ربیعہ

ابن خالد بن معاویہ، بہرا میں سے تھے، جو بنی غضینہ کے حلیف تھے۔
بشیر بن محمد بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عتبہ بن ربیعہ بدر میں شریک تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے اصحاب سب اس بات پر متفق ہیں کہ اس حلیف کا معاملہ ثابت ہے، محمد بن عمر نے کہا کہ وہ عبیدہ ابن ربیعہ بن جبیر تھے جو بنی کعب بن عمرو بن محمون بن مام مناۃ بن شبیب ابن دریم بن القین بن اھود بن بہراء تھے، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری

نے کہا کہ وہ ہنر تھے اور بنی سلیم بن منصور میں سے تھے، بدر و احد میں شریک تھے۔

عمرو بن ایاس

ابن زید بن جُشَم جو اہل یمن کے غَسّان کے حلیف تھے، بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

کل سترہ آدمی:

بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج

المنذر بن عمرو

ابن خنیس بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ، ان کی والدہ ہند بنت المنذر بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں منذر اسلام کے قبل عربی لکھتے تھے، حالانکہ عرب میں کتابت بہت کم تھی، پھر اسلام لائے،

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے، وہ نقبا میں سے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروایت محمد بن عمر، منذر ابن عمرو اور طلیب بن عمیر کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

لیکن محمد بن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن

عمرو اور ابو ذر غفاری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ اس طرح کیونکر ہو سکتا ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے پہلے ہی اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا اور ابو ذر اس زمانے میں مدینے سے باہر تھے، وہ نہ بدر میں حاضر تھے نہ احد میں، نہ خندق میں، وہ تو اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینے آئے بدر میں جب آیت میراث نازل ہو گئی مواخاۃ ختم ہو گئی، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس میں سے کیا تھا۔

منذر بن عمرو بدر و احد میں شریک تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اصحاب بیر معونہ پر امیر بنا کے بھیجا تھا، وہ اسی روز شہید ہوئے، یہ واقعہ ہجرت کے چھتیسویں مہینے صفر میں پیش آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ منذر نے اپنے کو موت کے لیے پیش کر دیا، فرماتے تھے کہ وہ موت کی طرف چلے گئے حالانکہ وہ اسے جانتے تھے، منذر کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک اور دوسرے اہل علم سے مروی ہے کہ منذر بن عمرو الساعدی بیر معونہ میں شہید ہوئے، یہ وہی ہیں جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ موت کے لیے آگے ہو گئے، عامر بن الطفیل نے ان لوگوں پر بنی سلیم کو پکارا، وہ لوگ ان کے ساتھ روانہ ہو گئے، انھوں نے سب کو قتل کر دیا، سوائے عمرو بن امیہ الضمری کے جنھیں عامر بن الطفیل نے گرفتار کر لیا تھا، پھر انھیں بھیج دیا، جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم انھیں میں سے ہو۔

ابو دجانہ

نام سماک بن خرشہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج

ابن ساعدہ تھا، ان کی والدہ حزمہ بنت حرملہ بنی سلیم بن منصور کے بنی زغب میں سے تھیں۔

ابو دجانہ کی اولاد میں خالد تھے، ان کی والدہ آمنہ بنت عمرو بن الاجش بنی سلیم بن منصور کے بنی بہز میں سے تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو دجانہ اور عتبہ بن غزوان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، ابو دجانہ بدر میں شریک تھے، غزوۂ بدر میں ان کے سر پر ایک سرخ عمامہ تھا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو دجانہ لشکروں میں سرخ عمامے سے پہچانے جاتے تھے، جو غزوۂ بدر میں بھی ان کے سر پر تھا، محمد بن عمر نے کہا کہ ابو دجانہ احد میں بھی شریک تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے، آپ سے انہوں نے موت پر بیعت کی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد میں ایک تلوار لی اور فرمایا یہ تلوار کون لیتا ہے، لوگوں نے ہاتھ پھیلا دیے، ہر شخص کہہ رہا تھا کہ میں، میں، فرمایا اسے اس کے حق کے ساتھ کون لے گا، ساری قوم رک گئی، ابو دجانہ (سماک بن خرشہ) نے کہا کہ میں اسے اس کے حق کے ساتھ لوں گا، وہ انہوں نے لے لی اور اس سے مشرکین کی کھوپڑیاں پھاڑ دیں۔

۱۰۲ زید بن اسلم سے مروی ہے کہ غزوۂ احد میں جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ابو دجانہ کو اس شرط پر عطا فرمائی کہ وہ اس کا حق ادا کریں گے تو وہ بطور رجز کہہ رہے تھے:

۱۔ انا الذی عاھدنی خلیلی	بالشعب ذی السفح لدی النخیل
میں وہ شخص ہوں کہ مجھ سے میرے خلیل نے	باغ خرما کے پاس پہاڑ کے سیلابی راستے میں عہد لیا کہ
۲۔ الا اکون اخر الا فول	اضرب بسیف اللہ والرسول
میں بھاگنے والوں کے آخر میں نہ ہوں گا	(یہ عہد لیا ہے کہ) اللہ اور رسول کی تلوار سے ماروں

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ غزوۂ احد میں جب لوگ واپس ہوئے تو علیؓ نے فاطمہؓ سے کہا کہ تم بغیر خوف مذمت تلوار لے لو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے علیؓ) اگر تم نے قتال اچھی طرح کیا ہے (تو اس میں تم منفرد نہیں ہو بلکہ) وہ حارث بن الصمہ اور ابو دجانہ نے بھی اچھی طرح کیا ہے، اور یہ احد کا دن تھا۔

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ ابو دجانہ مریض تھے، ان کے پاس لوگوں کی آمد ہوئی، پوچھا گیا کہ کیا بات ہے جو آپ کا چہرہ اس قدر چمکتا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں جو دو باتوں سے زیادہ قابل وثوق ہو، ایک تو یہ کہ میں وہ کلام نہیں کرتا جو میرے لیے مفید نہ ہو، دوسرے یہ کہ میرا قلب مسلمانوں کے لیے درست ہے۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ ابو دجانہ یمامہ میں شریک تھے، وہ ان لوگوں میں تھے جنھوں نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا، ابو دجانہ اسی روز ۱۲ھ خلافت ابوبکر صدیقؓ میں شہید ہوئے، آج ابو دجانہ کی بقیہ اولاد مدینہ و بغداد میں ہے۔

ابو اُسید الساعدی

نام مالک بن ربیعہ بن البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ ابی عمرو ابن الخزرج بن ساعدہ تھا، ان کی والدہ عمرہ بنت الحارث بن جبل بن امیہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں،

ابو اسید کی اولاد میں اسید اکبر اور منذر تھے، ان دونوں کی والدہ سلامہ بنت وہب بن سلامہ بن امیہ بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ تھیں۔

غلیظ بن ابی اسید، ان کی والدہ سلامہ بنت ضمضم بن معاویہ

ابن سکن تھیں جو قیس کے بنی فزارہ میں سے تھیں۔
اسید الصغر ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
میمونہ ان کی والدہ فاطمہ بنت الحکم تھیں جو بنی ساعدہ پر بنی قشبہ میں سے تھیں۔
حبابہ ان کی والدہ رباب تھیں جو قیس عیلان کے بنی محارب بن خصفہ میں سے تھیں۔
حفصہ و فاطمہ ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں۔
حمزہ ان کی والدہ سلامہ بنت والان بن معاویہ بن سکن بن خدیج تھیں جو قیس عیلان کے بنی فزارہ میں سے تھیں۔
ابو اسید بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، یوم فتح مکہ میں بنی ساعدہ کا جھنڈا ان کے پاس تھا۔

۱۰۴ ابی بن عباس بن سہل بن سعد الساعدی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے ابو اسید الساعدی کو ان کی نظر جانے کے بعد دیکھا، قصیر و پست قد تھے، سر اور داڑھی کے بال سفید تھے، جب نے ان کے سر کو دیکھا کہ اس میں بہت بال تھے۔
عبید اللہ بن ابی رافع سے مروی ہے کہ میں نے ابو اسید کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں کترواتے تھے جیسا کہ میرے بھائی منڈاتے تھے۔
عثمان بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو اسید کو دیکھا کہ اپنی داڑھی زرد رنگتے تھے، ہم لوگ مکتب میں تھے۔
عثمان بن عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو اسید و ابو ہریرہ و ابو قتادہ و ابن عمر کو دیکھا، ہمارے پاس سے گزرتے تھے، ہم لوگ مکتب میں تھے، ہم لوگ ان کی عبیر کی خوشبو محسوس کرتے تھے (عبیر ایک مرکب خوشبو ہے جس کا جزو اعظم زعفران ہے)، اسی سے وہ لوگ داڑھیاں رنگتے تھے۔

حمزہ بن ابی اسید و زبیر بن المنذر بن ابی اسید سے مروی ہے کہ ان دونوں نے (وفات کے وقت) ابو اُسید کے ہاتھ سے سونے کی انگوٹھی اتاری حالانکہ وہ بدری تھے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ ابو اسید الساعدی کی سنہ ۶۰ھ میں عام الجماعۃ میں مدینے میں وفات ہوئی، اس وقت اٹھتر سال کے تھے، ان کی بقیہ اولاد مدینہ و بغداد میں ہے۔

مالک بن مسعود

ابن البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبد رب بن حق

ابن اوس بن قیس بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ۔ موسیٰ ابن عقبہ و ابی معشر و محمد بن عمر کی روایت میں ان کا نام و نسب اسی طرح ہے، محمد بن اسحاق نے عبد اللہ بن حق کہا ہے، لیکن عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ عبد رب بن حق بن اوس بن عامر بن ثعلبہ بن وقش بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ تھے۔

عبد رب بن حق بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج

زیاد بن کعب

ابن عمرو بن عدی بن عامر بن رفاعہ بن کُلَیب بن مودعہ بن عدی ابن غنم ابن الربعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ۔

بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی کے بیٹے:

ضمرہ بن عمرو

ابن عمرو بن کعب بن عمرو بن عدی بن عامر بن رفاعہ بن کلیب بن مَوَدّعہ بدر و احد میں شریک تھے، اسی روز ہجرت کے تیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ ان کی بقیہ اولاد تھی جن میں بعض لبسبس بن عمرو ابن ثعلبہ الجہنی کی طرف منسوب تھے۔

بسبس بن عمرو

ابن ثعلبہ بن خرشہ بن زید بن عمرو بن سعد بن ذُبیان بن رشدان بن

قیس بن جہینہ -

بدر و احد میں شریک تھے ان کی بقیہ اولاد نہ تھی -

کعب بن جمّازٌ

ابن مالک بن ثعلبہ جو غسان کے حلیف تھے،

محمد بن عمر و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح بیان کیا، لیکن محمد بن اسحاق و ابو معشر نے انھیں جہینہ کی طرف منسوب کیا، موسیٰ بن عقبہ نے ان کا اور ان کے والد کا نام بیان کیا اور انھیں کسی عرب کی طرف منسوب نہیں کیا،

کعب بن جماز بدر و احد میں شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی -

کل نو آدمی :

بنی جشم بن الخزرج کہ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارِدہ بن تزید بن جشم تھے

بعدہٗ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ

عبد اللہ بن عمرو بن حرام

۱۰۵

ابن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ -

کنیت ابو جابر تھی، ان کی والدہ الرباب بنت قیس بن القریم بن امیہ

ابن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں رباب کی والدہ ہند بنت مالک ابن عامر بن بیاضہ تھیں،

عبداللہ بن عمرو کی اولاد میں جابر تھے، یہ عقبہ میں موجود تھے، ان کی والدہ انیسہ بنت عنمہ بن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد تھیں۔

عبداللہ بن عمرو ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے وہ بارہ نقیبوں میں سے تھے، بدر و احد میں شریک تھے، اسی روز ہجرت کے بتیسویں مہینے شوال میں شہید ہوئے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب میرے والد احد میں شہید ہو گئے تو میں ان کے پاس آیا، چادر ڈھکی ہوئی تھی، ان کا چہرہ کھول کر اسے بوسہ دینے لگا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھتے تھے مگر آپ نے منع نہیں فرمایا،

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ جب غزوۂ احد میں میرے والد شہید ہو گئے تو میں چادر ان کے چہرے سے ہٹانے لگا اور رونے لگا اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے منع کرنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے منع نہیں کرتے تھے، میری پھوپی فاطمہ بنت عمرو بھی ان پر رونے لگیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ان پر رویا ان پر نہ رو، انھیں ملائکہ برابر اپنے بازوؤں سے ڈھانکے رہیں گے یہاں تک کہ تم لوگ انھیں اٹھاؤ۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ غزوۂ احد میں میرے والد اور ماموں شہید ہو گئے تو میری والدہ ان دونوں کو اونٹ پر مدینے لے آئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی کہ شہدا کو ان کی قتل گاہوں میں دفن کرو، وہ دونوں واپس کیے گئے، اور دونوں اپنی اپنی قتل گاہ میں دفن ہوئے۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن الجموح کو ایک ہی کفن میں کفنایا گیا اور ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شہدائے احد

کو دفن کرنے کے لیے نکلے تو آپ نے فرمایا، انھیں مع ان کے زخموں کے کفنا دو، کیونکہ میں اُن پر گواہ ہوں، کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ کی راہ میں زخمی کیا جائے اور وہ قیامت کے دن اس طرح نہ آئے کہ خون بہتا ہو، رنگ زعفران جیسا اور خوشبو مشک ہی ہو۔

جابر نے کہا کہ میرے والد کو ایک ہی چادر کا کفن دیا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ ان لوگوں میں کون زیادہ حافظ قرآن تھا، جب کسی شخص کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا تو آپ قبر میں اس کے ساتھی سے پہلے اُسے مقدم کرتے تھے۔ ۱۰۶

لوگوں نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو بن حرام غزوۂ احد میں مسلمانوں کے سب سے پہلے شہید تھے جنھیں سفیان بن عبد شمس ابو الاعور السلمی کے باپ نے قتل کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکست کے قبل ہی ان پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن الجموح کو ایک ہی قبر میں دفن کرو، اس لیے کہ دونوں کے درمیان صفائی و محبت تھی، دوبارہ ارشاد ہوا کہ ان دونوں کو جو دنیا میں باہم دوست تھے ایک ہی قبر میں دفن کرو۔

عبداللہ بن عمرو سرخ آدمی تھے، چندیا پر بال نہ تھے، لانبے نہ تھے، عمرو بن جموح لانبے تھے، دونوں پہچان لیے گئے، اور دونوں ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے، قبر سیلاب زدہ رقبے میں تھی، اس میں سیلاب داخل ہوگیا، قبر کھودی گئی تو ان پر چادریں پڑی تھیں، عبداللہ کے چہرے پر زخم لگا تھا، ان کا ہاتھ اپنے زخم پر تھا، ہاتھ زخم پر سے ہٹایا گیا تو خون جاری ہوگیا، پھر ہاتھ اپنے مقام پر واپس کر دیا گیا تو خون رک گیا۔

جابر نے کہا کہ میں نے اپنے والد کو ان کی قبر میں دیکھا تو گویا وہ سو رہے تھے، ان میں قلیل یا کثیر کوئی تغیر نہ ہوا تھا۔

پوچھا گیا کہ کیا تم نے ان کے کفن دیکھے تھے، جواب دیا کہ انھیں صرف ایک چادر میں کفن دیا گیا تھا جس سے چہرہ تو چھپا تھا اور پاؤں پر حرمل

گھاس ڈال دی گئی تھی، ہم نے چادر کو بھی اسی طرح پایا جس طرح وہ شروع میں تھی، گھاس جو ان کے پاؤں پر تھی وہ بھی اپنی ہئیت پر تھی، حالانکہ دفن اور اس واقعے کے درمیان چھیالیس سال کا زمانہ گزرا تھا۔

جابر نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ لیا کہ ان کو مشک سے معطر کر دیا جائے تو ان لوگوں نے انکار کیا اور کہا کہ ان میں کوئی نئی بات نہ کرو، وہ دونوں اس مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کر دیے گئے، یہ اس لیے کیا گیا کہ پانی کا سوتہ ان پر سے گزر رہا تھا، وہ لوگ اس حالت میں نکالے گئے کہ تر و تازہ تھے اور کوئی تغیر نہ ہوا تھا۔

جابر سے مروی ہے کہ جس وقت معاویہؓ نے نہر جاری کی تو ہمیں ہمارے شہدائے اُحد کی طرف پکارا گیا، ہم نے انھیں چالیس سال کے بعد نکالا تو ان کے جسم نرم تھے، ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے تھے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ قبر میں میرے والد کے ساتھ ایک اور شخص بھی دفن کیے گئے تھے، میرا دل خوش نہ ہوا یہاں تک کہ انھیں نکال کر تنہا دفن کر دیا۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے ان سے کہا کہ مجھے امید ہے کہ میں صبح کو پہلا شخص ہوں گا جسے شہادت ہوگی، تمھیں عبد اللہ کی بیٹیوں کے حق میں خیر کی وصیت کرتا ہوں، وہ شہید ہو گئے تو ہم نے دو دو آدمیوں کو ایک ایک قبر میں کیا، میں نے انھیں بھی ایک دوسرے شخص کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا، ہم چھ مہینے تک ٹھیرے، میرا دل نہ مانتا تھا تاوقتیکہ میں انھیں تنہا دفن نہ کر لوں، اس لیے انھیں قبر سے نکالا، زمین نے سوائے ذرا سی ان کے کان کی لو کے اور کسی چیز کو نہیں کھایا تھا۔

۱۰۷

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ میرے والد کے ساتھ ان کی قبر میں ایک یا دو آدمی دفن کیے گئے، اس سے میرے دل میں بے چینی تھی، میں نے انھیں چھ مہینے کے بعد نکالا اور دوسری جگہ منتقل کر دیا، میں نے ان کی کسی چیز کو

متغیر نہیں پایا سوائے چند بالوں کے جوان کی ڈاڑھی میں تھے اور زمین کے متصل تھے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ جب ان کے والد کی وفات ہوئی تو ان پر قرض تھا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی کہ میرے والد اپنے اوپر قرض چھوڑ گئے، ہمارے پاس سوائے ان کے باغ کی پیداوار کے کچھ نہیں ہے، باغ کی دو سال کی پیداوار بھی اس مقدار کو نہیں پہنچے گی جو ان پر ہے، لہذا میرے ساتھ چلیے کہ قرض خواہ مجھ سے بدکلامی نہ کریں، آنحضرت کھجور کے کھلیانوں میں سے ایک کھلیان کے گرد گھومے اور دعا کی، وہاں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قرض خواہ کہاں ہیں، جتنا ان کا تھا آپ نے انھیں ادا کر دیا، پھر بھی اتنا ہی بچ گیا جتنا آپ نے انھیں دیا تھا۔

خراش بن الصمہ

ابن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ ان کی والدہ ام حبیب بنت عبد الرحمن بن ہلال بن عمیر بن الاحطم اہل طائف میں سے تھیں، خراش کو قائد الفرسین (دو گھوڑوں کا کھینچنے والا) کہا جاتا تھا۔

خراش کی اولاد میں سلمہ تھے، ان کی والدہ عکیہہ بنت یزید بن قیظی ابن صخر بن خنسا بن سنان بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

عبد الرحمن و عائشہ، ان دونوں کی والدہ ام ولد تھیں، خراش کی بقیہ اولاد تھی جو سب مر گئے، کوئی باقی نہ رہا۔

ابی جابر سے مروی ہے کہ معاذ بن الصمہ بن عمرو بن جموح خراش کے بھائی بدر میں شریک تھے، محمد بن عمر نے کہا کہ نہ یہ ثابت ہے اور نہ

اس پر اتفاق کیا گیا ہے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ خراش بن الصمہ ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے جو تیر انداز بیان کیے گئے ہیں، وہ بدر و احد میں شریک تھے، انھیں غزوۂ احد میں دس زخم لگے تھے۔

عمیر بن حرام

۱۰۸ ابن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب جو بروایت محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری بدر میں شریک تھے، موسیٰ بن عقبہ و محمد ابن اسحاق و ابو معشر نے ان کا ذکر شرکائے بدر میں نہیں کیا، ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عُمیر بن الحمام

ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب ان کی والدہ النوار بنت عامر ابن نابی بن زید بن حرام بن کعب تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر بن الحمام اور عبیدۃ بن الحارث کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، دونوں غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر میں ایک خیمے میں تھے، آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر اس جنت کی طرف جاؤ جس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے، اور پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے، عمیر بن الحمام نے کہا کہ خوب، خوب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کیوں تعجب کرتے ہو، عرض کیا میں امید کرتا ہوں کہ اس کا

اہل ہوں گا، فرمایا، بیشک تم اس کے اہل ہو، انھوں نے اپنے ترکش سے کھجوریں جھاڑیں اور انھیں چبانے لگے، پھر کہا کہ واللہ اگر میں ان کے چبانے تک زندہ رہا تو یہ بڑی طویل زندگی ہے، کھجوریں پھینک دیں اور قتال کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اسلام میں انصار کے سب سے پہلے شہید عمیر بن الحُمام ہیں جن کو خالد بن الاعلم نے شہید کیا۔

محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ عمیر بن الحمام کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

معاذ بن عمرو

ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب، ان کی والدہ ہند بنت عمرو ابن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب تھیں۔

معاذ کی اولاد میں عبداللہ اور امامہ تھیں، ان دونوں کی والدہ ثُبَیتہ بنت عمرو بن سعد بن مالک بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بنی ساعدہ میں سے تھیں۔

معاذ سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر تھے، بدر و احد میں شریک تھے وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی:

مَعَوِّذ بن عمرو

ابن الجموح بن زید بن الحرام ان کی والدہ ہند بنت عمرو بن حرام

ابن ثعلبہ بن حرام تھیں،
بروایت موسیٰ بن عقبہ و ابی معشر و محمد بن عمر، بدر میں شریک تھے،
محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں
حاضر تھے، وہ احد میں بھی شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔
ان دونوں کے بھائی:

خلّاد بن عمرو

۱۰۹

ابن الجموح بن زید بن حرام، ان کی والدہ ہند بنت عمرو بن حرام
ابن ثعلبہ بن حرام تھیں، تمام راوی متفق ہیں کہ وہ بدر میں شریک تھے، اُحد
میں بھی حاضر تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حبَاب بن المُنذِر

ابن الجموح بن زید بن حرام بن کعب۔
کنیت ابو عمرو تھی، ان کی والدہ الشموس بنت حق بن امۃ بن حرام
تھیں،
حباب کی اولاد میں خشرم اور ام جمیل تھیں، دونوں کی والدہ زینب
بنت صیفی بن صخر بن خنساء بنی عبید بن سلمہ میں سے تھیں، حباب وہی ہے
جن کے ماموں عمرو بن الساعدی ایک نقیب تھے، وہ (حباب) بیر معونہ
میں شہید ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیز گئے تاکہ
مرجائیں، حباب بدر میں شریک تھے۔
ابن عباس سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک مقام پر نزول فرمایا۔ حباب بن المنذر نے کہا کہ یہ منزل نہیں ہے آپ ہمیں ایسے مقام پر لے چلیے جہاں پانی قوم کے قریب ہو کہ ہم اس پر ایک حوض بنالیں، اس میں برتن ڈال دیں، پانی استعمال کریں، اور پھر لڑیں، اس کے سوا جتنے کنویں ہوں انھیں پاٹ دیں۔

جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور کہا کہ رائے یہی ہے جس کا حباب بن المنذر نے مشورہ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حباب تم نے عقل کا مشورہ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور آپ نے یہی کیا۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ یوم بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حباب بن المنذر کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ ہم ماہر جنگ ہیں، میری رائے یہ ہے کہ ہم سب کنویں پاٹ دیں سوائے اس ایک کنویں کے جس پر ہم ان لوگوں سے مقابلہ کریں۔

آپ نے یوم قریظہ اور یوم النضیر میں بھی لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حباب بن المنذر کھڑے ہوئے اور کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم محلات کے درمیان اتریں تاکہ ان کی خبر ان سے اور ان کی خبر ان سے منقطع ہوجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کا قول اختیار کیا۔

عمر بن الحصین سے مروی ہے کہ یوم بدر میں خزرج کا جھنڈا حباب ابن المنذر کے پاس تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ حباب بن المنذر جب بدر میں شریک ہوئے تو وہ تینتیس سال کے تھے، سب نے ان کے بدر میں شریک ہونے پر اتفاق کیا۔

محمد بن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو ان کے نزدیک بدر میں شریک تھے، حالانکہ ہمارے نزدیک یہ ان کا وہم ہے اس لیے کہ بدر میں حباب بن المنذر کا معاملہ مشہور ہے، حباب اُحد میں بھی شریک تھے، اس روز وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب ثابت قدم رہے

۱۱۰

انھوں نے آپ سے موت پر بیعت کی، خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے،

جس وقت انصار سقیفۂ بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ سے بیعت کرنے کے لیے جمع ہوئے تو یہ بھی وہاں موجود تھے، ابوبکرؓ اور عمرؓ و ابو عبیدہ ابن الجراح اور دوسرے مہاجرین بھی آئے، ان لوگوں نے گفتگو کی تو حباب بن المنذر نے کہا کہ "انا جذیلھا المحکک وعذیقھا المرجب"[1] (میں وہ شاخ ہوں جس سے اونٹ اپنا جسم کھجا تے ہیں اور وہ میوہ نورس ہوں جو بابرکت ہے) ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو، پھر ابوبکرؓ سے بیعت کر لی گئی اور سب لوگ منتشر ہو گئے۔

حباب بن المنذر کی وفات عمرؓ بن الخطاب کی خلافت میں ہوئی،[2] ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عقبہ بن عامر

ابن نابی بن زید بن حرام بن کعب،

ان کی والدہ فکیہہ بنت السکن بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن عدی بن کعب بن سلمہ تھیں، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عقبہ، عقبۂ اولی میں موجود تھے، انھیں ان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے جو مکے میں اسلام لائے، وہ اول انصار تھے جن کے قبل کوئی نہ تھا،

---

[1] یہ محاورہ ایسے وقت استعمال کرتے ہیں جب اپنے آپ کو مرجع الیہ ظاہر کرنا ہو۔

[2] الحباب بن المنذر یوم بیر معونہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں شہید ہو چکے تھے، اس لیے یہ سب وہم راوی ہے۔

محمد بن عمرؒ نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی ثابت ہے۔
عُقبہ بدر و احد میں شریک تھے، انھوں نے اس روز اپنے خود میں سبز پٹی بطور نشان کے لگالی تھی، خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، یمامہ میں بھی شریک تھے اور اسی روز سنہ ۱۲ھ میں شہید ہوئے، یہ واقعہ ابوبکر صدیق رحمتہ اللہ علیہ کی خلافت میں ہوا۔

ثابت بن ثعلبہ

ابن زید بن حارث بن حرام بن کعب۔
ان کی والدہ ام اناس بنت سعد تھیں جو بنی عذرہ پھر بنی سعد ہذیم پھر قضاعہ میں سے تھیں،
یہی ہیں جن کو ثابت بن الجذع کہا جاتا ہے الجذع ثعلبہ بن زید تھے، ان کا یہ نام اُن کی شدت قلب وخود رائی کی وجہ سے رکھا گیا، (کیونکہ جذع کے معنی درخت کے خشک تنے کے ہیں)،
ثابت کی اولاد میں عبداللہ حارث اور ام اناس تھیں، ان کی والدہ امامہ بنت عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق خزرج میں سے تھیں، ان لوگوں کی بقیہ اولاد تھی جو ختم ہوگئی۔
محمد بن سعدؒ نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک قوم زمانہ قریب سے ان کی طرف (ثابت کی طرف) منسوب ہے، وہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ ثابت ابن ثعلبہ الجذع تھے۔
سب کی روایت میں ثابت ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے تھے، ثابت بدر و احد و خندق و حدیبیہ و خیبر و فتح مکہ و یوم طائف میں موجود تھے، اور اسی روز شہید ہوئے۔

عمیر بن الحارث

ابن ثعلبہ بن حارث بن حرام بن کعب، بروایت موسیٰ بن عقبہ عمیر بن الحارث بن لبدہ بن ثعلبہ بن الحارث تھے، ان کی والدہ کبشہ بنت نابیٔ بنی زید بن حرام بنی سلمہ میں سے تھیں۔

تمام راوی متفق ہیں کہ وہ عقبہ میں موجود تھے بدر و اُحد میں بھی شریک تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حرام بن کعب کے موالی

تمیم مولائے خراش

ابن الصمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم مولائے خراش ابن الصمہ اور خباب مولائے عتبہ بن غزوان کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، تمیم بدر و احد میں شریک تھے، جس وقت ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

حبیب بن الاسود

جو بنی حرام کے مولی تھے، محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر نے بھی اسی طرح حبیب بن الاسود کہا، موسیٰ بن عقبہ نے اپنی روایت میں حبیب بن سعد کہا جو بنی حرام کے مولی تھے، وہ بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت بقیہ اولاد نہ تھی۔

بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ جو (دیوان میں) علیحدہ پکارے جاتے تھے

بشر بن البراء

ابن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید ان کی والدہ خلیدہ بنت قیس بن ثابت بن خالد اشجع کی شاخ بنی دہمان میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے جو تیر انداز بیان کیے گئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشر بن البراء بن معرور اور واقد بن عبد اللہ التمیمی حلیف بنی عدی کے درمیان عقد مواخاة کیا تھا، بشر بدر و احد و خندق و حدیبیہ و خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

۱۱۴ ہمرکاب تھے انھوں نے یوم خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ وہ زہر آلود بکری کھائی جو آپ کو یہودیہ نے ہدیۃً دی تھی بشر نے اپنا لقمہ نگلا تو وہ اس جگہ سے ہٹے بھی نہ تھے کہ رنگ بدل کر طیلسان (کی طرح) سبز ہوگیا، درد نے انھیں ایک سال تک اس طرح مبتلا رکھا کہ بغیر کروٹ بدلوائے کروٹ تک نہ بدل سکتے تھے، پھر اسی سے ان کی شہادت ہوگئی کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے مقام سے ہٹے نہ تھے کہ ان کی وفات ہوگئی۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی سلمہ، تمہارا سردار کون ہے، ان لوگوں نے کہا کہ الجد بن قیس، ان میں اور کوئی برائی نہیں سوائے اس کے کہ بخل ہے، فرمایا کہ بخل سے زیادہ اور کون مرض ہوگا، تمہارے سردار بشر بن البراء ابن معرور ہیں۔

عبداللہ بن الجد
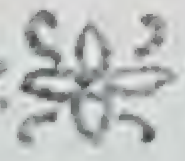
ابن قیس بن صخر بن خنساء بن سنان بن عُبید، ان کی والدہ ہند بنت سہل جہینہ کی شاخ بنی الربعہ میں سے تھیں، ان کے اخیافی بھائی معاذ ابن جبل تھے۔

عبداللہ بدر و احد میں شریک تھے، ان کے والد الجد بن قیس کی کنیت ابو وہب تھی، اس نے بھی اسلام ظاہر کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جہاد بھی کیے تھے، حالانکہ وہ منافق تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کیا تو اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی الا فی الفتنۃ سقطوا" (ان لوگوں میں وہ بھی ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں اجازت دیجیے اور ہمیں فتنے میں نہ ڈالیے۔ دیکھو خبردار یہ لوگ فتنے میں پڑ گئے ہیں۔)

عبد اللہ بن الجد کی بقیہ اولاد نہ تھی، ان کے بھائی محمد بن الجد بن قیس کی بقیہ اولاد تھی۔

سنان بن صیفی

ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید، ان کی والدہ نائلہ بنت قیس بن النعمان بن سنان بنی سلمہ میں سے تھیں، سنان بن صیفی کی اولاد میں مسعود تھے، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

سنان سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے بدر و احد میں بھی شریک تھے جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عتبہ بن عبد اللہ

ابن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید، ان کی والدہ بُسرہ بنت زید بن امیہ ابن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔　۱۱۳

بدر و احد میں شریک تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

طفیل بن مالک

ابن خنساء بن سنان بن عبید، ان کی والدہ اسماء بنت القین بن کعب ابن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔

طفیل بن مالک کی اولاد میں عبد اللہ اور الربیع تھے، دونوں کی والدہ ام

بنت قرط بن خنساء بن سنان بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں،
طفیل بن مالک سب کی روایت میں عقبہ میں شریک تھے، بدر و احد میں بھی تھے، ان کی بقیہ اولاد تھی جو سب کے سب ختم ہو گئے اور لاولد مر گئے۔

طفیل بن النعمان

ابن خنساء بن سنان بن عبید، ان کی والدہ خنساء بنت رئاب بن النعمان ابن سنان بن عبید تھیں جو جابر بن عبداللہ بن رئاب کی پھوپی تھیں۔
طفیل سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر تھے، بدر و احد میں شریک تھے، احد میں انھیں تیرہ زخم لگے تھے، غزوۂ خندق میں بھی شریک تھے اور اسی روز شہید ہوئے، وحشی نے انھیں شہید کیا۔
وحشی کہا کرتے تھے کہ حمزہ بن عبدالمطلب اور طفیل بن نعمان کا اللہ نے میرے ہاتھ سے اکرام کیا اور ان کے ہاتھوں سے میری توہین نہیں کی کہ میں کفر کی حالت میں قتل کر دیا جاتا۔
طفیل بن النعمان کی اولاد میں ایک بیٹی تھیں جن کا نام الربیع تھا، ان سے ابو یحییٰ عبداللہ بن عبد مناف بن النعمان بن سنان بن عبید نے نکاح کیا ان سے ان کے یہاں ولادت ہوئی، الربیع کی والدہ اسماء بنت قرط بن خنساء بن سنان بن عبید تھیں۔ طفیل بن النعمان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن عبد مناف

ابن النعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔
کنیت ابو یحییٰ تھی، ان کی والدہ حمیمہ بنت عبید بن ابی کعب

ابن القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں عبد اللہ بن عبد مناف کی ایک بیٹی تھیں جن کا نام بھی جُشیمہ تھا، ان کی والدہ الربیع بنت الطفیل بن النعمان ابن خنساء بن سنان بن عبید تھیں۔

عبد اللہ بن عبد مناف بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

۱۱۴

جابر بن عبد اللہ

ابن رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید، ان کی والدہ ام جابر بنت زہیر بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

جابر کو ان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے جو انصار میں سب سے پہلے مکے میں اسلام لائے، جابر بدر و اُحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث بھی روایت کی ہیں۔

الکلبی نے اس آیت "یمحوا اللہ مایشاء ویثبت" (اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے) تفسیر میں ان سے بیان کیا کہ "یمحو من الرزق ویزید فیہ ویمحو من الاجل ویزید فیہ" (رزق میں سے مٹا دیتا ہے اور اس میں زیادہ کر دیتا ہے اور موت میں سے (کچھ دن) مٹا دیتا ہے اور اس میں زیادہ کر دیتا ہے)۔

میں نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ سے کس نے بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابو صالح نے جابر بن عبد اللہ بن رئاب الانصاری سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

جابر بن عبد اللہ بن رئاب الانصاری سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت "لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاخرۃ"

(ان کے لیے حیات دنیا و آخرت میں خوشخبریاں ہیں) کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ رویائے صالحہ (سچے خواب) ہیں جنھیں بندہ دیکھتا ہے یا اُسے دکھائے جاتے ہیں۔

خُلَید بن قیس

ابن النعمان بن سنان بن عبید، ان کی والدہ ام بنت القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں، محمد بن اسحاق و محمد بن عمر نے خلید کو اسی طرح کہا ہے موسیٰ بن عقبہ و ابو معشر نے خلیدہ بن قیس کہا، ان کے سوا دوسروں نے خالدہ بن قیس کہا، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ خالد بن قیس تھے، ان کے ساتھ ان کے ایک حقیقی بھائی بھی، جن کا نام خلاد تھا، بدر میں شریک تھے۔

موسیٰ بن عقبہ و محمد بن عمر و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے شرکائے بدر میں خلاد کا ذکر نہیں کیا، میں بھی اسے ثابت نہیں سمجھتا، خلید بن قیس بدر و احد میں شریک تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

یزید بن المنذر

ابن سرح بن خناس بن سنان بن عبید۔

سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یزید بن المنذر اور عامر بن الربیعہ حلیف بنی عدی بن کعب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا، یزید بن المنذر بدر و احد میں شریک تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔ ۱۱۵

عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے بیان کیا کہ زمانۂ قریب سے

ایک قوم نے یزید بن المنذر کی طرف اپنا انتساب کیا ہے، یہ باطل ہے۔
ان کے بھائی:

معقل بن المنذر

ابن سرح بن خناس بن سنان بن عبید، سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے بدر و احد میں بھی شریک تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن النعمان

ابن بُلدُمہ بن خناس بن سنان بن عبید، محمد بن عمرؓ نے اسی طرح بلدمہ کہا، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر نے بلدمہ کہا، عبداللہ بن محمد ابن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ بلدمہ دو ہیں جو ابو قتادہ بن ربعی بن بلدمہ کے چچازاد بھائی تھے۔

عبداللہ بن النعمان بدر و اُحد میں شریک تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

جبّار بن صخر

ابن امیہ بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، ان کی والدہ عنیکہ بنت خرشہ بن عمرو بن عبید بن عامر بن بیاضہ تھیں، جبار کی

کنیت ابو عبد اللہ تھی، سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبار بن صخر اور مقداد بن عمرو کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

جبار بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں خارص (کھجوروں کا اندازہ کرنیوالا) بنا کے خیبر وغیرہ بھیجا کرتے تھے، جبار جس وقت بدر میں شریک ہوئے تو بتیس سال کے تھے، ان کی وفات ۳۰ھ میں مدینے میں عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ضحاک بن حارثہ

۱۱۶ ابن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، ان کی والدہ ہند بنت مالک بن عامر بن بیاضہ تھیں۔

ضحاک کی اولاد میں یزید تھے، ان کی والدہ امامہ بنت محرث بن زید بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں، ایک زمانے سے ضحاک کی بقیہ اولاد مر چکی تھی۔

ضحاک سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر میں بھی شریک تھے۔

سواد بن رُزن

ابن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، ان کی والدہ ام قیس بنت القین بن کعب بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔

محمد بن عمر و عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا نام و نسب اسی طرح بیان کیا، موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ وہ اسود بن رزن بن ثعلبہ تھے، انھوں نے زید کا ذکر نہیں کیا، محمد بن اسحاق و ابو معشر نے سواد بن زریق ابن ثعلبہ کہا، یہ ہمارے نزدیک ان کے راویوں کی نام کے پڑھنے میں خطا ہے۔

سواد بن رزن کی اولاد میں ام عبد اللہ بنت سواد مبایعات میں سے تھیں، ام رزن بنت سواد یہ بھی مبایعات میں سے تھیں، ان کی والدہ خنساء بنت رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید تھیں۔

سواد بن رزن بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

حلفائے بنی عبید بن عدی اور ان کے موالی

حمزۃ بن الحُمَیِّر

اشجع کے پھر بنی دہمان کے حلیف تھے، محمد بن عمر نے اسی طرح کہا، محمد بن عمر نے کہا کہ میں نے خارجہ بن الحمیر سنا ہے، محمد بن اسحاق نے کہا کہ وہ خارجہ بن الحمیر تھے، موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ وہ حارثہ بن الحمیر تھے۔ اور ابو معشر سے مختلف روایتیں ہیں، ان کے بعض راویوں نے کہا کہ وہ حربہ بن الحمیر تھے۔

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ اشجع پھر بنی دہمان حلیف بنی عبید ابن عدی میں سے تھے، بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی :

عبداللہ بن الحمیر

جو اشجع بھر بنی دہمان میں سے تھے، ان کے نام میں سب کا اتفاق ہے، ان کے بارے میں کسی کا اختلاف نہیں کہ بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

نعمان بن سنان

۱۱۷

بنی عبید بن عدی کے مولیٰ تھے، اس پر سب کا اتفاق ہے، بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ

قطبہ بن عامر

ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد،

کنیت ابو زید تھی، ان کی والدہ زینب بنت عمرو بن سنان بن عمرو بن مالک بن ہشتہ بن قطبہ بن عمرو بن عمرو بن قطبہ بن مالک بن افصیٰ بن عمرو تھیں جو اسلم میں سے تھیں،

قطبہ کی اولاد میں ام جمیل تھیں کہ مبایعات میں شمار تھا، ان کی والدہ ام عمرو بنت عمرو بن خلید بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔

قطبہ سب کی روایت میں دونوں عقبہ میں حاضر تھے، ان کو ان چھ آدمیوں میں بیان کیا جاتا ہے جن کے متعلق مروی ہے کہ وہ انصار میں سب سے پہلے مکے میں اسلام لائے کہ ان کے قبل کوئی مسلمان نہ ہوا تھا، محمد بن عمر نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ تمام اقوال میں سب سے زیادہ ثابت ہے۔

قطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب میں تھے جو تیر انداز بیان کئے گئے ہیں، بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے، غزوۂ فتح میں بنی سلمہ کا جھنڈا انھیں کے پاس تھا، غزوۂ احد میں ان کے نو زخم لگے تھے۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطبہ بن عامر بن حدیدہ کو بیس آدمیوں کے ہمراہ خثعم کے ایک قبیلے کی طرف نواح تبالہ میں بھیجا اور حکم دیا کہ ان لوگوں پر دفعتہً حملہ کریں۔

یہ لوگ الحاضر تک پہنچے اور سو گئے، بیدار ہو کے بڑھے اور دفعتہً حملہ کر دیا، اس قوم نے بھی حملہ کیا۔ باہم شدید لڑائی ہوئی جس میں فریقین کو بکثرت زخم لگے۔

قطبہ کے ساتھی غالب رہے اور جس کو چاہا قتل کیا، ان کے اونٹ اور بکریاں مدینہ ہنکا لائے، خمس نکالنے کے بعد ان کے حصے میں فی کس چار اونٹ تھے، ایک اونٹ دس بکریوں کے مساوی قرار دیا گیا، یہ سریہ صفر ۹ھ میں ہوا تھا۔

ابو معشر نے کہا کہ قطبہ بن عامر نے غزوۂ بدر میں دونوں صفوں کے درمیان ایک پتھر پھینک دیا اور کہا کہ اس وقت تک میں بھی

نہ بھاگوں گا جب تک کہ یہ پتھر نہ بھاگے، قطبہ زندہ رہے یہاں تک کہ عثمانؓ بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی:

یزید بن عامر

۱۱۸

ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد۔

کنیت ابو المنذر تھی، ان کی والدہ زینب بنت عمرو بن سنان تھیں، وہی قطبہ بن عامر کی والدہ بھی تھیں۔

یزید بن عامر کی اولاد میں عبدالرحمن اور منذر تھے، ان دونوں کی والدہ عائشہ بنت جری بن عمرو بن عامر بن عبد رزاح بن ظفر اوس میں سے تھیں۔

یزید بن عامر سب کی روایت میں سترؔ انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر و احد میں بھی شریک تھے، مدینے اور بغداد میں ان کی بقیہ اولاد تھی۔

سُلیم بن عمرو

ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد، ان کی والدہ ام سُلیم بنت عمرو ابن عباد بن عمرو بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔

تمام راویوں کا اتفاق ہے کہ وہ سترؔ انصار کے ساتھ عقبہ میں شریک ہوئے، بدر و اُحد میں بھی حاضر تھے، ہجرت کے بتیسویں مہینے

بماہ شوال غزوۂ احد میں شہید ہوئے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ثعلبہ بن عنمہ

ابن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد ان کی والدہ جہیرہ بنت القین بن کعب بنی سلمہ میں سے تھیں۔

سب کی راویت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، جب اسلام لائے تو وہ اور معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن انیس بنی سلمہ کے بت توڑا رہے تھے۔

بدر و احد و خندق میں شریک تھے، اسی روز شہید ہوئے، ہبیرہ ابن ابی وہب المخزومی نے شہید کیا۔

عبس بن عامر

ابن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد، ان کی والدہ ام البنین بنت زہیر بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں وہ ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر و احد میں بھی شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابو الیسر جن کا نام کعب بن عمرو تھا

ابن عباد بن عمرو بن سواد، ان کی والدہ نسیبہ بنت قیس بن الاسود

ابن مری بنی سلمہ میں سے تھیں۔

۱۱۹ ابوالیسر کی اولاد میں عمیر تھے، ان کی والدہ ام عمرو بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں، یہ جابر بن عبداللہ اور یزید بن ابی الیسر کی پھوپی تھیں، ان کی والدہ لبابہ بنت الحارث بن سعید مزینہ میں سے تھیں۔

حبیب، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

عائشہ، ان کی والدہ ام الرباع بنت عبد عمرو بن مسعود بن عبدالاشہل تھیں۔

ابوالیسر سب کی روایت میں عقبہ میں حاضر ہوئے، جس وقت وہ بدر میں شریک ہوئے تو بیس سال کے تھے، احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے۔

ابوالیسر قصیر و پست قد بڑے پیٹ والے آدمی تھے، ان کی وفات ۳۵ھ میں مدینے میں ہوئی، یہ معاویہ بن ابی سفیان رحمہ اللہ کی خلافت کا زمانہ تھا، ان کی بقیہ اولاد مدینے میں تھی۔

سہل بن قیس

ابن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد، ان کی والدہ نائلہ بنت سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء بن عبدالاشہل اوس میں سے تھیں، کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین شاعر کے چچازاد بھائی تھے۔

سہل بدر و احد میں شریک تھے، ہجرت کے تبیسویں مہینے ماہ شوال یوم احد میں شہید ہوئے، احد میں مشہور قبر والے ہیں، ان کی اولاد میں ایک مرد اور ایک خاتون باقی تھیں۔

بنی سواد بن غنم کے موالی

عنترہ مولائے سلیم

ابن عمرو بن حدیدہ بن عمرو بن سواد۔
بدر و احد میں شریک تھے، اسی روز شہید ہوئے، نوفل بن معاویہ الدیلی نے شہید کیا، موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ وہ عنترہ بن عمرو تھے جو سلیم ابن عمرو کے مولیٰ تھے۔

بقیۂ بنی سلمہ

معبد بن قیس

ابن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، ان کی والدہ الزہرہ بنت زہیر بن حرام بن ثعلبہ بن عبید بنی سلمہ میں سے تھیں، محمد بن عمرو و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح ان کا نام و نسب بیان کیا اور اسی طرح کتاب نسب الانصار میں بھی ہے، لیکن موسیٰ بن عقبہ

محمد بن اسحاق و ابو معشر، معبد بن قیس بن صخر کہتے تھے، وہ لوگ صیفی کا ذکر نہیں کرتے تھے۔

معبد بدر و احد میں شریک تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو بقیہ اولاد نہ تھی۔

عبداللہ بن قیس

ابن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ،

محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے عبداللہ بن قیس کا ان لوگوں کے ساتھ ذکر کیا ہے جو بدر میں شریک تھے، موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر ان لوگوں میں نہیں کیا جو بدر میں موجود تھے، عبداللہ احد میں بھی شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

عمرو بن طلق

ابن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ۔

محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمرو عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے ان کا ذکر شرکائے بدر کے ساتھ کیا ہے، لیکن موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب میں ان کو شرکائے بدر میں شمار نہیں کیا۔ وہ احد میں بھی شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

معاذ بن جبل

ابن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی ابن سعد برادر سلمہ بن سعد، ان کی والدہ ہند بنت سہل بنی الربعہ کی شاخ جہینہ میں سے تھیں، ان کے اخیافی بھائی عبداللہ بن الجد بن قیس اہل بدر میں سے تھے۔

معاذ کی اولاد میں ام عبداللہ تھیں جن کا شمار مبایعات میں تھا، ان کی والدہ ام عمرو بنت خالد بن عمرو بن عدی بن سنان بن نابی بن عمرو بن سواد بنی سلمہ میں سے تھیں۔

ان کے دو بیٹے تھے ایک عبدالرحمٰن اور دوسرے کا نام ہم سے نہیں بیان کیا گیا، نہ ان دونوں کی والدہ کا نام ہم سے بیان کیا گیا معاذ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔

وہ سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں آئے تھے، معاذ بن جبل جب اسلام لائے تو وہ اور ثعلبہ بن عنمہ اور عبداللہ بن انیس، بنی سلمہ کے بت توڑ رہے تھے۔

۱۲۱　ابن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل اور عبداللہ بن مسعود کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا، جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے، لیکن خاص محمد بن اسحاق کی روایت میں، جس کا ان کے سوا کسی نے ذکر نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل اور جعفر بن ابی طالب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے، حالانکہ مواخاۃ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے مدینے تشریف لانے کے بعد بدر سے پہلے ان لوگوں میں ہوئی تھی، غزوۂ بدر کے بعد جب آیت میراث نازل ہوگئی تو مواخاۃ جاتی رہی جعفر بن ابی طالب نے اس سے پہلے ہی کئے سے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان جب عقد مواخاۃ کیا تھا تو وہ ملک حبشہ میں تھے اور سات سال کے بعد آئے لہذا یہ محمد بن اسحاق کا وہم ہے۔

معاذ جب بدر میں شریک ہوئے تو جیسا کہ ان کی قوم سے مروی ہے وہ بیس یا اکیس سال کے تھے، معاذ احد و خندق اور تمام مشاہد میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔

ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ جس وقت معاذ بن جبل کے قرض خواہوں نے ان پر سختی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہوں کے لئے انھیں ان کے مال سے جدا کر کے یمن بھیج دیا اور فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ تمہارا نقصان پورا کر دے گا، محمد بن عمر نے کہا کہ یہ واقعہ ربیع الآخر ۹ھ کا ہے۔

معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے یمن بھیجا تو فرمایا کہ اگر تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو اس کا فیصلہ کاہے سے کروگے، عرض کی، جو کتاب اللہ میں ہے اس سے فیصلہ کروں گا، فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ ہو؟ عرض کی کہ اس سے فیصلہ کروں گا جو رسول اللہؐ نے فیصلہ کیا ہے؟ فرمایا کہ اگر رسول اللہؐ کے بھی فیصلے میں نہ ہو؟ عرض کی، اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا، آنحضرتؐ نے میرے سینے پر برکت کے لیے مارا، اور فرمایا کہ سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو اس بات کی توفیق دی جس سے وہ رسولؐ اللہ کو راضی کرے۔

ابن ابی نجیح سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کے

پاس معاذ کو بھیجا اور لکھا کہ میں نے تم پر ایسے شخص کو بھیجا ہے جو میرے بہترین اصحاب میں سے ہے، اور ان میں بہترین صاحب علم اور صاحب دین ہے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل نے کہا کہ جس وقت میں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو سب سے آخر جو وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی وہ یہ تھی کہ لوگوں کے ساتھ اپنے اخلاق اچھے رکھنا۔

۱۲۲ بُشیر بن یسار سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل لنگڑے آدمی تھے، جب معلم بنا کر یمن بھیجے گئے تو انھوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور نماز میں اپنا پاؤں پھیلا دیا، قوم نے بھی اپنے پاؤں پھیلا دیے، جب نماز پڑھ لی تو انھوں نے کہا کہ تم لوگوں نے اچھا کیا، لیکن دوبارہ نہ کرنا، میں نے تو صرف اس لئے اپنا پاؤں نماز میں پھیلا دیا کہ مجھے تکلیف ہے۔

شقیق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن پر عامل بنایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو معاذ یمن ہی کے عامل تھے، عمرؓ اس سال حج پر عامل تھے، معاذ مکے آئے تو ان کے ساتھ رفیق تھا اور غلام علیحدہ تھے۔

عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ اے ابو عبدالرحمٰن یہ غلام کس کے ہیں، انھوں نے کہا کہ میرے ہیں، فرمایا وہ کہاں سے تمھارے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ مجھے ہدیۃً دیے گئے ہیں، عمرؓ نے کہا کہ میرا کہنا مانو اور انھیں ابوبکرؓ کے پاس بھیج دو، اگر وہ خوشی سے ان کو تمھیں دیدیں تو وہ تمھارے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں اس میں آپ کا کہنا نہیں مانوں گا کہ ایک شے جو مجھے ہدیۃً دی گئی ہے میں اُسے ابوبکرؓ کے پاس بھیجدوں۔

رات کو سوئے، صبح ہوئی ہو تو انھوں نے کہا، اے ابن الخطاب، میں سوائے آپ کا کہنا ماننے کے اور کوئی صورت نہیں دیکھتا میں نے

رات کو خواب میں دیکھا کہ میں دوزخ کی طرف کھینچا یا ہنکایا جا رہا ہوں، آپ میرا سینہ پکڑے ہوئے ہیں، لہذا آپ ایسا ہی سمجھ لیجئے کہ ان سب کو ابو بکرؓ کے پاس لے جائیے، انھوں نے کہا کہ تم اس کے زیادہ مستحق ہو کہ خود لے جاؤ، ابو بکرؓ نے فرمایا کہ وہ تمھارے ہیں، تم انھیں اپنے گھر والوں میں لے جاؤ۔

غلام ان کے پیچھے صف باندھ کر نماز پڑھنے لگے، جب وہ واپس ہوئے تو پوچھا کہ تم لوگ کس کی نماز پڑھتے ہو، سب نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی، انھوں نے کہا کہ تم لوگ جاؤ کیونکہ تم انھیں کے ہو۔

موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لشکر پر آپ کے عامل معاذ بن جبل تھے۔

ذکوان سے مروی ہے کہ معاذ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، پھر آکر اپنی قوم کی امامت کرتے تھے۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے سب سے زیادہ عالم حلال وحرام معاذ بن جبل ہیں۔

عبداللہ بن الصامت سے مروی ہے کہ معاذ نے کہا کہ جب سے میں اسلام لایا ہمیشہ اپنی داہنی طرف تھوکا۔

حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل نے اپنی داہنی طرف تھوکا جب کہ وہ نماز میں نہ تھے، اور کہا کہ جب سے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے ایسا نہیں کیا۔

محفوظ بن علقمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ معاذ بن جبل اپنے خیمے میں داخل ہوئے تو بیوی کو دیکھا کہ خیمے کے سوراخ سے جھانک رہی ہیں، انھوں نے ان کو مارا، معاذ تربوز کھا رہے تھے، ہمراہ ان کی بیوی بھی تھیں، ان کا غلام گذرا تو بیوی نے اسے تربوز کا ٹکڑا جو انھوں نے دانت سے کاٹا تھا دیدیا، معاذ نے انھیں مارا۔

۱۲۳

ابی ادریس الخولانی سے مروی ہے کہ میں دمشق کی مسجد میں گیا، اتفاق سے وہاں ایک چمکدار دانت والا شخص تھا، لوگ اس کے گرد تھے، اگر کسی بات میں اختلاف کرتے تو اس کے پاس لے جاتے، اور اس کی رائے سے رجوع کرتے، میں نے دریافت کیا تو لوگوں نے کہا یہ معاذ بن جبل ہیں۔

جب دوسرا دن ہوا تو میں صبح سویرے گیا، وہ مجھ سے زیادہ سویرے آگئے تھے، میں نے انھیں نماز پڑھتا ہوا پایا، ان کا انتظار کیا یہاں تک کہ انھوں نے اپنی نماز ادا کرلی، پھر میں سامنے سے ان کے پاس آیا، سلام کیا اور عرض کی کہ واللہ میں آپ سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں، فرمایا، اللہ کے لئے؟ عرض کی اللہ کے لئے، پھر فرمایا اللہ کے لیے؟ عرض کی اللہ کے لیے۔

انھوں نے میری چادر کا کنارہ پکڑ کے مجھے اپنی طرف گھسیٹا اور کہا کہ تمھیں خوش خبری ہو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ میری رحمت ان دو شخصوں کے لئے واجب ہوگئی جو میرے بارے میں باہم محبت کریں، میرے بارے میں باہم بیٹھیں، میرے بارے میں باہم اپنا مال یا طاقت خرچ کریں اور میرے بارے میں باہم زیارت کریں۔

شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ وہ حمص کی مسجد میں گیا، وہاں لوگوں کے حلقے میں ایک خوبصورت گندم گوں اور صاف دانت والا آدمی تھا، قوم میں وہ لوگ بھی تھے جو اس سے عمر میں بڑے تھے، پھر بھی وہ اس کے پاس آتے تھے اور حدیث سنتے تھے، میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں معاذ بن جبل ہوں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل رحمہ اللہ صورت میں سب سے اچھے، اخلاق میں سب سے پاکیزہ، دل و دست کے بحر و کان تھے، انھوں نے بہت قرض لے لیا تو قرض خواہ ان کے

ساتھ لگ گئے یہاں تک کہ چند روز وہ اُن لوگوں سے اپنے گھر میں چھپے رہے۔

قرض خواہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کے پاس بھیج کر ان کو بلوایا، وہ آپ کے پاس آئے، ساتھ قرض خواہ بھی تھے، ان لوگوں نے کہا یارسول اللہ ہمارے لیے ہمارا حق ان سے لے لیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس پر اللہ رحمت کرے جو انھیں معاف کردے۔

کچھ لوگوں نے انھیں معاف کردیا، دوسروں نے انکار کیا، اور کہا کہ یارسولؐ اللہ ہمارے لیے ہمارا حق ان سے لے لیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ تم ان لوگوں کے لیے صبر کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کا مال لے لیا اور قرض خواہوں کو دیدیا، ان لوگوں نے انھیں باہم تقسیم کرلیا، انھیں اپنے حقوق کے $\frac{5}{7}$ حصے وصول ہوگئے، انھوں نے کہا قرض خواہوں نے عرض کی یارسول انھیں ہمارے لیے فروخت کردیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انھیں چھوڑ دو، تمھارے لیے ان پر کوئی گنجائش نہیں ہے۔

۱۲۴ معاذ بنی سلمہ کی طرف واپس ہوئے، ان سے کسی نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگ لیتے تو بہتر ہوتا، کیونکہ آج تم نے ناداری کی حالت میں صبح کی ہے، انھوں نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ آپ سے مانگوں۔

وہ دن بھر ٹھیرے، پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور یمن بھیج دیا اور فرمایا، امید ہے کہ اللہ تمہارا نقصان پورا کردے اور قرض ادا کرادے، معاذ یمن روانہ ہوگئے، وہ برابر وہیں رہے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

وہ اس سال مکے پہنچے جب کہ عمرؓ بن الخطاب نے حج کیا، ان کو ابوبکرؓ نے حج پر عامل بنایا تھا، دونوں یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) کو منی

میں ملے اور معانقہ کیا، دونوں میں سے ہر ایک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعزیت کی پھر زمین پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

عمرؓ نے معاذ کے پاس چند غلام دیکھے، پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن یہ کون لوگ ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے انھیں اپنی ایک وجہ سے پایا ہے، عمرؓ نے کہا کس وجہ سے؟ انھوں نے کہا کہ وہ مجھے ہدیتہً دیے گئے ہیں اور ان کے ذریعے سے میرے ساتھ کرم کیا گیا ہے، عمرؓ نے کہا کہ یہ بات ابوبکرؓ سے بیان کرو، معاذ نے کہا کہ مجھے ابوبکرؓ سے اس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

معاذ سو گئے تو انھوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ آگ کے گڑھے پر ہیں اور عمرؓ ان کے پیچھے سے ان کا نیفہ پکڑے ہوئے آگ میں گرنے سے روک رہے ہیں، معاذ گھبرا گئے اور کہا کہ یہ وہی ہے جس کا عمرؓ نے مشورہ دیا تھا، معاذ نے ابوبکرؓ سے ذکر کیا تو ابوبکرؓ نے اسے ان کے لیے جائز رکھا، انھوں نے اپنے بقیہ قرض خواہوں کو بھی ادا کر دیا، اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ امید ہے کہ اللہ تمھارا نقصان پورا کر دے۔

عبداللہ بن رافع سے مروی ہے کہ جب ابو عبیدہ بن الجراح کی عمواس کے طاعون میں وفات ہوئی تو انھوں نے معاذ بن جبل کو خلیفہ بنا دیا، طاعون بڑھ گیا تو لوگوں نے معاذ سے کہا کہ اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ اس عذاب کو ہم سے اٹھا لے۔

معاذ نے کہا کہ یہ عذاب نہیں ہے، یہ تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے اور تمھارے پہلے صالحین کی موت اسی میں ہوئی ہے، یہ شہادت ہے اس بات کی کہ تم میں سے اللہ جس کو چاہتا ہے اس کے ساتھ مخصوص کر دیتا ہے، اے لوگو چار خصلتیں ہیں کہ جسے یہ ممکن ہو کہ وہ ان میں سے کسی کو نہ پائے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے نہ پائے۔

لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں؟ انھوں نے کہا کہ ایک زمانہ آئے گا

جس میں باطل ظاہر ہو گا، آدمی صبح ایک دین پر کرے گا اور شام دوسرے دین پر، وہ کہے گا، واللہ میں نہیں جانتا کہ کس دین پر ہوں، نہ بصیرت کے ساتھ وہ زندہ رہے گا نہ بصیرت کے ساتھ مرے گا، آدمی کو اللہ کے مال میں سے اس شرط پر مال دیا جائے گا کہ وہ جھوٹی باتیں بیان کرے جو اللہ کو ناراض کریں، اے اللہ تو آل معاذ کو اس رحمت (وبا) کا پورا حصہ عطا کر۔

ان کے دونوں بیٹے طاعون میں مبتلا ہوئے، پوچھا کہ تم دونوں اپنے کو کس حالت میں پاتے ہو؟ انھوں نے کہا، اے ہمارے والد حق آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے، لہذا آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں، انھوں نے کہا کہ انشاء اللہ مجھے تم دونوں صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے۔

ان کی دونوں بیویاں طاعون میں مبتلا ہوئیں اور ہلاک ہو گئیں، خود ان کے انگوٹھے میں طاعون ہوا تو اسے اپنے منہ سے یہ کہہ کر چھونے لگے کہ اے اللہ یہ چھوٹی سی ہے، تو اس میں برکت دے، کیونکہ تو چھوٹے میں برکت دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

حارث بن عمیرہ الزبیدی سے مروی ہے کہ میں اس وقت معاذ ابن جبل کے پاس بیٹھا تھا جب ان کی وفات ہوئی، کبھی ان پر بیہوشی طاری ہو جاتی تھی اور کبھی افاقہ ہو جاتا تھا، افاقے کے وقت میں نے انھیں کہتے سنا کہ تو میرا گلا گھونٹ کیونکہ تیری عزت کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔　۱۲۵

سلمہ بن کہیل سے مروی ہے کہ معاذ کے حلق میں طاعون کا اثر ہو گیا تو انھوں نے کہا کہ یارب تو میرا گلا گھونٹتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

داؤد بن الحصین سے مروی ہے کہ عمواس کے سال جب طاعون واقع ہوا تو معاذ کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ عذاب ہے جو واقع ہوا ہے،

معاذ نے کہا کہ آیا تم لوگ رحمت کو، جو اللہ نے اپنے بندوں پر کی، اس عذاب کے مثل کرتے ہو جو اللہ نے کسی قوم پر کیا جن سے وہ ناراض ہوا، بیشک وہ رحمت ہے جس کو اللہ نے تمہارے لیے خاص کیا، وہ شہادت ہے جس کو اللہ نے تمہارے لیے خاص کیا، اے اللہ معاذ اور اس کے گھر والوں پر بھی یہ رحمت بھیج، تم میں سے جس شخص کو مرنا ممکن ہو، وہ قبل ان فتنوں کے، جو ہوں گے، مرجائے قبل اس کے کہ آدمی اپنے اسلام کے بعد کفر کرے، یا کسی کو بغیر حق کے قتل کرے یا اہل بغاوت کی مدد کرے، یا آدمی یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ میں کاہے پر ہوں، اگر میں مروں یا جیوں حق پر ہوں یا باطل پر۔

ابو مسلم الخولانی سے مروی ہے کہ میں مسجد حمص میں گیا تو وہاں تقریباً تیس ادھیڑ عمر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے، ان میں ایک جوان تھا جو آنکھوں میں سرمہ لگائے تھا، دانت چمکدار تھے، وہ خاموش تھا اور کچھ نہیں بولتا تھا، جب قوم کسی امر میں شک کرتی تھی تو اس کے پاس آکر دریافت کرتے تھے، میں نے اپنے پاس بیٹھنے والے سے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو اس نے کہا معاذ بن جبل ہیں۔

اسحاق بن خارجہ بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ معاذ بن جبل لمبے گورے، خوبصورت دانت کے بڑی آنکھ والے تھے بھویں آپس میں ملی ہوئی تھیں، گھونگر والے بال تھے، جس وقت بدر میں شریک ہوئے تو بیس یا اکیس سال کے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب غزوۂ تبوک میں تھے پھر یمن روانہ ہو گئے اس وقت وہ اٹھارہ سال کے تھے ملک شام و علاقۂ اردن میں وبائے عمواس ۱۸ھ میں بخلافت عمرؓ بن الخطاب وفات ہوئی اس وقت وہ اڑتیس سال کے تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب زندہ آسمان پر اٹھائے گئے تو تینتیس سال کے تھے، معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو وہ بھی تینتیس سال کے تھے۔ ۱۲۶

سعید بن ابی عروبہ سے مروی ہے کہ میں نے شہر بن حوشب کو کہتے سنا کہ عمرؓ بن الخطاب نے

فرمایا کہ اگر میں معاذ بن جبل کو پاتا تو انھیں خلیفہ بناتا مجھ سے میرا رب انکے متعلق پوچھتا تو میں کہتا اے میرے رب میں نے تیرے نبی کو کہتے سنا کہ قیامت کے دن جب علماء جمع ہوں گے تو معاذ بن جبل بقدر پتھر پھینکنے کے ان کے آگے ہوں گے۔

ابن سعد نے کہا کہ بدر میں قبیلۂ سلمہ کی کثرت کی وجہ سے سلمۂ بدر کہا جاتا تھا، اس قبیلے کے تینتالیس آدمی غزوے میں شریک تھے۔

بنی زُریق بن عامر بن زُریق بن عبد بن حارثہ بن مالک بن غضب بن جُشم بن الخزرج

قیس بن محصن

ابن خالد بن مخلد بن عامر بن زُریق،
ان کی والدہ انیسہ بنت قیس بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں، محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر نے قیس بن محصن کو اسی طرح کہا، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ قیس بن حصن تھے،

قیس کی اولاد میں ام سعد بنت قیس تھیں، ان کی والدہ خولہ بنت الفاکہ بن قیس بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں،

قیس بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت مدینے میں ان کی بقیہ اولاد تھی۔

حارث بن قیس

ابن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق ان کی کنیت ابو خالد تھی، ان کی والدہ کبشہ بنت الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔
حارث بن قیس کی اولاد میں مخلد اور خالد اور خلدہ تھے، ان کی والدہ انیسہ بنت نسر بن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں، واقدی نے صرف نسر کہا۔
حارث بن قیس سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر و احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، خالد بن ولید کے ساتھ یمامہ میں بھی تھے، اسی روز انھیں ایک زخم لگا جو مندمل ہوگیا، عمر ابن الخطاب کی خلافت میں وہ پھٹ گیا جس سے ان کی وفات ہوگئی، اس لیے شہدائے یمامہ میں شمار کیے جاتے ہیں، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

جبیر بن ایاس

۱۲۷

ابن خالد بن مخلد بن عامر بن زریق، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق و ابو معشر و محمد بن عمر نے جبیر بن ایاس کو اسی طرح کہا، عبداللہ بن محمد ابن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ جبیر بن الیاس تھے۔
بدر و احد میں شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ابو عبادہ

نام سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھا، ان کی والدہ
ہند بنت عجلان بن غنام بن عامر بن بیاضہ بن عامر بن الخزرج تھیں۔
ابو عبادہ کی اولاد میں عبادہ تھے، ان کی والدہ سنبلہ بنت ماعص
ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔
فروہ، ان کی والدہ ام خالد بنت عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر
ابن بیاضہ بن عامر بن الخزرج تھیں۔
عبد اللہ، ان کی والدہ انیسہ بنت بشر بن یزید بن زید بن النعمان
ابن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔
عبد اللہ اصغر، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
عقبہ، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔
میمونہ (دختر)، ان کی والدہ جندبہ بنت مری بن سماک بن عتیک
ابن امری القیس بن زید بن الاشہل بن جشم تھیں۔
غزوۂ بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت مدینے میں
ان کی بقیہ اولاد تھی۔
ان کے بھائی:

عقبہ بن عثمان

ابن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق، ان کی والدہ ام جمیل بنت قطبہ

ابن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں،
بدر و احد میں شریک تھے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ذکوان بن عبد قیس

ابن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق، کنیت ابو سبع تھی، ان کی والدہ
اشجع میں سے تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے پہلے انصار ہیں جو اسلام لائے، وہ
اور اسعد بن زرارہ ابو امامہ، دونوں روانہ ہو کر باہم مکے جا رہے تھے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا، آپ کے پاس آکر اسلام لائے اور مدینے
واپس چلے گئے۔

ذکوان سب کی روایت میں دونوں عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور
مکے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے یہاں تک کہ
آپ کے ساتھ مدینے کی طرف ہجرت کی، اسی لیے ان کو مہاجری انصاری
کہا جاتا تھا۔

بدر و اُحد میں شریک تھے۔ غزوۂ احد میں ابو الحکم بن الاخنس
ابن شریق بن علاج بن عمرو بن وہب الثقفی نے شہید کیا۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو الحکم بن الاخنس پر جو سوار
تھا حملہ کیا، اس کے پاؤں پر تلوار ماری، اور آدھی ران سے کاٹ دیا
اُسے اس کے گھوڑے سے گرا کر ختم کر دیا، یہ ہجرت کے تینتیسویں مہینے
شوال میں ہوا، ذکوان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

مسعود بن خلدہ

ابن عامر بن مخلد بن عامر بن زریق، ان کی والدہ انیسہ بنت قیس بن ثعلبہ بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ بن الخزرج تھیں۔

مسعود کی اولاد میں یزید و جبیبہ تھے، ان کی والدہ الفارعہ بنت الحباب بن الربیع بن رافع بن معاویہ بن عبید بن الابجر تھیں، الابجر حذرہ ابن عوف بن الحارث بن الخزرج تھے۔

عامر، ان کی والدہ قسمہ بنت عبید بن المعلّی بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید تھیں کہ غضب بن جشم بن الخزرج کی اولاد میں سے تھے۔

مسعود بدر میں شریک تھے، ان کی اولاد ختم ہو چکی تھی، کوئی باقی نہ رہا۔

عباد بن قیس

ابن عامر بن خالد بن عامر بن زُریق، ان کی والدہ خولہ بنت بشر ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

عباد کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے، ان کی والدہ ام ثابت بنت عبید بن وہب اشجع میں سے تھیں۔

سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے بدر و احد میں بھی شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد تھی۔

اسعد بن یزید

ابن الفاکہ بن زید بن خسلدہ بن عامر بن زریق، موسیٰ بن عقبہ والومعشر و محمد بن عمر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے اسی طرح کہا، صرف محمد[۲] بن اسحاق نے کہا کہ وہ سعد بن یزید بن الفاکہ تھے۔
اسعد بدر و احد میں شریک تھے۔ وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

فاکہ بن نسر

ابن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق، ان کی والدہ امامہ بنت خالد بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔ صرف محمد بن عمر نے اسی طرح الفاکہ بن نسر کہا، موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق والومعشر و عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ وہ فاکہ بن بشر تھے، عبداللہ[؟] بن محمد ابن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ انصار میں نسر کوئی نہیں سوائے سفیان ابن نسر کے جو بنی الحارث بن الخزرج میں تھے۔
فاکہ کی اولاد میں دو بیٹیاں تھیں، ام عبداللہ و رملہ ان دونوں کی والدہ ام نعمان بنت نعمان بن خلدہ بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاضہ تھیں۔
فاکہ بدر میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

۱۲۹

معاذ بن ماعص

ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق، ان کی والدہ اشجع میں سے تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن ماعص اور سالم مولائے ابی حذیفہ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

معاذ بن رفاعہ سے مروی ہے کہ معاذ بن ماعص بدر میں مجروح ہوئے، اسی زخم سے مدینے میں وفات پا گئے۔

محمد بن عمر نے کہا کہ یہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں، ثابت یہ ہے کہ وہ بدر و احد و بیر معونہ میں شریک تھے، اور اسی روز صفر میں ہجرت کے چھتیسویں مہینے شہید ہوئے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

ان کے بھائی:

عائذ بن ماعص

ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق، ان کی والدہ اشجع میں سے تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائذ بن ماعص اور سویبط بن عمرو العبدری کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تھا۔

عائذ بدر و احد اور یوم بیر معونہ میں شریک تھے، اسی روز شہید ہوئے۔

ابن سعد نے محمد بن سعد سے روایت کی کہ میں نے کسی کو بیان کرتے سنا کہ وہ بیر معونہ میں شہید نہیں ہوئے، اس روز جو شہید ہوئے وہ ان کے بھائی معاذ

ابن ماعص تھے، عائذ بن ماعص غزوۂ بیر معونہ اور خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، خالد بن ولید کے ساتھ جنگ یمامہ میں شریک تھے، اور اسی روز ہجرت نبوی کے بارھویں سال خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں شہید ہوئے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

۱۲۰

مسعود بن سعد

ابن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق۔

ان کی اولاد میں عامر، ام ثابت، ام سعد، ام سہل اور ام کبشہ بنت الفاکہ بن قیس بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔

مسعود بدر و احد و یوم بیر معونہ میں شریک تھے اسی روز بروایت محمد بن عمر شہید ہوئے، عبداللہ بن محمد بن عمارۃ الانصاری نے کہا کہ مسعود یوم خیبر میں شہید ہوئے، ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، قیس بن خلدہ ابن عامر بن زریق کی اولاد بھی ختم ہوگئی۔ ان میں سے کوئی نہ رہا۔

رفاعہ بن رافع

ابن مالک العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق، ان کی والدہ ام مالک بنت ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی تھیں۔

رفاعہ کی اولاد میں عبدالرحمٰن تھے، ان کی والدہ ام عبدالرحمٰن بنت النعمان بن عمرو بن مالک بن عامر بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھیں۔

عبید، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔

معاذ ان کی والدہ ام عبد اللہ تھیں جو سلمیٰ بنت معاذ بن الحارث بن رفاعہ بن الحارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھیں۔

عبید اللہ، سعد، النعمان، رملہ، بثینہ، ام سعد، ان کی والدہ ام عبد اللہ بنت الفاکہ بن نسر بن الفاکہ بن زید بن خلدہ بن عامر بن زریق تھیں۔

ام سعد صغریٰ، ان کی والدہ ام ولد تھیں، کلثم ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

رفاعہ کے والد رافع بن مالک بارہ نقیبوں میں سے ایک نقیب تھے، جو ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر تھے، بدر میں شریک نہ تھے، بدر میں ان کے دونوں بیٹے رفاعہ و خلاد فرزندان رافع شریک تھے۔

رفاعہ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے، ابتدائے خلافت معاویہ بن ابی سفیان میں ان کی وفات ہوئی، بقیہ اولاد بغداد و مدینہ میں بہت ہے۔

خلاد بن رافع

ابن مالک العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق، ان کی والدہ ام مالک بنت ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم الحبلی تھیں

خلاد بن رافع کی اولاد میں یحییٰ تھے، ان کی والدہ ام رافع بنت عثمان بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق تھیں۔ ۱۴۳۱

خلاد بدر و احد میں شریک تھے، ان کی بہت اولاد تھی جو مر گئے، اب کوئی باقی نہیں۔

عبید بن زید

ابن عامر بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔
بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی، عمرو بن عامر بن زریق کی اولاد بھی مر چکی تھی، سوائے رافع بن مالک کی اولاد کے کہ ان میں سے قوم کثیر باقی ہے، نعمان بن عامر کی اولاد میں ایک یا دو باقی ہیں۔
جملہ سولہ آدمی۔

بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج

زیاد بن لبید

ابن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ۔
کنیت ابو عبداللہ تھی، ان کی والدہ عمرہ بنت عبید بن مطروف ابن الحارث بن زید بن عبید بن زید قبیلۂ اوس کے بنی عمرو بن زید سے تھیں۔
زیاد بن لبید کی اولاد میں عبداللہ تھے، ان کی بقیہ اولاد مدینے

اور بغداد میں ہے۔

زیاد سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، زیاد جب اسلام لائے تو وہ اور بنی بیاضہ کے وفرہ بن عمرو بت توڑتے تھے۔

زیاد مکے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے۔ آپ کے ساتھ مقیم رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کی طرف ہجرت کی انھوں نے بھی آپ کے ہمرکاب ہجرت کی، اسی لیے زیاد کو مہاجری انصاری کہتے تھے۔

زیاد بدر واحد وخندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔

موسیٰ بن عمران بن مناخ سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرموت پر آپ کے عامل زیاد ابن لبید تھے، یمن میں جب اہل النجیر، اشعث بن قیس کے ساتھ مرتد ہوگئے تو جنگ مرتدین انھیں کے سپرد تھی، وہ ان پر کامیاب ہوئے، انھوں نے ان میں سے جسے قتل کیا اسے قتل کیا اور جسے قید کیا اسے قید کیا، اشعث ابن قیس کو بیڑیاں ڈال کے ابوبکر کے پاس بھیج دیا۔

خلیفہ بن عدی
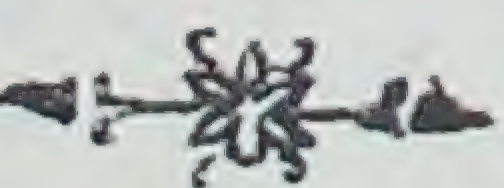
۱۳۲ ابن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ، ابومعشر و محمد ابن عمر نے اسی طرح ان کا نسب بیان کیا، لیکن موسیٰ بن عقبہ و محمد بن اسحاق نے صرف خلیفہ بن عدی کہا اور ان دونوں نے ان کا نسب آگے تک نہیں بیان کیا۔

خلیفہ کی اولاد میں ایک لڑکی تھی جس کا نام آمنہ تھا، اس سے

فروہ بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ نے نکاح کیا۔
خلیفہ بدر و احد میں شریک تھے، وفات کے وقت ان کی بقیہ اولاد نہ تھی۔

فروہ بن عمرو

ابن وَذَفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ، ان کی والدہ رحیمہ بنت نابی بن زید بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ تھیں۔
فروہ کی اولاد میں عبد الرحمٰن تھے، ان کی والدہ حبیبہ بنت مُلَیل ابن وبرہ بن خالد بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف تھیں،
عبید و کبشہ و ام شرجیل، ان کی والدہ ام ولد تھیں۔
ام سعد، ان کی والدہ آمنہ بنت خلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک ابن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ تھیں۔
خالدہ، ان کی والدہ ام ولد تھیں، آمنہ، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔
فروہ بن عمرو سب کی روایت میں ستر انصار کے ساتھ عقبہ میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور عبد اللہ ابن مخرمہ بن عبد العزیٰ بن ابی قیس کے درمیان جو بنی عامر بن لوئی میں سے تھے، عقد مواخاۃ کیا،
فروہ بدر و اُحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے، غزوۂ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں غنائم پر عامل بنایا تھا، آپ انھیں مدینے میں خارص (کھجوروں کا اندازہ کرنے والا) بنا کے بھیجا کرتے تھے، فروہ کی بقیہ اولاد تھی لیکن سب مر گئے، ان میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

وہی ہم نے آپ کے ساتھ کیا، لہٰذا آپ توبہ کیجیے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں گے، عثمانؓ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور کہا کہ اے اللہ میں تجھ سے توبہ کرتا ہوں۔

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عثمانؓ ابن عفان کو کہتے سنا کہ اگر تم لوگ کتاب اللہ میں یہ پاؤ کہ میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دو تو اُن میں ڈال دو۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ زید بن ثابت عثمانؓ کے پاس آئے اور دو مرتبہ کہا کہ یہ انصار جو دروازے پر ہیں کہتے ہیں کہ اگر آپ چاہیں تو ہم لوگ اللہ کے لیے آپ کی مدد کریں، مگر عثمانؓ نے کہا کہ خوں ریزی نہیں۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ یوم الدار میں عثمانؓ نے کہا کہ تم میں سب سے زیادہ مجھ سے بے نیاز وہ شخص ہے جس نے اپنا ہاتھ اور ہتھیار روک لیا۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں یوم الدار میں عثمانؓ کے پاس گیا اور کہا، یا امیر المومنین، نیکی یا تیغ زنی فرمایا: اے ابوہریرہؓ کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ تم سب لوگوں کو اور مجھ کو قتل کردو؟ انھوں نے کہا نہیں، فرمایا: واللہ اگر تم نے ایک آدمی کو بھی قتل کیا تو گویا سب آدمی قتل کر دیے گئے، انھوں نے کہا کہ پھر میں لوٹ گیا اور خوں ریزی نہیں کی۔

عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے یوم الدار میں عثمانؓ سے کہا کہ آپ اُن سے جنگ کیجیے کیوں کہ اللہ نے آپ کے لیے اُن کا خون حلال کر دیا، انھوں نے کہا نہیں، واللہ میں اُن سے کبھی جنگ نہ کروں گا پھر لوگ اُن کے پاس گھس آئے حالاں کہ وہ روزے سے تھے، عثمانؓ نے عبداللہ بن زبیرؓ کو مکان پر امیر بنا دیا اور کہا کہ جس پر میری فرماں برداری واجب ہو وہ عبداللہ بن زبیرؓ کی فرماں برداری کرے۔

۲۹

عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے عثمانؓ سے کہا: یا امیر المومنین، آپ کے ساتھ مکان میں ایسی جماعت ہے جس کی اللہ کی مدد سے تائید کی گئی ہے اور جو اُن لوگوں سے کم ہے لہذا آپ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اُن سے جنگ کروں فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کسی آدمی نے، یا فرمایا کہ میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں کہ کسی نے جو میرے بارے میں کسی کا خون بہایا ہو، یا فرمایا میرے بارے میں خون بہایا ہو۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ اُس روز مکان میں عثمانؓ کے ہمراہ سات سو آدمی تھے، اگر آپ اجازت دیتے تو وہ ضرور اُن لوگوں کو مارتے اور وہاں سے نکال دیتے، اُن لوگوں میں سے جو مکان میں تھے، ابن عمرؓ حسنؓ ابن علیؓ اور عبداللہ بن الزبیر بھی تھے۔

ابو لیلیٰ الکندی سے مروی ہے کہ میں عثمانؓ کے پاس حاضر ہوا جب کہ وہ محصور تھے، وہ ایک کھڑکی سے سر نکال کے کہہ رہے تھے کہ لوگو، مجھے قتل نہ کرو اور مجھ سے معافی چاہو، واللہ اگر تم مجھے قتل کروگے تو نہ کبھی سب مل کے نماز پڑھو گے اور نہ کبھی سب مل کے دشمن سے جہاد کروگے، ضرور ضرور آپس میں اختلاف کروگے اور اس طرح ہو جاؤ گے، انھوں نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کے بتایا کہ اس طرح ایک دوسرے سے مل کے خوں ریزی کروگے۔

پھر فرمایا: اے میری قوم، میرا اختلاف تمہیں ارتکاب جرم پر آمادہ نہ کرے، ایسا نہ ہو کہ تم پر ایسی مصیبت آئے جیسی قوم نوحؑ یا قوم ہودؑ یا قوم صالحؑ پر آئی اور قوم لوطؑ کا زمانہ بھی کچھ تم سے دور نہیں ہے (یعنی تم ان سب کا اپنے فرماں روا اور ہادی کی نافرمانی کا نتیجہ اور عذاب دیکھ چکے ہو) انھوں نے عبداللہ بن سلام کو بلا بھیجا اور فرمایا، تمھاری کیا رائے ہے، انھوں نے کہا: بس بس، اتمام حجت کے لیے یہ بہت کافی ہے۔

ابی جعفر القاری مولائے ابن عباس مخزومی سے مروی ہے کہ وہ مصری لوگ جنھوں نے عثمانؓ کا محاصرہ کیا چھ سو تھے، ان کے رئیس عبدالرحمٰن بن عُدیس البلوی، کنانہ بن بشر بن عتاب الکندی اور عمرو ابن الحمق الخزاعی تھے، کوفے کے دو سو باغی مالک اشتر النخعی کے ماتحت تھے اور جو بصرے سے آئے وہ سو آدمی تھے، ان کا سردار حکیم بن جبلۃ العبدی تھا، شر میں وہ مصاحب و مصاحبت واصل تھے، کمینہ لوگ ان کی طرف مایل ہوگئے، ان کے عہد و پیمان باغیوں کے ساتھ تھے اور فتنے میں مبتلا تھے۔

اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر عثمانؓ کی مدد نہیں کی تو اس کا سبب یہ تھا کہ انھوں نے فتنہ و خوں ریزی کو پسند نہیں کیا اور یہ گمان کیا کہ معاملہ ان کے قتل تک نہ پہنچے گا، پھر انھوں نے ان کے معاملے میں جو کچھ کیا اس پر نادم ہوئے، میری جان کی قسم، اگر صحابہؓ اُٹھتے یا ان میں سے کوئی بھی اٹھ کر باغیوں کے منھ میں صرف مٹی ہی جھونک دیتا تو وہ لوگ ضرور ذلت کے ساتھ واپس ہو جاتے۔

ابی عون مولائے مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ مصری اس وقت تک آپ کے خون اور قتل سے رُکے رہے جب تک کہ کوفیوں اور بصریوں اور شامیوں کی مدد عراق سے نہ آگئی، پھر جب وہ لوگ آگئے، اور ان کو معلوم ہوا کہ عراق سے ابن عامر اور مصر سے عبداللہ بن سعد کے پاس سے لشکر روانہ ہوگئے تو یہ دلیر ہوگئے، انھوں نے کہا کہ امداد آنے سے پہلے ہم عثمانؓ کے ساتھ عجلت کریں گے۔

مالک بن ابی عامر سے مروی ہے کہ سعدؓ بن ابی وقاص عثمانؓ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو محصور تھے آئے، واپس ہوئے تو عبدالرحمٰن بن عُدیس، مالک اشتر اور حکیم بن جبلہ کو دیکھا تو ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا، کہنے لگے واللہ وہ امر جس سے یہ لوگ رسوا ہوں بیشک بدترین امر ہے۔

عثمانؓ بن عفان رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

حسنؒ سے مروی ہے کہ مجھے وثابؒ نے خبر دی جو ان لوگوں میں تھے کہ امیر المومنین عمرؓ کا زمانۂ قدیم پایا اور عثمانؓ کے سامنے بھی تھے، میں نے اُن کے حلق پر تیز رے کے زخم کے دو نشان مثل دو آنتوں کے دیکھے جو یوم الدار کو عثمانؓ کے مکان میں لگے تھے، انھوں نے بیان کیا، مجھے عثمانؓ نے بھیجا کہ اشتر کو بلا لاؤ، میں اس کو لے آیا، ابن عون نے کہا، میں خیال کرتا ہوں انھوں نے یہ کہا کہ میں نے ایک فرش امیر المومنین کے لیے بچھا دیا اور ایک اس کے لیے۔

عثمانؓ نے کہا، اے اشتر لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں، اُس نے کہا تین باتیں، جن میں سے ایک کے بغیر آپ کے لیے چارہ نہیں، فرمایا: وہ کیا ہیں، اُس نے کہا وہ لوگ آپ کو اختیار دیتے ہیں کہ یا آپ اُن کے حق میں حکومت سے دستبردار ہو جائیں اور کہہ دیں کہ یہ تمہاری حکومت ہے تم جسے چاہو امیر بنا دو، یا آپ اپنی جان سے اُن لوگوں کو قصاص لینے دیں، اگر آپ کو ان دونوں سے انکار رہے تو یہ لوگ آپ سے جنگ کریں گے۔

فرمایا: کیا ان میں سے کسی ایک کے بغیر چارہ نہیں، اُس نے کہا نہیں، ان میں سے بغیر ایک کے چارہ نہیں، آپ نے فرمایا: "یہ ممکن نہیں کہ میں حکومت سے دستبردار ہو جاؤں، میں اُس کرتے کو اُتارنے والا نہیں ہوں جو اللہ نے مجھے پہنایا ہے، واللہ اگر مجھے آگے کر کے گردن ماردی جائے تو یہ زیادہ پسند ہے

بہ نسبت اس کے کہ امت محمد کو بعض پر بعض کو چھوڑ دوں؟ محدثین نے کہا کہ
یہ کلام عثمانؓ سے زیادہ مشابہ ہے۔"

"یہ امر کہ میں اپنی جان سے قصاص لینے دوں، تو واللہ مجھے
معلوم ہے کہ میرے دونوں ساتھی، ابوبکرؓ و عمرؓ جو میرے سامنے
تھے سزا دیتے اور قصاص میں کوئی اعتراض نہ ہوتا، رہی یہ بات کہ
تم لوگ مجھے قتل کر دو گے تو واللہ اگر ایسا کیا تو میرے بعد کبھی تم لوگ
باہم محبت نہ کرو گے نہ کبھی ان کے نماز پڑھو گے اور نہ کبھی سب
ایک ہو کے دشمن سے جنگ کرو گے۔"

اشتر چلا گیا، ہم ٹھہر گئے کہ شاید لوگ مان جائیں، اتنے میں
ایک آدمی آیا جو مثل بھیڑیے کے تھا، وہ دروازے سے
جھانک کے پلٹ گیا، پھر محمد بن ابی بکرؓ تیرہ آدمیوں کے ہمراہ
آیا، وہ عثمانؓ کے پاس پہنچ گیا، آپ کی ڈاڑھی پکڑ لی اور اسے
کھینچا جس سے ڈاڑھیں گرنے کی آواز سنی گئی۔

محمد بن ابی بکرؓ نے کہا کہ معاویہ آپ کے کام نہ آیا، ابن عامر
آپ کے کام نہ آیا، آپ کے خطوط و فرمان آپ کے کام نہ آئے
فرمایا: اے میرے بھتیجے میری ڈاڑھی تو چھوڑ دے، اے میرے بھتیجے
میری ڈاڑھی تو چھوڑ دے۔

راوی نے کہا کہ میں نے اس قوم کے ایک شخص سے مدد
طلب کرنا دیکھا جو اس کی مدد کر رہا تھا، وہ ایک برچھی لے کے
آپ کی طرف کھڑا ہوا یہاں تک کہ وہ اس نے آپ کے سر میں
ماردی، راوی نے کہا کہ جو وہیں ٹوٹ گیا وہیں رک گیا، راوی نے
کہا کہ پھر واللہ ان لوگوں نے آپ پر ایک دوسرے کی مدد کی
یہاں تک کہ آپ کو قتل کر دیا (رحمۃ اللہ)۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن عبید سے مروی ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ عمرو
ابن حزم کے مکان کی دیوار پر چڑھ کے عثمانؓ کے پاس گیا، اس کے ہمراہ

کنانہ بن بشر بن عتاب، سودان بن حمران اور عمرو بن الحمق بھی تھا، انھوں نے عثمانؓ کو اپنی زوجہ نائلہ کے پاس پایا جو قرآن میں سورۃ البقرہ پڑھ رہے تھے۔

محمد بن ابی بکرؓ ان سب کے آگے بڑھا، عثمانؓ کی ڈاڑھی پکڑ لی، اور کہا، او بوڑھے احمق خدا تجھے رسوا کرے، عثمانؓ نے کہا میں بوڑھا احمق (نعثل) نہیں ہوں، میں اللہ کا بندہ اور امیر المومنین ہوں، محمد نے کہا کہ فلاں فلاں اور معاویہ آپ کے کام نہ آئے، عثمانؓ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میری ڈاڑھی تو چھوڑ دے تیرے باپ تو ایسے نہ تھے کہ اس چیز کو پکڑتے جو تو نے پکڑی، محمد نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ جو کرنا چاہتا ہوں وہ ڈاڑھی پکڑنے سے زیادہ سخت ہے عثمانؓ نے کہا میں تیرے مقابلے میں اللہ سے نصرت چاہتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں۔

اس نے برچھی جو اس کے ہاتھ میں تھی آپ کی پیشانی میں ماردی، کنانہ ابن بشر بن عتاب نے وہ برچھیاں اٹھائیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں اور عثمانؓ کے کان کی جڑ میں بھونک دیں جو جاتے جاتے آپ کے حلق کے اندر پہنچ گئیں پھر وہ تلوار لے کے آپ کے اوپر چڑھ گیا اور قتل کر دیا۔

عبد الرحمن بن عبد العزیز نے کہا کہ میں نے ابن ابی عون کو کہتے سنا کہ کنانہ بن بشر نے آپ کی پیشانی اور سر کے اگلے حصے پر ایک لوہے کی سلاخ ماری جس سے وہ کروٹ کے بل گر پڑے، پھر سودان بن حمران المرادی نے تلوار مار کے قتل کر دیا، لیکن عمرو ابن الحمق کود کے عثمانؓ پر آیا سینے پر بیٹھ گیا، حالاں کہ آپ میں تھوڑی جان باقی تھی، اس نے آپ کے نو زخم لگائے اور کہا کہ ان میں سے تین تو میں نے اللہ کے لیے لگائے ہیں اور چھ اس غصے کی وجہ سے جو میرے قلب میں ان پر ہے۔

زبیر بن عبداللہ نے اپنی دادی سے روایت کی کہ جب عثمانؓ کو کنانہ نے برچھیوں سے مارا تو آپ نے فرمایا بسم اللہ، میں اللہ ہی پر توکل کرتا ہوں، خون اُن کی ڈاڑھی پر بہہ کر ٹپک رہا تھا، قرآن سامنے تھا، انھوں نے اپنے بائیں پہلو پر تکیہ لگا لیا، "سبحان اللہ العظیم" کہہ رہے تھے اور اسی حالت میں قرآن پڑھ رہے تھے، خون قرآن پر بہہ رہا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے پاس آ کے رک گیا فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم (بس عنقریب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے آپ کو بے نیاز کر دے گا، اور وہی سننے اور جاننے والا ہے) انھوں نے قرآن بند کر دیا، سب لوگوں نے مل کے آپ کو ضرب ماری اُن لوگوں نے انھیں مارا، حالاں کہ واللہ میرے باپ اُن پر فدا ہوں، وہ ایک رکعت میں ساری رات کھڑے رہتے تھے، صلۂ رحم کرتے تھے، مظلوم کو کھانا کھلاتے تھے اور مشقت برداشت کرتے تھے (فرحمہ اللہ)۔

زہری سے مروی ہے کہ عثمانؓ عصر کی نماز کے وقت قتل کیے گئے، آپ کے ایک حبشی غلام نے کنانہ بن بشر پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا، سودان نے اُس غلام پر حملہ کر کے اُسے قتل کر دیا، بدمعاش لوگ عثمانؓ کے گھر میں گھس گئے، اُن میں سے کسی نے چلا کے کہا کہ کیا عثمانؓ کا خون حلال ہے اور ان کا مال حلال نہیں ہے؟ لوگوں نے اُن کا سامان بھی لوٹ کیا، نائلہ کھڑی ہو گئیں، انھوں نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم چور، اے اللہ کے دشمنو تم نے جو عثمانؓ کا خون کیا یہ بہت بڑا گناہ ہے، دیکھو واللہ تم لوگوں نے انھیں قتل کر دیا، حالاں کہ وہ بڑے روزہ دار بڑے نمازی تھے، ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے، سب لوگ عثمانؓ کے گھر سے نکل گئے، اُن کا دروازہ اُن تین آدمیوں پر بند کر دیا گیا جو قتل ہوئے تھے، یعنی عثمانؓ، اُن کا حبشی غلام، اور کنانہ بن بشر

نافع سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان جس روز قتل کیے گئے اس روز صبح کو اپنے ہمراہیوں سے وہ خواب بیان کیا جو انھوں نے دیکھا تھا، انھوں نے کہا کہ میں نے گزشتہ شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھ سے فرمایا اے عثمانؓ تم ہمارے پاس روزہ افطار کرنا، ایسا ہی ہوا کہ آپ نے روزے کی حالت میں صبح کی اور اسی روز قتل کردیے گئے (رحمہ اللہ)۔

کثیر بن الصلت الکندی سے مروی ہے کہ عثمانؓ اس روز سوئے جس روز وہ قتل کیے گئے، اور وہ جمعے کا دن تھا، جب بیدار ہوئے تو کہا کہ اگر لوگوں کے یہ کہنے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ عثمانؓ نے آرزوئیں کیں (خیالی پلاؤ پکایا) تو میں تم لوگوں سے ایک حدیث بیان کرتا، ہم نے کہا: اللہ آپ کو نیکی دے، آپ بیان کیجیے، ہم اور لوگوں کے قول پر نہیں ہیں، فرمایا: میں نے عالم رویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، ارشاد ہوا کہ تم جمعے کو ہم لوگوں میں موجود ہوگے۔

زوجۂ عثمانؓ سے، جو راوی کے خیال میں بنت الفرافصہ تھیں، مروی ہے کہ عثمانؓ کسی قدر سوگئے، بیدار ہوئے تو کہا کہ یہ قوم مجھے قتل کرے گی، میں نے کہا: امیر المومنین ہرگز نہیں، فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ کو (خواب میں) دیکھا ان حضرات نے فرمایا کہ تم آج شب کو روزہ ہمارے پاس افطار کرنا یا ان حضرات نے یہ فرمایا کہ تم آج شب کو ہمارے پاس روزہ افطار کروگے۔

عثمانؓ اور ایک رکعت میں پورا قرآن

۵۴

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ عثمانؓ شب بیداری کرتے اور

ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے۔

عبدالرحمن بن عثمانؓ سے مروی ہے کہ میں مکے میں مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑا ہو گیا، چاہتا تھا کہ اس شب (عبادت میں) کوئی مجھ سے بڑھنے نہ پائے، ایک شخص نے میرے پہلو پر ہاتھ رکھا، میں نے التفات نہیں کیا، اُس نے پھر ہاتھ رکھا، میں نے دیکھا کہ وہ عثمانؓ بن عفان ہیں، میں کنارے ہٹ گیا، وہ آگے بڑھے ایک رکعت میں سارا قرآن پڑھا اور چلے گئے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کیے گئے تو اُن کی بیوی نے کہا کہ تم لوگوں نے انھیں قتل کر دیا حالانکہ وہ ساری رات بیدار رہ کے ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھتے تھے۔

ابی اسحاق نے ایک شخص سے، جس کا انھوں نے نام لیا (مگر بعد کے راوی کو یاد نہیں رہا) روایت کی کہ میں نے ایک شخص کو، جو پاکیزہ خوشبو والے اور صاف ستھرے کپڑے والے تھے، کعبے کی پشت پر کھڑا دیکھا، وہ نماز پڑھ رہا تھا، اُس کا غلام اُس کے پیچھے تھا، جب وہ شخص رکتا تو غلام اُسے بتا دیتا تھا، میں نے کہا کہ یہ کون ہے، تو لوگوں نے کہا کہ عثمانؓ ہیں۔

عطا بن ابی رباح سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان نے لوگوں کو نماز پڑھائی، وہ مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہوئے انھوں نے کتاب اللہ کو ایک رکعت میں جو تنہا تھی جمع کر دیا، اس کا نام بتیرا (کٹی ہوئی نماز) رکھا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے عثمانؓ کو گھیر لیا اور اُن کے پاس گھس آئے کہ انھیں قتل کریں تو اُن کی بیوی نے کہا کہ تم لوگ انھیں قتل کرو، خواہ چھوڑ دو، وہ تو ایک رکعت میں ساری رات گزار دیتے، جس میں وہ پورا قرآن جمع کرتے تھے۔

عثمانؓ نے کیا چھوڑا کتنے دن زندہ رہے اور کہاں دفن ہوئے

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ جس روز عثمانؓ قتل کیے گئے اس روز ان کے خزانہ دار کے پاس پینتیس لاکھ درہم اور ڈیڑھ لاکھ دینار تھے، وہ لوٹ لیے گئے اور چلے گئے، انہوں نے ربذہ میں ایک ہزار اونٹ چھوڑے اور براديس، خیبر اور وادی القریٰ میں دو لاکھ دینار کی قیمت کے صدقات چھوڑے جنہیں وہ تصدق کیا کرتے تھے۔

۵۴ ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ لوگ آرزو کرتے کہ ان کی میتیں حش کوکب میں دفن کی جائیں، عثمانؓ ابن عفان کہا کرتے کہ عنقریب ایک مرد صالح وفات پائے گا، وہاں دفن کیا جائے گا اور لوگ اس کی پیروی کریں گے۔

مالک بن ابی عامر نے کہا کہ عثمانؓ بن عفان پہلے شخص تھے جو وہاں دفن کیے گئے۔

محمد بن سعد (مولف) نے کہا کہ میں نے یہ حدیث محمد بن عمرو (الواقدی) سے بیان کی تو انہوں نے معرفت ظاہر کی۔

عبید اللہ بن عمر بن عثمانؓ سے مروی ہے کہ عثمانؓ بن عفان سے یکم محرم ۲۴ھ کو بیعت خلافت کی گئی، ۱۸ ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۵ھ کو عصر کے بعد قتل کر دیے گئے (خدا ان پر رحمت کرے) اس روز روزے سے تھے، شب شنبہ کو مغرب و عشا کے درمیان البقیع کے حش کوکب (پھولوں کے باغ) میں جو آج بنی امیہ کا قبرستان ہے

دفن کیے گئے، اُن کی خلافت بارہ دن کم بارہ سال رہی، جب وہ قتل کیے گئے تو بیاسی سال کے تھے، ابومعشر کہتے تھے کہ جب قتل کیے گئے تو پچھتر سال کے تھے۔

حضرت عثمانؓ کا دفن

تفصیلات

کب اور کہاں دفن ہوئے کس نے کس چیز پر اٹھایا، نماز جنازہ کس نے پڑھی، کون قبر میں اُترا، جنازے کے ساتھ کون تھا

عبداللہ بن نیار الاسلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب معاویہ نے حج کیا تو قبیلہ اسلم کے مکانوں کے راستے بازار کی طرف دیکھ کے حکم دیا کہ سامنے عمارت بنا کے ان کے گھر تاریک کردو، اللہ ان قاتلین عثمانؓ کی قبریں تاریک کرے۔

نیار بن مکرم نے کہا کہ میں نے معاویہؓ سے کہا کہ میرا گھر تاریک ہوگیا، میں اُن چار اشخاص میں سے ہوں جنھوں نے امیر المومنین کا جنازہ اُٹھایا، دفن کیا، اور اُن پر نماز پڑھی معاویہ نے

انھیں پہچان لیا اور کہا کہ تعمیر منقطع کردو، اُن کے گھر سے کے آ گئے عمارت نہ بناؤ۔

معاویہؓ نے مجھے تنہائی میں بلا کے کہا کہ کب تم نے انھیں اٹھایا، کب دفن کیا اور کس نے اُن پر نماز پڑھی، میں نے کہا کہ ہم نے انھیں (رحمۃ اللہ) شب شنبہ کو مغرب و عشا کے درمیان اُٹھایا، میں تھا اور جبیر ابن مطعم تھے، حکیمؓ بن حزام اور ابوجہمؓ بن حذیفہ العدوی تھے، جبیر ابن مطعم آگے بڑھے، انھوں نے اُن پر نماز پڑھی (ہم نے اقتدا کی) معاویہؓ نے اُن کی تصدیق کی، حقیقت میں یہی لوگ تھے جو قبر میں اُترے تھے۔

محمد بن یوسف سے مروی ہے کہ نایلہ بنت الفرافصہ اُسی شب میں نکلیں، آگے اور پیچھے سے اپنا گریبان چاک کیے ہوئے تھیں، ہمراہ ایک چراغ تھا اور وہ چلا رہی تھیں کہ "ہائے امیر المومنین" جبیر بن مطعم نے کہا کہ چراغ گل کردو کہ ہم لوگ پہچان نہ لیے جائیں کیوں کہ میں نے اُن باغیوں کو دیکھا ہے جو دروازے پر تھے اس پر انھوں نے چراغ گل کردیا۔

وہ لوگ جنازہ لے کے بقیع پہنچے، جبیر بن مطعم نے نماز پڑھی، اُن کے پیچھے حکیم بن حزام، ابوجہم بن حذیفہ، نیار بن مکرم الاسلمی اور عثمانؓ کی دو بیویاں نایلہ بنت الفرافصہ اور ام البنین بنت عیینہ تھیں۔

قبر میں نیار بن مکرم، ابوجہم بن حذیفہ اور جبیر بن مطعم اُترے، حکیم ابن حزام، ام البنین اور نایلہ لوگوں کو قبر کا راستہ بتا رہی تھیں، انھوں نے لحد بنائی اور اُن کو داخل کردیا زیارت کے بعد سب متفرق ہو گئے۔

عبداللہ البہی سے مروی ہے کہ جبیر بن مطعم نے عثمانؓ پر سولہ آدمیوں کے ہمراہ نماز پڑھی جو مع جبیر کے سترہ تھے۔

ابن سعد (مؤلف) نے کہا کہ پہلی حدیث کہ اُن پر چار آدمیوں نے

نماز پڑھی، زیادہ ثابت ہے۔

ربیع بن مالک بن ابی عامر نے اپنے والد سے روایت کی کہ جس وقت عثمانؓ بن عفان کی وفات ہوئی تو میں ان کے اٹھانے والوں میں سے ایک تھا ہم نے انھیں ایک دروازے پر اٹھایا جلدی لے چلنے کی وجہ سے ان کا سر دروازے سے ٹکراتا تھا، ہمیں باغیوں کا بڑا خوف لگا تھا یہاں تک کہ ہم نے انھیں قبر میں جو حش کوکب میں تھی چھپا دیا۔

عبدالرحمن بن ابی زناد سے مروی ہے کہ چار آدمیوں نے عثمانؓ بن عفان کو اٹھایا، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام، نیار بن مکرم الاسلمی اور ایک جوان عرب تھے میں نے راوی سے پوچھا کہ وہ جوان مالک بن ابی عامر کے دادا تھے، تو انھوں نے کہا کہ مجھے نام نہیں بتایا گیا، انھوں نے کہا کہ اور عثمانی لوگ اس حرمت کی وجہ سے مجھ سے زیادہ مشہور رہیں اور اسی وجہ سے میں ان کی رعایت کرتا ہوں۔

ابو عثمان سے مروی ہے کہ عثمانؓ ایام تشریق (۹ ذی الحجہ تا ۱۳ ذی الحجہ) کے وسط میں قتل کئے گئے۔

سعیدؓ بن زید بن عمرؓ بن نفیل سے مروی ہے کہ میں نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ عمرؓ اور ان کی بہن اسلام پر میرے بیڑیاں ڈالے تھے، تم لوگوں نے جو کچھ ابن عفان کے ساتھ کیا اگر اس پر کوہ احد ٹوٹ پڑے تو بجا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے (قتل عثمانؓ کے بعد) جو کچھ کہا اس کا ذکر

عبداللہ بن عکیم سے مروی ہے کہ عثمانؓ کے بعد میں کبھی

کسی خلیفہ کے خون بہانے میں شریک نہ ہوں گا، کہا گیا: اے ابو سعید کیا تم اُن کے قتل میں شریک تھے؟" انھوں نے کہا کہ میں اُن کے عیوب کا تذکرہ بھی معاونت قتل سمجھتا ہوں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اگر سب لوگ قتل عثمانؓ پر متفق ہو جاتے تو اُن پر اس طرح آسمان سے پتھر برسائے جاتے جس طرح قوم لوط پر برسائے گئے۔

زہدم الجرمی سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے خطبہ سنایا کہ اگر لوگوں نے خونِ عثمانؓ کا مطالبہ نہ کیا تو ضرور اُن پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کیے گئے تو حذیفہؓ نے کہا کہ" اس طرح (انھوں نے اپنے ہاتھ کا حلقہ بنایا، یعنی دسوں انگلیوں کے سروں کو ملایا) اسلام میں شگاف کیے جائیں گے ایک شگاف ایسا ہوگا جسے پہاڑ بھی پُر نہ کر سکے گا۔

ابو قلابہ سے مروی ہے کہ جب ثمامہ بن عدی کو جو صنعا میں امیر تھے اور شرف مصاحبت حاصل تھا، اس سانحے کی خبر پہنچی تو وہ روئے اور بہت روئے، پھر کہا کہ یہ اُس وقت ہوا کہ جب خلافت نبوۃ امت محمد سے چھین لی گئی، اور جبری سلطنت ہوگئی کہ جس نے کسی چیز پر قابو پایا وہی اُس کو کھا گیا۔

ثمامہ بن عدی سے (ایک دوسرے سلسلے سے بھی) بالکل اسی کے مثل و مساوی مروی ہے، وہ قریش میں سے تھے۔

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کیے گئے تو ابو حمید الساعدی نے، جو بدر میں حاضر ہونے والوں میں سے تھے، کہا کہ اے اللہ تیرے ہی لیے مجھ پر واجب ہے کہ میں ایسا نہ کروں اور میں ایسا نہ کروں اور نہ ہنسوں یہاں تک کہ موت کے بعد تجھ سے ملوں۔

ابو صالح سے مروی ہے کہ عثمانؓ کے ساتھ جو کچھ کیا گیا، جب

اُس کا ذکر کیا جاتا تھا تو ابو ہریرہؓ رو دیتے تھے، گویا میں اُن کو ہائے ہائے کہتے سُن رہا ہوں جب اُن کی ہچکیاں بندھ جاتی تھیں۔

زیدؒ بن علیؓ سے مروی ہے کہ زید بن ثابت یوم الدار میں عثمانؓ پر روتے تھے۔

اسحاق بن سُوید نے کہا کہ مجھ سے اُس شخص نے بیان کیا جس نے حسان بن ثابت کو یہ اشعار کہتے سنا ؎

وکانّ اصحاب النبیّ عشیةً بدنٌ تنحر عند باب المسجد

گویا اصحابِ نبیؐ عشا کے وقت۔ قربانی کے اونٹ ہیں جو مسجد کے دروازے کے پاس ذبح کیے جا رہے ہیں۔

ابکی اباعمرو لحسن بلائہ امسی رھیناً فی البقیع الغرقد

میں ابو عمرو پر اُن کے حسن امتحان کی وجہ سے روتا ہوں جس نے اس حالت میں شام کی کہ وہ بقیع الغرقد میں مقید تھا۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ مجھے اُس شخص نے خبر دی جس نے قتل عثمانؓ کے دن عبد اللہ بن سلام کو کہتے سنا کہ آج عرب ہلاک ہو گئے۔

ابو صالح سے مروی ہے کہ جس روز عثمانؓ قتل کیے گئے اُس روز میں نے عبد اللہ بن سلام کو یہ کہتے سنا کہ واللہ تم لوگ ایک پچھنے بھر خون بھی بہاؤ گے تو ضرور اُس کی وجہ سے اللہ سے تمھیں اور زیادہ دوری ہو جائے گی۔

طاؤس سے مروی ہے کہ جب عثمانؓ قتل کیے گئے تو عبد اللہ ابن سلام سے پوچھا گیا کہ اہل کتاب اپنی کتب میں عثمانؓ کا حال کس طور پر پاتے ہیں، انھوں نے کہا کہ ہم قیامت کے دن قاتل اور تارک نصرت پر انھیں امیر پاتے ہیں۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عثمانؓ بن عفان قیامت کے روز اپنے قاتلین میں حکم بنائے جائیں گے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جس وقت عثمانؓ قتل کیے گئے تو میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ نہ میں نے قتل کیا اور نہ میں نے حکم دیا، لیکن میں مغلوب ہو گیا، اس کو وہ تین مرتبہ کہتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے احجار الزیت کے پاس علیؓ کو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کے کہتے سنا کہ اے اللہ میں امر عثمانؓ سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں۔

خالد الربعی سے مروی ہے کہ اللہ کی کتاب مبارک میں ہے کہ عثمانؓ بن عفان اپنے دونوں ہاتھ اللہ کی طرف اٹھا کے کہتے ہیں کہ اے پروردگار مجھے تیرے مومن بندوں نے قتل کیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جس وقت عثمانؓ قتل کیے گئے تو انھوں نے کہا کہ تم لوگوں نے انھیں میل کچیل سے پاک صاف کپڑے کی طرح کر دیا، پھر ان کے قریب آ کے انھیں اس طرح ذبح کرنے لگے جس طرح مینڈھا ذبح کیا جاتا ہے، یہ اس سے پہلے کیوں نہ ہوا، مسروق نے ان سے کہا کہ یہ آپ ہی کا عمل ہے آپ نے لوگوں کو لکھ کے ان کی طرف خروج کرنے کا حکم دیا۔ عائشہؓ نے کہا کہ "نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس پر مومنین ایمان لائے اور جس کے ساتھ کافرین نے کفر کیا کہ میں نے اپنی اس مجلس میں بیٹھنے تک لوگوں کو سفید کاغذ میں ایک سیاہ نقطہ بھی نہیں لکھا" اعمش نے کہا کہ لوگ گمان کرتے تھے کہ عائشہؓ کے فرمانے سے لکھا گیا۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ تم لوگوں نے انھیں برتن کی طرح مانجا، پھر ان کو قتل کر دیا، یعنی عثمانؓ کو۔

جریر بن حازم سے مروی ہے کہ میں نے محمد بن سیرین کو کہتے سنا کہ جس وقت عثمانؓ قتل کیے گئے تو عائشہؓ نے کہا کہ تم نے اس شخص کو برتن کی طرح مانجا، پھر اسے قتل کر دیا۔

۵۸

حسنؒ سے مروی ہے کہ جب وہ لوگ یعنی قاتلین عثمانؓ ابن عفان سزا کے لیے گرفتار کیے گئے تو فاسق، ابن ابی بکرؓ بھی گرفتار کیا گیا، ابوالاشہب نے کہا کہ حسنؒ اُسے نام سے نہیں پکارتے تھے بلکہ فاسق کہتے تھے، انھوں نے کہا کہ وہ گرفتار کیا گیا اور گدھے کی کھال میں بھر کے جلا دیا گیا۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ حذیفہ بن الیمان نے کہا کہ اے اللہ اگر قتل عثمانؓ خیر ہے تو میرے لیے اس میں کوئی حصہ نہیں اور اگر اُن کا قتل شر ہے تو میں اُس سے بری ہوں۔ واللہ اگر قتل عثمانؓ خیر ہوگا تو لوگ ضرور ضرور اُس سے دودھ دوہیں گے اور اگر شر ہوگا تو ضرور ضرور اُس سے خون چوسیں گے۔

عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ جب کوئی نبی قتل کیا جاتا ہے تو اُس کی امت سے ستر ہزار آدمی اُس کے بدلے قتل کیے جاتے ہیں اور جب کوئی خلیفہ قتل کیا جاتا ہے تو اُس کے بدلے پینتیس ہزار قتل کیے جاتے ہیں۔

مُطرِّف سے مروی ہے کہ وہ عمار بن یاسر کے پاس گئے، اُن سے کہا کہ ہم لوگ گمراہ تھے، اللہ نے ہدایت کی، ہم لوگ اعراب (دیہاتی، دہقان) تھے، ہجرت کی، ہم میں سے مقیم قیام کر کے قرآن سیکھتا اور غازی جہاد کرتا، جب غازی آتا تو وہ قیام کر کے قرآن سیکھتا اور مقیم جہاد کرتا، ہم دیکھتے تھے کہ تم ہمیں کس بات کا حکم دیتے ہو، جب تم ہمیں کسی کام کا حکم دیتے تو ہم اتباع کرتے تھے اور جب تم ہمیں کسی چیز سے منع کرتے تھے تو ہم اُس سے باز رہتے تھے، ہمارے پاس امیر المومنین عمرؓ کے قتل کے متعلق تمھارا خط آیا، تم نے یہ لکھا کہ ہم نے ابن عفان سے بیعت کر لی، اپنے اور تمھارے لیے انھیں پسند کر لیا، ہم نے بھی تمھاری بیعت کی وجہ سے اُن سے بیعت کر لی، پھر تم نے انھیں کیوں قتل کر دیا؟

ایوب نے کہا کہ ہمیں اس بات کا کوئی جواب نہ ملا۔
کنانہ مولائے صفیہ سے مروی ہے کہ میں نے مکان میں قاتل عثمانؓ کو دیکھا وہ ایک کالا مصری تھا' اُس کا نام جبلہ تھا' وہ دونوں ہاتھ پھیلائے' یا راوی نے کہا کہ' دونوں ہاتھ اُٹھائے ہوئے تھا کہ بوڑھے احمق کا قاتل میں ہوں۔
مسیب بن دارم سے مروی ہے کہ جس شخص نے عثمانؓ کو قتل کیا وہ دشمن کے قتال میں سترہ مرتبہ اس طرح کھڑا ہوا کہ اُس کے آس پاس کے لوگ شہید ہو جاتے اور اُسے ذرا سی تکلیف بھی نہ پہنچی یہاں تک کہ وہ اپنے بستر پر مرا۔

علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

ابو طالب کا نام عبد مناف بن عبد المطلب، عبد المطلب کا نام شیبہ بن ہاشم، ہاشم کا نام عمرو بن عبد مناف، عبد مناف کا نام مغیرہ بن قصی، اور ان کا نام زید تھا، علیؓ کی کنیت ابو الحسن تھی، ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔

اولاد میں بیٹے حسنؓ اور حسینؓ تھے، بیٹیاں زینبؓ کبریٰ ام کلثوم کبریٰ تھیں، ان سب کی والدہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔

ایک بیٹے محمدؒ اکبر بن علیؓ تھے جو ابن الحنفیہ تھے ان کی والدہ خولہؒ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں۔

ایک بیٹے عبید اللہؒ بن علیؓ تھے جن کو مختار بن ابی عبید نے المذار میں قتل کر دیا، ایک بیٹے ابو بکر بن علیؓ تھے، جو حسینؓ کے ساتھ قتل کر دیے گئے، ان دونوں کی کوئی اولاد نہ تھی، ان دونوں کی والدہ

۱۲

لیلیٰؓ بنت مسعود بن خالد بن ثابت بن ربعی بن سُلمی بن جندل ابن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ ابن تمیم تھیں۔

چار بیٹے عباسؓ اکبر بن علیؓ، عثمانؓ[9]، جعفر اکبر اور عبد اللہ تھے جو حسینؓ بن علیؓ کے ساتھ قتل کر دیئے گئے، ان کا بھی کوئی پس ماندہ نہ رہا، ان چاروں کی والدہ ام البنینؓ بنت حزام بن خالد بن جعفر ابن ربیعہ بن الوحید بن عامر بن کعب بن کلاب تھیں۔

ایک بیٹے محمد اصغر[12] بن علیؓ تھے جو حسینؓ کے ساتھ قتل کر دیئے گئے، ان کی والدہ امِ ولد تھیں۔

دو بیٹے یحییٰ[13] و عونؓ فرزندان علیؓ تھے اور ان دونوں کی والدہ اسماؓ بنت عمیس الخثعمیہ تھیں۔

عمرؓ اکبر بن علیؓ، رقیہ[16] بنت علیؓ ان دونوں کی والدہ صہباؓ تھیں جو ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر بن العبد بن علقمہ بن الحارث بن عتبہ ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب ابن وائل تھیں، وہ قیدی تھیں جو خالد بن الولید کو اس وقت ملیں جب انھوں نے عین التمر کے نواح میں بنی تغلب پر حملہ کیا تھا۔

ایک بیٹے عمر اوسط بن علیؓ تھے ان کی والدہ امامہ بنت ابی العاص ابن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں، امامہ کی والدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں اور زینب کی والدہ خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قُصی تھیں۔

دو بیٹیاں ام الحسن[18] بنت علیؓ اور رملۂ[19] کبریٰ تھیں اور ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عروہ بن مسعود بن مُعتب بن مالک الثقفی تھیں۔

دوسری بیٹیاں ام ہانی[20] بنت علیؓ، میمونہ[21]، زینب[22] صغریٰ، رملۂ[23] صغریٰ، ام کلثوم[24] صغریٰ، فاطمہ[25]، امامہ[26]، خدیجہ[27]، ام الکرامؓ[28]، ام سلمہ[29]، ام جعفر، جمانہ اور نفیسہ[31] تھیں، وہ سب متفرق امہات اولاد[(۱)] سے تھیں۔

علیؓ کی ایک بیٹی کا نام نہیں بتایا گیا، وہ ایسی لڑکی تھیں جو ظاہر نہیں ہوئیں، اُن کی والدہ مُحیاۃؓ بنت امرئ القیس بن عدی ابن اوس ابن جابر بن کعب بن علیم تھیں جو قبیلۂ کلب سے تھیں، بچپن میں وہ مسجد جایا کرتی تھیں تو اُن سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارے ماموں کون ہیں وہ کہتی تھیں "وَہ وَہ" اس سے اُن کی مراد کلب (کتا) تھی (جو ایک قبیلے کا نام ہے)۔

علیؓ بن ابی طالب کی تمام صلبی اولاد میں چودہ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں، آپ کے پانچ بیٹوں سے نسل چلی: حسنؓ و حسینؓ (فرزندان فاطمہؓ) محمد بن الحنفیہ، عباسؓ بن الکلابیہ اور عمرؓ ابن التغلبیہ سے۔

محمد بن سعد (مؤلف کتاب ہذا) نے کہا کہ اُن کے علاوہ ہمیں علی رضی اللہ عنہ کے اور بیٹے کا صحت کے ساتھ نہیں معلوم ہوئے۔

قبول اسلام و نماز

۱۳ زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ علیؓ ہیں

عفان بن مسلم نے کہا کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علیؓ ہیں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ علیؓ ہیں، حالانکہ وہ دس سال کے تھے۔

محمد بن عبد الرحمٰن بن زرارہ سے مروی ہے کہ علیؓ اُس حالت میں اسلام لائے کہ وہ نو سال کے تھے۔

حسن بن زید بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ

علیؓ بن ابی طالب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کی دعوت دی تو وہ نو سال کے تھے۔

حسن بن زید نے کہا: لوگ بیان کرتے ہیں کہ نو سال سے بھی کم کے تھے، انھوں نے اپنے بچپن میں کبھی بتوں کی پرستش نہیں کی۔

حبۃ العرنی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے نماز پڑھی (یزید نے کہا کہ یا اسلام لایا)

ابن عباس سے مروی ہے کہ لوگوں میں خدیجہؓ کے بعد جو سب سے پہلے اسلام لائے وہ علیؓ ہیں۔

محمد بن عمرو نے کہا ہمارے اصحاب متفق ہیں کہ سب سے پہلا اہل قبلہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا وہ خدیجہ بنت خویلد ہیں، ہمارے نزدیک تین آدمیوں کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ ان میں سے کون پہلے اسلام لایا، ابوبکرؓ و علیؓ و زیدؓ بن حارثہ، ہم کسی صحیح روایت میں علیؓ کا اسلام گیارہ سال کی عمر سے پہلے نہیں پاتے۔

علیؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کے مدینے روانہ ہوئے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے بعد مدینے میں مقیم رہوں تاکہ لوگوں کی ان امانتوں کو ادا کروں جو آپ کے پاس تھیں، اسی لیے آپ امین کہلاتے تھے، میں تین دن رہا، تینوں دن میں ظاہر رہا اور ایک دن بھی نہ چھپا، پھر میں نکلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کی پیروی کرنے لگا، یہاں تک کہ میں اس وقت بنی عمرو بن عوف میں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقیم تھے، میں کلثوم بن الہدم کے پاس اترا اور وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل تھی۔

محمد بن عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے مروی ہے کہ

علیؓ نصف ربیع الاول کو اُس حالت میں پہنچے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا ہی میں تھے، اُس وقت تک آپ تشریف نہ لے گئے تھے۔

۱۴ عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے آئے تو آپ نے مہاجرین میں بعض کا بعض سے اور انصار و مہاجرین میں عقد مواخاۃ کر دیا (یعنی ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا)، مواخاۃ جو کچھ تھی وہ بدر سے پہلے ہی تھی، آپ نے ان کے درمیان حق و غمخواری و ہمدردی پر عقد مواخاۃ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور علیؓ کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت اپنے اصحاب کے درمیان عقد مواخاۃ کیا تو آپ نے علیؓ کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ کے فرمایا تم میرے بھائی ہو، تم میرے وارث ہو، میں تمہارا وارث ہوں، جب آیت میراث نازل ہوئی تو اُس نے اس مواخاۃ کی وراثت کو قطع کر دیا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب اور سہل بن حنیف کے درمیان عقد مواخاۃ کیا۔

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ یوم بدر میں علیؓ بن ابی طالب سفید اون بطور نشان جنگ لگائے ہوئے تھے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب یوم بدر میں اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار تھے۔

علیؓ بن ابی طالب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

"تم اس پر راضی نہیں کہ مجھ سے اسی مرتبے میں ہو جو ہارون کا موسیٰ سے تھا"

"البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں"

محمد بن عمر نے کہا کہ یوم احد میں جب لوگ بھاگے تو علیؓ ان لوگوں میں سے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے، انھوں نے آپ سے موت پر بیعت کی۔ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سو آدمیوں کے ہمراہ سریہ بنا کے بنی سعد کی جانب فدک میں بھیجا، فتح مکہ کے دن ان کے ہمراہ مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک جھنڈا تھا۔ آپ نے انھیں الفلس (بت) کی طرف بنی طے میں سریہ بنا کے بھیجا، آپ نے انھیں یمن بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی غزوے میں جو آپ نے کیا جدا نہ ہوئے، سوائے غزوۂ تبوک کے کہ آپ انھیں اپنی ازواج میں چھوڑ گئے تھے۔

ابو سعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

غزوۂ تبوک کا قصد کیا تو علیؓ کو اپنی ازواج میں چھوڑا، بعض لوگوں نے کہا کہ انھیں آپ کے ہمراہ روانہ ہونے میں صرف یہ امر مانع رہا کہ انھوں نے آپ کی ہمراہی کو پسند نہ کیا، علیؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ تمھیں مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل ہوا۔ ۱۵

عبداللہ بن شریک سے مروی ہے کہ ہم مدینے آئے تو سعد بن مالک سے ملے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک روانہ ہوگئے اور علیؓ کو چھوڑ گئے، انھوں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ آپ جاتے ہیں اور مجھے چھوڑتے ہیں، تو آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمھیں مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل ہوا، البتہ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ میں نے سعد بن مالک سے کہا کہ میں آپ سے کوئی حدیث دریافت کرنا چاہتا ہوں حالاں کہ میں آپ سے دریافت کرنے میں ڈرتا ہوں، انھوں نے کہا: اے میرے بھتیجے ایسا نہ کرو، جب تمھیں معلوم ہے کہ میرے پاس کوئی علم ہے تو تم مجھ سے اس کو دریافت کرو اور مجھ سے خوف نہ کرو، میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علیؓ سے ارشاد جب آپ نے انھیں غزوۂ تبوک میں مدینے میں چھوڑ دیا تھا، بیان کیجیے۔

سعد بن مالک نے کہا کہ علیؓ نے عرض کی: آپ مجھے پیچھے رہنے والے بچوں اور عورتوں میں چھوڑتے ہیں؟ فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے اسی مرتبے میں ہو جس میں ہارونؑ موسیٰ سے تھے، علیؓ اس قدر تیزی سے پیچھے لوٹے کہ گویا میں ان کے

قدموں سے اُڑنے والے غبار کو دیکھ رہا ہوں، حماد نے کہا ہے کہ پھر علیؓ بہت تیز واپس آئے۔

براء ابن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ جب غزوۂ جیش عسرت کا، جو تبوک ہے، وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا کہ یہ ضروری ہے کہ مدینے میں یا میں قیام کروں یا تم قیام کرو، آپ نے انھیں چھوڑ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقصد جہاد روانہ ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ علیؓ کو کسی ایسی بات نے پیچھے چھوڑ دیا جو آپ کو ان سے ناپسند آئی، علیؓ کو معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے روانہ ہوئے، یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس پہنچ گئے، آپ نے اُن سے فرمایا: اے علیؓ تمھیں کیا چیز لائی، انھوں نے کہا، یا رسول اللہ سوائے اس کے کوئی چیز نہیں لائی کہ میں نے لوگوں کو یہ دعویٰ کرتے سنا کہ آپ نے مجھے صرف اس لیے پیچھے چھوڑ دیا کہ آپ کو کوئی بات میری ناپسند آئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا، اے علیؓ کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے اس طرح ہو جس طرح ہارونؑ موسیٰؑ سے، سوائے اس کے کہ تم نبی نہیں ہو، انھوں نے کہا، کیوں نہیں، یا رسول اللہ، فرمایا: تو وہ اسی طرح ہے کہ تم میرے پیچھے مدینے میں رہو۔

مالک بن دینار سے مروی ہے کہ میں نے سعید ابن جبیر سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمبردار کون تھا، انھوں نے کہا کہ تم سست عقل والے ہو، پھر مجھ سے معبد الجہنی نے کہا کہ میں تمھیں بتاتا ہوں کہ چلنے کی حالت میں اسے ابن میسر العبسی اٹھاتے تھے، جب جنگ ہوتی تھی تو علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ لے لیتے تھے۔

علیؓ بن ابی طالب کا حلیہ

شعبی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، وہ چوڑی ڈاڑھی والے تھے جو اُن کے دونوں شانوں تک پھیلی ہوئی تھی، سر میں چندیہ پر بال نہ تھے، اُن کے سر پر چھوٹے چھوٹے بال تھے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، مجھ سے میرے والد نے کہا کہ اے عمرو کھڑے ہو اور امیر المومنین کو دیکھو، میں کھڑا ہو کر اُن کی طرف گیا تو اُنہیں ڈاڑھی میں خضاب کرتے نہیں دیکھا، وہ بڑی ڈاڑھی والے تھے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا جو سفید ڈاڑھی اور سفید سر والے تھے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، اُن کی چندیہ پر بال نہ تھے، وہ سفید ڈاڑھی والے تھے، مجھے میرے والد نے اُٹھایا تھا۔

عامر سے مروی ہے کہ علیؓ ہم لوگوں کو رستے سے ہٹا دیتے، ہم لوگ بچے تھے، وہ سفید سر اور سفید ڈاڑھی والے تھے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو علیؓ کے ساتھ جمعے کی نماز پڑھی، میں نے دیکھا کہ وہ سفید ڈاڑھی والے تھے سر کے دونوں کنارے بالوں سے کھلے ہوئے تھے۔

ابو اسحاق سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو سفید سر اور سفید ڈاڑھی والا دیکھا۔

عامر سے مروی ہے کہ میں نے کبھی کوئی آدمی علیؓ سے زیادہ چوڑی ڈاڑھی والا نہیں دیکھا، جو اُن کے دونوں شانوں کے درمیان

بکھری ہوئی تھی اور سفید تھی۔

سوادہ بن حنظلۃ القشیری سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ علی رض کی ڈاڑھی زرد تھی۔

محمد بن الحنفیہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ علیؓ نے مہندی کا خضاب لگایا، پھر اُسے ترک کر دیا۔

ابو رجا نے کہا کہ میں نے علیؓ کو دیکھا اُن کی چندیا پر بال نہ تھے حال آں کہ سر میں بہت بال تھے معلوم ہوتا تھا کہ گویا اُنھوں نے بکری کی کھال پہن لی ہے۔

قدامہ بن عتاب سے مروی ہے کہ علیؓ کا شکم بڑا تھا، شانے کی ہڈی کا سرا بھی بڑا اور موٹا تھا ہاتھ کی مچھلی موٹی تھی اور کلائی پتلی، پنڈلی کی مچھلی موٹی تھی اور اُس کی ہڈی ٹخنے کے پاس سے پتلی تھی، میں نے انھیں ایام سرما میں اس حالت میں خطبہ پڑھتے دیکھا کہ وہ ایک سن کا کرتا پہنے اور دو بیرونی چادریں اوڑھے اور باندھے تھے اُس کتان (السی کے درخت) کا عمامہ باندھے تھے جو تمھارے دیہات میں بنا جاتا ہے۔ 17

رزام بن سعد الضبی سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد کو علیؓ کے اوصاف بیان کرتے سنا کہ وہ ایسے آدمی تھے جو متوسط قامت سے زاید تھے، چوڑے شانے والے، لمبی ڈاڑھی والے تھے اگر تم چاہو تو جب اُن کی طرف دیکھو تو کہو کہ وہ گورے ہیں، اور جب تم اُنھیں قریب سے اچھی طرح دیکھو تو کہو کہ وہ گندم گوں ہیں، جو گورے ہونے سے زیادہ قریب ہیں۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی فردہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علیؓ سے کہا کہ علیؓ کا حلیہ کیا تھا، اُنھوں نے کہا کہ وہ گندم گوں شخص تھے جن کی گندم گونی شدت سے تھی، بھاری اور بڑی آنکھوں والے بڑے پیٹ والے تھے، چندیا پر بال نہ تھے، قریب قریب پست قد تھے۔

ابو سعید تاجر پارچہ دبیر سے مروی ہے کہ علیؓ مختلف زمانوں میں بازار میں آتے تھے تو انھیں سلام کیا جاتا تھا، جب لوگوں نے انھیں دیکھا تو کہا کہ (بوذ اشکنب امد) ان الفاظ کے معنی بیان کیے گئے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ بڑے پیٹ والے ہیں تو انھوں نے کہا کہ اس کے اوپر کے حصے میں علم ہے اور نیچے کے حصے میں کھانا۔

عامر سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کا سر اور ڈاڑھی ایسی سفید تھی گویا روئی کا گالا، ابو الحجاج کے پانے والے ایک شخص سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کی آنکھوں میں سرمے کا اثر دیکھا۔

ابو الرضی القیسی سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو بہت مرتبہ اس حالت میں دیکھا کہ وہ ہمیں خطبہ سناتے تھے، وہ ایک عمامہ نہ بند و چادر اوڑھے لپیٹے تھے، چادر کو سب طرف سے لپیٹے ہوئے نہ تھے، ان کے سینے اور پیٹ کے بال نظر آتے تھے۔

علی رضی اللہ عنہ کا لباس

خالد ابی امیہ سے مروی ہے کہ میں نے اس حالت میں علیؓ کو دیکھا ہے کہ ان کی تہ بند گھٹنوں سے ملی ہوئی تھی۔

عبد اللہ بن ابی الہذیل سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو ری کا کرتا پہنے دیکھا، جب وہ اس کی آستین کھینچتے تھے تو ناخن تک پہنچ جاتی تھی، جب ڈھیلا کر دیتے تھے تو وہ (بروایت یعلی) ان کی نصف کلائی تک پہنچ جاتی تھی، اور (بروایت عبد اللہ بن نمیر) نصف ہاتھ تک پہنچ جاتی تھی۔

عطاء ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو انھیں موٹے کپڑوں کا سپید ڈھیلا کرتا پہنے دیکھا۔

۱۸ ابوالعلا مولائے اسلمیین سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو ناف سے اوپر تہ بند باندھتے دیکھا۔

عمرو بن قیس سے مروی ہے کہ علیؓ کو پیوند لگی ہوئی تہ بند باندھے دیکھا گیا تو ان سے کہا گیا، انھوں نے کہا کہ وہ دل کو خاکسار بناتی ہے اور مومن اس کی پیروی کرتا ہے۔

حر بن جرموز نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ محل سے نکل رہے تھے، ان کے جسم پر دو قطری کپڑے تھے، ایک تہ بند جو نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک تھی، اور ایک چادر پنڈلی سے اونچی اسی تہ بند کے قریب تھی، ان کے ہمراہ درہ (چرمی ہنٹر) تھا جسے وہ بازاروں میں لیے جاتے تھے اور لوگوں کو اللہ سے ڈرنے اور بیع میں خوبی کا حکم دیتے تھے، اور کہتے تھے کہ کیل (پیمانہ) اور ترازو کو پورا کرو، گوشت میں نہ پھونکو۔

علی بن ربیعہ سے مروی ہے کہ علیؓ کے جسم پر دو قطری چادریں دیکھیں۔

حمید بن عبد اللہ الاصم سے مروی ہے کہ میں نے فروخ مولائے بنی الاشتر سے سنا کہ میں نے علیؓ کو بنی دیوار میں اس حالت میں دیکھا کہ میں بچہ تھا، انھوں نے مجھ سے کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو، میں نے کہا ہاں آپ امیر المومنین ہیں، ایک اور شخص آیا تو کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو، اس نے کہا نہیں، پھر اس سے انھوں نے ایک ترابی کرتا خرید کر پہنا، کرتے کی آستین کھینچی تو وہ اتفاق سے پھٹ کر ان کی انگلیوں کے ساتھ رہ گئی، انھوں نے اس سے کہا کہ سی دو، جب اس نے سی دی تو کہا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے علیؓ بن ابی طالب کو کپڑا پہنایا۔

ایوب بن دینار ابو سلیمان المکتب سے مروی ہے کہ مجھ سے

میرے والد نے بیان کیا کہ علیؓ بن ابی طالب کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ بازار میں جا رہے تھے، جسم پر ایک تہ بند تھی جو نصف ساق تک تھی، ایک چادر پشت پر تھی، میں نے ان کے جسم پر دو بحرانی چادریں دیکھیں۔

ام کثیرہ سے مروی ہے کہ علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے ہمراہ دُرّہ تھا، جسم پر ایک سنبلانی چادر تھی، موٹے کپڑے کا کرتا اور موٹے کپڑے کی تہ بند تھی، نصف ساق تک تہ بند تھی اور کرتا۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ بن ابی طالب اپنے ہاتھ میں دُرّہ لے کر بازار میں گشت کر رہے تھے ان کے لیے ایک سنبلانی کرتا لایا گیا، جسے انھوں نے پہن لیا، اس کی آستینیں ان کے ہاتھوں سے باہر نکل گئیں، حکم دیا تو وہ کاٹ دی گئیں، یہاں تک کہ ہاتھوں کے برابر ہوگئیں، پھر انھوں نے اپنا دُرّہ لیا اور گشت کرنے کے لیے چلے گئے۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے چار درہم میں ایک سنبلانی کرتا خریدا، درزی آیا، کرتے کی آستین کھینچی، اور اتنے حصے کے کاٹنے کا حکم دیا جو ان کی انگلیوں سے آگے تھا۔

ہرمز سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو ایک سیاہ پٹی سر میں باندھے ہوئے دیکھا، معلوم نہیں اس کا کونسا سرا زیادہ لمبا تھا، وہ جو ان کے سامنے تھا یا وہ جو پیچھے، سیاہ پٹی سے ان کی مراد عمامہ تھی۔

جعفر کے والد سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو اس حالت میں دیکھا کہ ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا جس کو وہ اپنے آگے اور پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔

ابی العنبس عمرو بن مروان نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا جسے وہ اپنے پیچھے لٹکائے ہوئے تھے۔

ابی جعفر انصاری سے مروی ہے کہ جس روز عثمانؓ شہید ہوئے میں نے علیؓ کے سر پر سیاہ عمامہ دیکھا، انھوں نے کہا کہ میں نے انھیں خلوۃ النسا میں بیٹھے دیکھا، اُس روز جس دن عثمانؓ شہید ہوئے میں نے انھیں کہتے سنا کہ سارے زمانے میں تم لوگوں کی تباہی ہو۔

عطا ابی محمد سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو دیکھا، وہ باب صغیر سے نکلے جب آفتاب بلند ہو گیا تو انھوں نے دو رکعتیں پڑھیں، اُن کے جسم پر سکری کی طرح موٹے کپڑے کا کرتا تھا جو ٹخنوں کے اوپر تھا، اُس کی آستینیں انگلیوں تک تھیں اور انگلیوں کی جڑ کھلی ہوئی نہ تھی۔

مُہر و کلاہ جناب علویؓ

علیؓ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تمہاری تہ بند دراز ہو تو اُس کا پٹکا بنا لو اور جب وہ تنگ ہو تو اُسے تہ بند بنا لو۔

ابی حیان سے مروی ہے کہ علیؓ کی ٹوپی باریک تھی۔

یزید بن الحارث بن بلال الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کے سر پر مصری سفید ٹوپی دیکھی۔

عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ علیؓ بن ابی طالب نے اپنے بائیں ہاتھ میں مُہر پہنی۔

جعفر بن محمد بن علیؓ نے اپنے والد سے روایت کی کہ علیؓ نے بائیں ہاتھ میں مُہر پہنی۔

ابو اسحاق الشیبانی سے مروی ہے کہ میں نے علی بن ابی طالب کی مُہر کا نقش اہل شام کی صلح کے زمانے میں پڑھا، وہ "محمد رسول اللہ" تھا۔

محمد بن علیؓ سے مروی ہے کہ علیؓ کی مہر کا نقش "اللہ الملک" تھا۔

محمد بن علی سے مروی ہے کہ علیؓ کی مہر کا نقش "اللہ الملک" تھا۔
ابی ظبیان سے مروی ہے کہ ایک روز علیؓ ہمارے پاس نکل کر آئے جو زرد تہ بند اور سیاہ کمبل میں تھے۔

عثمانؓ بن عفان کی شہادت
اور علیؓ بن ابی طالب کی بیعت

لوگوں نے بیان کیا کہ جب ۱۸ ذی الحجہ یوم جمعہ ۳۵ھ کو عثمانؓ ابن عفان قتل کر دیئے گئے اور قتل عثمانؓ کی صبح کو مدینے میں علیؓ سے بیعت خلافت کر لی گئی تو ان سے طلحہؓ اور زبیرؓ، سعدؓ بن ابی وقاص، سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل، عمارؓ بن یاسر، اسامہؓ بن زید، سہلؓ بن حنیف، ابو ایوبؓ انصاری، محمدؓ بن مسلمہ، زیدؓ بن ثابت، خزیمہؓ بن ثابت اور ان تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم نے جو مدینے میں تھے بیعت کر لی۔

طلحہؓ و زبیرؓ نے بیان کیا کہ انھوں نے جبراً بغیر رضامندی کے بیعت کی ہے، دونوں مکے روانہ ہو گئے اور وہیں عائشہؓ تھیں، پھر وہ دونوں عائشہؓ کے ہمراہ خون عثمانؓ کے قصاص کے لیے مکے سے بصرہ روانہ ہوئے یہ واقعہ علیؓ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ مدینے سے عراق گئے، مدینے پر سہل بن حنیف کو خلیفہ بنا گئے۔

علیؓ نے انھیں لکھا کہ ان کے پاس آ جائیں اور مدینے پر ابوالحسن المازنی کو والی بنا دیا، وہ ذوقار میں اترے، عمار بن یاسر اور حسنؓ بن علیؓ کو اہل کوفہ کے پاس بھیج کر ان سے اپنے ہمراہ چلنے کی مدد چاہی، وہ لوگ علیؓ کے پاس آ گئے اور انھیں بصرہ لے گئے۔

انھوں نے طلحہؓ، زبیرؓ اور عایشہؓ کا اور اُن لوگوں کا جو اہل بصرہ وغیرہم میں سے اُن کے ہمراہ تھے یوم الجمل ماہ جمادی الآخر ۳۶ھ میں مقابلہ کیا اور اُن پر فتحمند ہوئے، اُس روز طلحہؓ و زبیرؓ وغیرہما قتل کردیے گئے، مقتولین کی تعداد تیرہ ہزار تک پہنچ گئی علیؓ بصرے میں پندرہ شب قیام کرکے کوفے واپس ہوگئے۔

جنگ صفین

علیؓ رضی اللہ عنہ معاویہؓ بن ابی سفیان اور جو شام میں اُن کے ہمراہ تھے اُن کے ارادے سے نکلے، معاویہؓ کو معلوم ہوا تو وہ اُن لوگوں کے ہمراہ جو اہل شام میں سے اُن کے ساتھ تھے روانہ ہوئے صفر ۳۷ھ میں بمقام صفین اُن لوگوں نے مقابلہ کیا۔

طرفین برابر چندروز تک قتال کرتے رہے، عمارؓ بن یاسر خزیمہؓ بن ثابت اور ابو عمرہ المازنی جو علیؓ کے ہمراہ تھے قتل کردیے گئے۔

اہل شام قرآن اُٹھاکر جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف عمروؓ بن العاص کے مکر کی وجہ سے دعوت دینے لگے، عمروؓ بن العاص نے معاویہؓ کو اس جنگ کا مشورہ دیا تھا اور وہ انھی کے ہمراہ تھے۔

لوگوں نے جنگ کو ناپسند کیا اور باہم صلح کی دعوت دی، انھوں نے دو حَکَم باہمی فیصلے کے لیے مقرر کیے، علیؓ نے اپنی طرف سے ابو موسیٰ اشعری کو اور معاویہؓ نے عمروؓ بن العاص کو۔

ان لوگوں نے باہم ایک تحریر لکھی کہ وہ لوگ سال کے شروع میں مقام اَذرُح میں پہنچیں اور اس امت کے معاملے میں غور کریں، لوگ متفرق ہوگئے، معاویہؓ اہل شام کی الفت کے ساتھ لوٹے اور علیؓ اختلاف اور کینے کے ساتھ کوفے واپس آئے۔

علیؓ پر اُن کے اصحاب اور ہمراہیوں نے خروج کیا، انھوں نے کہا کہ سوائے اللہ کے کوئی حکم نہیں، اور حروراء میں لشکر جمع کیا،

اسی وجہ سے وہ "الحروریہ" کہلائے، علیؓ نے اُن کے پاس عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ کو بھیجا، انھوں نے اُن لوگوں سے بحث و حجت کی تو ایک بڑی جماعت نے رجوع کیا، مگر ایک جماعت اپنی رائے پر قایم رہی۔

وہ لوگ نہروان چلے گئے، انھوں نے راستہ روک دیا اور عبداللہ ابن خبابؓ بن الارتؓ کو قتل کر دیا، علیؓ اُن کی جانب روانہ ہوئے، اُن کو انھوں نے نہروان میں قتل کر دیا، اُن میں سے ذوالثدیہ کو بھی انھوں نے قتل کر دیا، یہ سنہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے۔

علیؓ کوفے واپس ہوئے، اُس روز سے اُن کی شہادت تک (رحمہ اللہ) لوگوں کو اُن پر خوارج کا خوف رہا۔

لوگ شعبان سنہ ۳۸ھ میں اذرح میں جمع ہوئے، وہاں سعدؓ بن ابی وقاص ابن عمرؓ اور دوسرے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آئے۔ عمروؓ بن العاص نے ابوموسیٰؓ اشعری کو آگے کیا، انھوں نے گفتگو کی اور علیؓ کو معزول کر دیا، عمروؓ بن العاص نے گفتگو کی، انھوں نے معاویہؓ کو برقرار رکھا اور اُن سے بیعت کر لی، لوگ اسی قرارداد پر متفرق ہو گئے۔

عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی اور علیؓ کی بیعت اور آپ کا اُس کو رد کرنا

ارشاد جناب علویؓ: لتخضبن ھذہ من ھذہ

اس سے یہ ڈاڑھی ضرور خون میں رنگین ہو گی

علی علیہ السلام کا قتل

عبداللہؓ بن جعفرؓ حسینؓ بن علیؓ اور محمدؒ بن الحنفیہ کا ابن ملجم کو قتل کرنا

ابوالطفیل سے مروی ہے کہ علیؓ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو

عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی آیا، اُس کو انھوں نے دو مرتبہ رد کیا، وہ اُن کے پاس پھر آیا تو اُنھوں نے کہا کہ اس امت کے بدبخت ترین شخص کو میرے قتل سے کوئی نہیں روکے گا، یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے ضرور ضرور خضاب کی جائے گی یا رنگی جائے گی، پھر اُنھوں نے یہ دو شعر بیان کیے:

اشدد حیازیمک للموت فان الموت آتیک

موت کے لیے اپنے سینے کو مضبوط کر لے یعنی صبر کر۔ کیوں کہ موت تیرے پاس آنے والی ہے

ولا تجزع من القتل اذا حل بوادیک

اور قتل سے پریشان نہ ہو۔ جب وہ تیری وادی میں اُترے۔

محمد بن سعد (مؤلف) نے کہا کہ ابو نعیم کے علاوہ دوسرے راویوں نے اسی حدیث میں اور اسی سند سے علیؓ بن ابی طالب سے اتنا اور اضافہ کیا کہ "واللہ یہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے وصیت ہے"

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب نے المرادی سے یہ شعر کہا:

ارید حباءہ ویرید قتلی عذیرک من خلیلک من مراد

میں اُس کو عطا کرنا چاہتا ہوں اور وہ میرا قتل چاہتا ہے۔ تیری ضیافت تیرے مرادی دوست کی طرف سے ہوگی۔

ابی مجلز سے مروی ہے کہ قبیلۂ مراد کا ایک آدمی علیؓ کے پاس آیا جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، اُس نے کہا کہ دربان مقرر کیجیے کیوں کہ مراد کے لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں، انھوں نے کہا کہ ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہیں جو اُس کی اُن چیزوں سے حفاظت کرتے ہیں جو مقدر نہیں ہیں، جب شے مقدر آتی ہے تو وہ اُس شخص اور اس شے کے درمیان راستہ چھوڑ دیتے ہیں، اور موت ایک محفوظ ڈھال ہے۔

عبیدہ سے مروی ہے کہ علیؓ نے کہا کہ تمھارے بدبخت ترین شخص کو

آنے سے کوئی نہیں روکے گا، وہ مجھے قتل کرے گا۔ اے اللہ میں لوگوں سے بیزار ہو گیا ہوں اور لوگ مجھ سے بیزار ہو گئے ہیں، اس لیے مجھے اُن سے راحت دے اور انھیں مجھ سے راحت دے۔

عبداللہ بن سبیع سے مروی ہے کہ میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ (آپ نے سر سے ڈاڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) ضرور ضرور یہ ڈاڑھی اس سر کے خون سے رنگی جائے گی، پھر بدبخت ترین کا کیوں انتظار کیا جاتا ہے۔

لوگوں نے کہا یا امیر المومنین ہمیں اُس کی خبر دیجیے تو ہم اُس کے خاندان کو ہلاک کر دیں، آپ نے فرمایا: اس وقت واللہ تم میری وجہ سے قاتل کے علاوہ اور کو قتل کر دو گے۔

اُن لوگوں نے کہا کہ پھر ہم پر کسی کو خلیفہ بنا دیجیے تو انھوں نے کہا نہیں، میں تمھیں اُس چیز کی طرف چھوڑ دوں گا جس چیز کی طرف تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا ہے۔

اُن لوگوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب سے کیا کہیں گے جب اُس کے پاس حاضر ہوں گے، انھوں نے کہا کہ میں کہوں گا: اے اللہ میں نے تجھی کو اُن لوگوں میں چھوڑ دیا، اگر تو چاہے تو انھیں درست کر دے اور چاہے تو انھیں تباہ کر دے۔

نبیل بنت بدر نے اپنے شوہر سے روایت کی کہ میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ ضرور ضرور یہ ڈاڑھی اس سر سے رنگی جائے گی۔

عبید اللہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا: اے علیؓ، اگلوں اور پچھلوں میں بدبخت ترین کون ہے انھوں نے کہا اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جانتا ہے، فرمایا: اگلوں کا سب سے زیادہ بدبخت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے ہاتھ پاؤں کاٹنے والا تھا، اور پچھلوں کا بدبخت ترین وہ ہوگا جو تمھارے نیزہ مارے گا، اور آپ نے اُس مقام پر اشارہ کیا جہاں وہ نیزہ مارے گا۔

۲۴۳

ام جعفر سُریّۂ علیؓ سے مروی ہے کہ میں علیؓ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی، یکایک اُنھوں نے اپنا سر اُٹھایا، پھر اپنی ڈاڑھی پکڑ کر اُسے ناک تک بلند کیا اور کہا کہ تیرے لیے خوشی ہے کہ تو ضرور ضرور خون میں رنگی جائے گی، پھر جمعہ کے دن اُن پر حملہ کیا گیا۔

ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ حمام میں ہمارے پاس ابن ملجم آیا، میں اور حسنؓ و حسینؓ حمام میں بیٹھے ہوئے تھے، جب وہ داخل ہوا تو گویا وہ دونوں (حسنؓ و حسینؓ) اُس سے کھٹک گئے اور پوچھا کہ تجھے کس نے اجازت دی کہ ہمارے پاس آئے، میں نے اُن دونوں سے کہا کہ تم اپنی جانب سے اسے چھوڑ دو، کیوں کہ میری جان کی قسم، وہ تمھارے ساتھ جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ اس سے زیادہ تکلیف دہ ہے جو اُس نے کیا۔

جب وہ دن ہوا کہ اُسے گرفتار کر کے لایا گیا تو ابن الحنفیہ نے کہا کہ آج میں اس کو اُس دن سے زیادہ پہچاننے والا نہیں ہوں، جس دن یہ ہمارے پاس حمام میں داخل ہوا تھا (یعنی میں نے اسی روز اسے پہچان لیا تھا کہ یہ حضرت علیؓ کو قتل کرے گا) علیؓ نے فرمایا کہ یہ اسیر ہے، اس لیے اس کی ضیافت اچھی طرح کرو اور اُسے اچھا ٹھکانا دو، اگر میں بچ گیا تو قتل کروں گا یا معاف کر دوں گا، اگر میں مر گیا تو اُسے میرے قصاص میں قتل کر دو، اور حد سے آگے نہ بڑھو، کیوں کہ حد سے آگے بڑھنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

قثم مولائے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ علیؓ نے میرے بڑے بیٹے کو اپنی وصیت میں لکھا کہ اس ابن ملجم کے پیٹ اور شرمگاہ میں نیزہ نہ مارنا۔

لوگوں نے بیان کیا کہ خوارج میں سے تین آدمی نامزد کیے گئے، عبدالرحمن بن ملجم المرادی جو قبیلہ حمیر میں سے تھا، اُس کا شمار قبیلۂ مراد میں تھا جو کندہ کے بنی جبلہ کا حلیف تھا، البرک بن عبداللہ التمیمی، اور عمرو بن بکیر التمیمی۔

تینوں مکے میں جمع ہوئے، انھوں نے یہ عہد و پیمان کیا کہ ان تین آدمیوں کو ضرور بضرور قتل کر دیں گے، علیؓ بن ابی طالب، معاویہ بن ابی سفیان، عمرو بن العاص، اور بندگان خدا کو ان سے راحت دیں گے۔

عبد الرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ میں علیؓ بن ابی طالب کے لیے تیار ہوں، البرک نے کہا کہ میں معاویہ کے لیے تیار رہوں اور عمرو بن بکیر نے کہا کہ میں تم کو عمرو بن العاص سے کفایت کروں گا۔

انھوں نے اس پر باہم عہد و پیمان کر لیا اور ایک نے دوسرے کو بھروسا دلا دیا کہ وہ اپنے نامزد ساتھی کے کار خیر (قتل) سے باز نہ رہے گا، اور اس کے پاس روانہ ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ اسے قتل کر دے گا یا اس کے لیے اپنی جان دے دے گا۔

انھوں نے باہم شب ہفتدہم رمضان میعاد مقرر کر لی اور ہر شخص اس شہر کی طرف روانہ ہو گیا جس میں اس کا ساتھی (یعنی وہ شخص جسے وہ قتل کرنا چاہتا تھا) موجود تھا۔

عبد الرحمٰن بن ملجم کوفے آیا، وہ اپنے خارجی دوستوں سے ملا، مگر ان سے اپنے قصد کو پوشیدہ رکھا، وہ انھیں دیکھنے جاتا تھا اور وہ لوگ اسے دیکھنے آتے تھے۔

اس نے ایک روز تیم الرباب کی ایک جماعت دیکھی جس میں ایک عورت قطام بنت شجنہ بن عدی بن عامر بن عوف بن ثعلبہ بن سعد ابن ذہل بن تیم الرباب تھی، علیؓ نے جنگ نہروان میں اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔

وہ عورت ابن ملجم کو پسند آئی تو اس نے اسے پیام نکاح دیا، اس نے کہا کہ میں اس وقت تک تجھ سے نکاح نہ کروں گی جب تک تو مجھ سے وعدہ نہ کر لے، عبد الرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ تو مجھ سے جو کچھ مانگے گی میں تجھے وہی دوں گا، اس عورت نے کہا کہ تین ہزار درم

۲۶

اور علیؓ بن ابی طالب کا قتل۔

ابن ملجم نے کہا کہ واللہ مجھے اس شہر میں سوائے قتل علیؓ ابن ابی طالب کے اور کوئی چیز نہیں لائی، اور جو تو نے مانگا میں تجھے دوں گا، وہ شبیب بن بجرۃ الاشجعی سے ملا اسے اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور اپنے ساتھ رہنے کی دعوت دی، اس نے اس کی یہ بات مان لی۔

عبد الرحمٰن بن ملجم اس شب کو جس کی صبح کو اس نے علیؓ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا تھا رات بھر اشعث بن قیس الکندی سے اس کی مسجد میں سرگوشی کرتا رہا، جب طلوع فجر کے قریب ہوا تو اس سے اشعث نے کہا، صبح نے تجھے ظاہر کر دیا، بس کھڑا ہو۔

عبد الرحمٰن بن ملجم اور شبیب بن بجرہ کھڑے ہو گئے، انھوں نے اپنی تلواریں لے لیں اور آ کے اس دروازے کے مقابل بیٹھ گئے جس سے علیؓ نکلتے تھے۔

حسنؓ بن علیؓ نے کہا کہ میں صبح سویرے اُن کے (علیؓ کے) پاس آیا اور بیٹھ گیا، فرمایا: میں رات بھر اپنے گھر والوں کو جگاتا رہا، پھر میری آنکھوں (کی نیند) نے مجھ پر قبضہ کر لیا حالاں کہ میں بیٹھا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خواب میں) میرے سامنے آئے عرض کی: یا رسول اللہ مجھے آپ کی امت سے کس قدر تعب و فساد حاصل ہوا، فرمایا: اللہ سے اُن کے لیے بددعا کرو، میں نے کہا اے اللہ مجھے اُن کے بدلے وہ دے جو اُن سے بہتر ہو اور اُن کو میرے بدلے وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔

اتنے میں ابن النباح مؤذن آئے، انھوں نے کہا کہ نماز (تیار ہے)، میں نے اُن کا (علیؓ کا) ہاتھ پکڑا تو وہ کھڑے ہو کر اس طرح چلنے لگے کہ ابن النباح اُن کے آگے تھے اور میں پیچھے، جب دروازے سے باہر ہو گئے تو انھوں نے ندا دی کہ اے لوگو نماز، نماز،

اسی طرح وہ ہر روز کیا کرتے تھے، جب نکلتے تو ہمراہ اُن کا دِرّہ ہوتا اور لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔

دو آدمیوں نے انھیں روکا، کسی ایسے شخص نے، جو وہاں موجود تھا، کہا کہ میں نے تلوار کی چمک دیکھی، اور کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا کہ اے علیؓ حکم اللہ ہی کے لیے ہے نہ کہ تمہارے لیے، میں نے دوسری تلوار دیکھی پھر دونوں نے مل کر مارا، عبدالرحمٰن ابن ملجم کی تلوار پیشانی سے سر تک لگ کر اُن کے بھیجے تک پہنچ گئی لیکن شبیب کی تلوار وہ محراب میں پڑی۔

میں نے علیؓ کو کہتے سنا کہ یہ آدمی ہرگز تم سے چھوٹنے نہ پائے لوگ ہر طرف سے اُن دونوں پر ٹوٹ پڑے، مگر شبیب بچ کر نکل گیا، عبدالرحمٰن بن ملجم گرفتار کر لیا گیا اور اسے علیؓ کے پاس پہنچا دیا گیا۔

علیؓ نے کہا کہ اُسے اچھا کھانا کھلاؤ، اور نرم بستر دو، اگر میں زندہ رہا تو اُس کے خون کے معاف کرنے یا قصاص لینے کا زیادہ مستحق ہوں گا اور اگر میں مر گیا تو اُسے بھی میرے ساتھ کر دو، میں رب العالمین کے پاس اُس سے جھگڑ لوں گا۔

ام کلثوم بنت علیؓ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو نے امیر المومنین کو قتل کر دیا، اُس نے کہا میں نے صرف تمہارے باپ کو قتل کیا، انھوں نے کہا واللہ مجھے امید ہے کہ امیر المومنین پر کوئی اندیشہ نہیں، اُس نے کہا تو پھر تم کیوں روتی ہو، پھر کہنے لگا: واللہ میں نے اپنی تلوار کو ایک مہینے تک زہر آلود کیا ہے، اگر وہ مجھ سے بے وفائی کرے تو اللہ اُسے بعید و دور کر دے۔

اشعث بن قیس نے اپنے بیٹے قیس بن الاشعث کو اُسی صبح کو علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، اور کہا کہ اے فرزند عزیز دیکھ کہ امیر المومنین نے کیوں کر صبح کی، وہ گیا اور اُس نے انھیں دیکھا، واپس آیا اور کہا کہ

میں نے اُن کی آنکھوں کو دیکھا کہ وہ اُن کے سر میں گھس گئی ہیں، اشعث نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم مجروح کی دونوں آنکھیں؟

علیؓ جمعے کے دن اور ہفتے کی شب کو زندہ رہے، شب یکشنبہ ۱۹ رمضان کو اُن کی وفات ہوئی (رحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ) حسنؓ و حسینؓ اور عبداللہؓ بن جعفر نے اُنہیں غسل دیا اور تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں کرتا نہ تھا۔

شعبی سے (متعدد سلسلوں سے) مروی ہے کہ حسنؓ بن علیؓ نے علیؓ بن ابی طالب پر نماز پڑھی، اُنھوں نے اُن پر چار تکبیریں کہیں، علیؓ کوفے میں مسجد جامع کے نزدیک اُس میدان میں جو ابواب کندہ کے متصل ہے لوگوں کے نماز فجر سے واپس ہونے سے پہلے دفن کر دیے گئے، حسنؓ بن علیؓ اُن کے دفن سے واپس ہوئے تو اُنھوں نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی، لوگوں نے اُن سے بیعت کرلی، علیؓ کی خلافت چار سال اور نو مہینے رہی۔

ابی اسحاق سے مروی ہے کہ جس روز علیؓ کی وفات ہوئی وہ ترسٹھ برس کے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عقیل سے مروی ہے کہ ہیضے کے سال میں جب ۸۱ھ شروع ہو گیا تو میں نے محمد بن الحنفیہ کو کہتے سنا کہ میں اپنے والد کی عمر سے بڑھ گیا، میں نے کہا کہ اُن کا سن جس روز وہ قتل کیے گئے (یرحمہ اللہ) کتنا تھا، اُنھوں نے کہا کہ ترسٹھ برس، محمد بن عمر (الواقدی) نے کہا کہ یہی ہمارے نزدیک ثابت ہے۔

طلق الاعمیٰ (نابینا) نے اپنی دادی سے روایت کی کہ میں اور ام کلثومؓ بنت علیؓ، علیؓ رضی اللہ عنہ پر رو رہی تھی۔

ہبیرہ بن یریم سے مروی ہے کہ میں نے حسنؓ بن علیؓ کو دیکھا کہ اُنھوں نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ سنایا اور کہا کہ اے لوگو کل ایک ایسا شخص تم سے جدا ہو گیا کہ نہ اولین اُس سے آگے بڑھے نہ آخرین

اُسے پائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے میدان جنگ میں بھیجتے تھے اور اُسے جھنڈا دیتے تھے، وہ اُس وقت تک واپس نہیں کیا جاتا تھا تا وقتیکہ اللہ اُسے فتح نہیں دیتا تھا، جبریلؑ اُس کے داہنی طرف رہتے تھے اور میکائیلؑ اُس کی بائیں طرف، اُس نے نہ چاندی چھوڑی نہ سونا، سوائے سات سو درہم کے جو اُس کی عطا سے بچ گئے جن سے اُس کا ارادہ خادم خریدنے کا تھا۔

۲۶ ہبیرہ بن یریم سے مروی ہے کہ جب علیؓ بن ابی طالب کی وفات ہوئی تو حسنؓ بن علیؓ کھڑے ہوئے، منبر پر چڑھے اور کہا کہ اے لوگو رات وہ شخص اُٹھا لیا گیا جس سے نہ اولین آگے بڑھے اور نہ آخرین اُسے پائیں گے، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں بھیجتے تھے، اس کی داہنی طرف سے جبریلؑ اُسے پناہ میں لیتے تھے اور بائیں طرف سے میکائیلؑ، وہ اُس وقت تک نہیں پلٹتا تھا جب تک اللہ اسے فتح نہ دے دیتا، اُس نے سوائے سات سو درہم کے کچھ نہ چھوڑا، جس سے اس کا ارادہ خادم خریدنے کا تھا، وہ اُس شب کو اُٹھا لیا گیا جس میں عیسیٰ بن مریم کی روح کو معراج ہوئی یعنی رمضان کی ستر ہویں شب۔

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ حسنؓ بن علیؓ سے کہا گیا کہ ابو الحسن علیؓ علیہ السلام کے شیعوں میں سے کچھ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علیؓ دابۃ الارض تھے اور وہ قیامت کے قبل پھر بھیجے جائیں گے تو انہوں نے کہا کہ وہ جھوٹے ہیں، یہ لوگ اُن کے شیعہ نہیں ہیں، یہ لوگ اُن کے دشمن ہیں، اگر ہمیں دوبارہ بھیجے جانے کا علم ہوتا تو نہ ہم اُن کی میراث تقسیم کرتے اور نہ اُن کی بیویوں سے نکاح کرتے۔

ابن سعد نے کہا کہ اسی طرح عمرو بن الاصم سے بھی روایت ہے۔

عمرو بن الاصم سے مروی ہے کہ میں حسنؓ بن علیؓ کے پاس گیا جو عمرو بن حریث کے مکان میں تھے، اُن سے میں نے کہا کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ علیؓ قیامت سے پہلے واپس آئیں گے، وہ ہنسے

اور کہا کہ سبحان اللہ اگر ہمیں اس کا علم ہوتا تو نہ ہم اُن کی عورتوں کا نکاح کرتے اور نہ باہم اُن کی میراث تقسیم کرتے۔

لوگوں نے بیان کیا کہ عبد الرحمٰن بن ملجم قید خانے میں رہا، جب علیؓ انتقال فرما گئے (رضوان اللہ علیہ و برکاتہ) اور دفن کردیے گئے تو حسنؓ بن علیؓ نے عبد الرحمٰن بن ملجم کو بلا بھیجا، اُسے قید خانے سے نکالا کہ قتل کریں، لوگ جمع ہوگئے اور اُس کے پاس مٹی کا تیل، بوریے اور آگ لائے، اُن لوگوں نے کہا کہ ہم اُسے جلائیں گے تو عبداللہؓ بن جعفر، حسینؓ بن علیؓ اور محمدؓ بن الحنفیہ نے کہا کہ ہمیں چھوڑدو کہ ہم اس سے اپنا دل ٹھنڈا کرلیں۔

عبداللہ بن جعفر نے اُس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے مگر اُس نے فریاد نہ کی اور نہ کچھ کلام کیا، اُس کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیری مگر اُس نے فریاد نہ کی اور کہنے لگا کہ تم اپنے چچا کی آنکھوں میں ایسی تیز اور تکلیف دہ سلائی سے سُرمہ لگاتے ہو، پھر اُس نے سورۃ "اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق" آخر تک پڑھی، اُس کی دونوں آنکھیں بہہ رہی تھیں۔

عبداللہ نے حکم دیا تو اُس کی زبان کھینچی گئی تاکہ اُسے کاٹیں، اُس نے فریاد کی، کہا گیا کہ ہم نے تیرے ہاتھ پاؤں کاٹے اور تیری آنکھیں نکالیں، اے اللہ کے دشمن، مگر تو نے فریاد نہ کی، جب ہم تیری زبان کی طرف گئے تو تو نے فریاد کی؟ اُس نے کہا میری یہ فریاد صرف اس لیے ہے کہ میں پسند نہیں کرتا کہ دُنیا میں اس حالت میں ہچکیاں لوں کہ اللہ کا ذکر نہ کرسکوں۔

انھوں نے اس کی زبان کاٹ ڈالی اور ایک کھجور کے پٹارے میں بند کرکے آگ میں جلادیا، اُس زمانے میں عباسؓ بن علیؓ اتنے چھوٹے تھے کہ اُن کے بلوغ کا زمانہ بھی نہ آیا تھا، عبد الرحمٰن بن ملجم گندم گوں خوشرو تھا، دانتوں میں کھڑکیاں تھیں، اُس کے بال

کان کی لووں تک، تھے، پیشانی میں سجدوں کا نشان تھا۔
لوگوں نے کہا کہ علی علیہ السلام کے قتل کی خبر سفیان ابن امیہ بن ابی سفیان بن امیہ بن عبد شمس حجاز لے گئے، عائشہؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے کہا۔

فالقت عصاها واستقرت بها النوی - کما قر عینا بالایاب المسافر

اس نے عصائے سفر رکھ دیا جدائی کے دن ختم ہو گئے ۔۔ وہی مسرت حاصل ہوئی جیسی مسافر کی آنکھ اپنے گھر واپس آنے پر ٹھنڈی ہوتی ہے۔

تمت
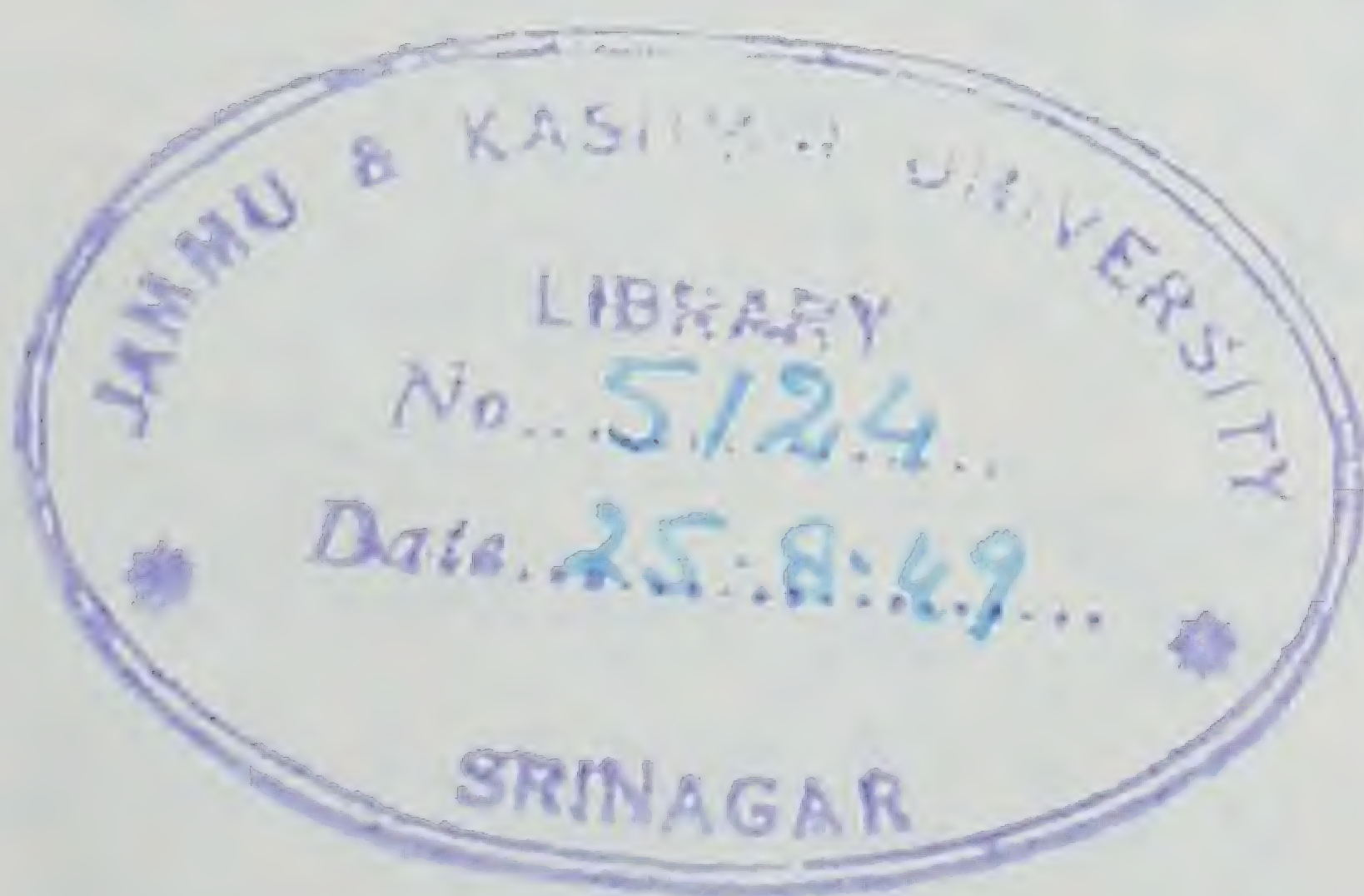
تصحیحات

طبقات ابن سعد جزو خامس (حصہ اول)

(سیرت خلفائے راشدین)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۶	۶	داحل	داخل
۱۷	۳	بوڑھیا	بڑھیا
۳۰	حاشیہ ۱۲	۱۳۳۰	۱۳۳۱
۵۴	۳	(دربم)	(درہم)
۵۶	۱۲	این عبداللہ	ابن عبداللہ
۷۷	۲۱	اجبادین	اجنادین
"	۲۲	رشنازین	"
۸۱	۲۱	نصتر	نصر
۹۷	۲	نیتی	جیسی
۱۰۰	۱۹	ھوائے	سوائے
۱۲۰	۲۵	ہوتہ	ہوتے
"	۱۶	اپیے	اپنے
۱۲۷	۲۲	انگ	مانگ
۱۳۰	۲۲	خذافہ	حذافہ
۱۴۰	۱۵	اکماھا	اکٹھا
۱۷۳	۶	ہاتما پائی	ہاتھا پائی
۱۹۵	۶	ارائی	اڑائی
۲۱۱	۱۸	مسلمان	مسلمانوں
۲۳۴	۸	کی	کے